U920 P -19-170

Title – ISRAR-E-HAQ.

Creator – Muratteba Mohd. Iliyas Barny.

Publisher – Matba Muslim University (Aligarh).

Date – 1921

Pages – 372+6.

Subjects –

سلسلۂ دعوتِ صدق

وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ لَهُم مَّا يَشَاءُونَ عِندَ رَبِّهِمْ

(محمدؐ) جو صدق لے کر آیا اور جس نے اس کا صدق مانا وہی لوگ متقی ہیں وہ جو چاہیں ان کے رب کے ہاں ان کے لیے موجود ہے

الرَّحْمَٰنُ فَسْئَلْ بِهِ خَبِيرًا

وہی (خدائے) رحمٰن ہے سو اس کی بابت کسی باخبر سے دریافت کرو

اسرارِ حق

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّن دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ

اس سے بہتر بھلا کس کی بات ہوگی جو لوگوں کو اللہ کی طرف بلائے نیک کام کرے اور خود اپنے آپ کو بھی اللہ کا فرمانبردار بندہ بتائے

آیاتِ قرآنیہ، احادیثِ نبویہ، ارشاداتِ صدّیقین و اکابرِ دین

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

مُرتّبہ

محمد الیاس برنی۔ ایم اے۔ ایل ایل بی (علیگ)

باہتمام محمد مقتدیٰ خاں شروانی

بمقام مطبع مسلم یونیورسٹی انسٹی ٹیوٹ علی گڑھ میں ۱۳۳۹ھ ۱۹۲۱ء طبع ہوئی

بار اوّل ۵۰۰ جلد

قیمت فی جلد تین روپیہ

علاوہ محصول ڈاک

سلسلۂ دعوات صدق

الیاس سنی
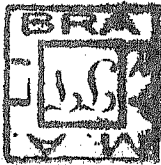
اِس کتاب کے ملنے کا پتہ :-

(۱) محمد مقتدی خاں شروانی منیجر مسلم یونیورسٹی انسٹی ٹیوٹ پریس علی گڈھ

(۲) اختر دکن پریس افضل گنج حیدرآباد دکن۔

(۳) محمد الیاس برنی جام باغ۔ ترپ بازار۔ حیدرآباد۔ دکن۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

علم و فضل کی حد کوئی کیا جانے۔ نرفع درجٰت من نشاء وفوق کل ذی علم علیم (۳/۱۳)[1] علم سے بڑھکر بھلا کیا نعمت ہوگی۔ یوتی الحکمۃ من یشاء ومن یوت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا (۵/۳)[2] چنانچہ یہ بھی علم ہی کے طفیل سے انسان کو تمام مخلوق حتیٰ کہ فرشتوں پر فضیلت نصیب ہوئی۔ وعلم آدم الاسماء کلھا (۴/۱)[3] اللہ جل شانہ نے جو خاص دعا حضور خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تلقین فرمائی وہ بھی عظمت

---

[1] ہم جس کو چاہیں اس کے درجے بلند کر دیتے ہیں۔ ہر دانا سے بڑھکر دانا موجود ہے۔

[2] جس کو چاہے حکمت عطا کرتا ہے اور جس کو حکمت ملی تحقیق اس کو بہت بڑی خوبی حاصل ہوئی۔

[3] اور آدمؑ کو تمام اسما بتا دیئے۔ حقیقت اسما بعد از توحید آثار و افعال و صفات پیش آتی ہے۔ کائنات اور تقدیر کے راز کھلتے ہیں اسما کے علم ہی سے آدمؑ سے کہلایا۔ ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین (۹/۸) اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنے تئیں آپ تباہ کیا اگر تو ہم کو معاف نہ کرے اور ہم پر رحم نہ کھائے تو ہم برباد ہو جائیں گے۔ انہی اسما کی لاعلمی سے شیطان کہہ اٹھا فبما اغویتنی الخ (۹/۸) جس طرح تو نے میری راہ ماری الخ۔ حقیقت کا یہ بہت اعلیٰ اور نازک مقام ہے۔ جس کا علم کائنات میں انسان کے واسطے مخصوص ہے اور اسی سے یہ خلافت و امانت کا اہل بنا (المؤلف)

علم ہی کی حامل ہے۔ وقل رب زدنی علما[1] (۱۵/۱۶) مگر ساتھ ہی حدود علم کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ واللہ بکل شیئ علیم[2] (۱۶/۲۸) ولا یحیطون بشیئ من علمہ الا بما شاء[3] (۳/۳) وما اوتیتم من العلم الا قلیلا[4] (۱/۱۵) اور جوں جوں حقیقی جہل رفع ہوتا ہے خود بخود مدارج علم کی پوری پوری تصدیق ہو جاتی ہے۔

علمے کہ نہ ماخوذ ز مشکوٰۃ نبی است
واللہ کہ سیرابی ازاں تشنہ لبی است
(شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ)

انسان اوّل نگاہِ عقل سے چیزوں کو دیکھتا بھالتا ہے اگر سرسری واقفیت سے اس کا دل نہ بھرے اور وہ اشکال و خواص سے بڑھکر بطن و ماہیت تک پہنچنا چاہے تو باذن اللہ تعالیٰ اس کو ایسی دانش و بینش عطا ہوتی ہے کہ وہ حقایق جو عقل کی نظر سے سرتاپا مخفی ہیں اظہر من الشمس ہو جاتے ہیں چنانچہ انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کی تعلیم اسی طرح انجام پاتی ہے۔ انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہٖ[5] (۳/۶) وعلمناہ من لدنا علما[6] (۱/۱۵) واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ واللہ بکل شیئ علیم[7] (۷/۳)

---

[1] اور کہہ اے (محمدؐ) کہ اے میرے رب میرے علم کو زیادہ کر۔
[2] اللہ کو سب چیزوں کا علم ہے۔
[3] لوگ اس کی معلومات میں کسی چیز پر دسترس نہیں رکھتے مگر جتنی وہ چاہے۔
[4] اور نہیں دیا گیا تم کو علم مگر بہت تھوڑا۔
[5] (اے نبی محمدؐ) ہم نے تمہاری طرف اسی طرح وحی بھیجی جس طرح ہم نے نوحؑ اور اس کے بعد پیغمبروں کی طرف بھیجی تھی۔
[6] اور ہم نے اس کو (خضرؑ کو) علم لدنی سکھایا تھا۔
[7] اللہ سے ڈرو اور اللہ تم کو تعلیم دیتا ہے اور اللہ کو سب چیزوں کا علم ہے۔

اور نبی امی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چشمۂ علم تو عین حقیقت سے جاری ہے۔ فاوحیٰ[1] الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ (۵۳/۱۰) علوم نبوی میں خارجی آمیزش کا نام نہیں سبحان اللہ کس قدر منزہ اور منزّہ ہیں۔ اللّٰھم[2] ارزقنا۔ ذالک[3] فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

علم کے بیشمار مدارج ہیں بلحاظِ وسعت و بلحاظِ عمق۔ تنگ نظری اور سطحیت سے وہی مدارج اختلافات بلکہ اضداد کی شکل اختیار کر لیتے ہیں حالاں کہ وہ سب ایک ہی زینہ کی سیڑھیاں اور ایک ہی راستہ کی منزلیں ہیں۔ اللہ جل شانہٗ صداقت قرآنِ مجید کی ایک بڑی علامت یہ بیان فرماتا ہے کہ اس میں از اوّل تا آخر ذرا سا بھی اختلاف نہیں البتہ غور کرنا اور سمجھنا شرط ہے۔ افلا[4] یتدبرون القرآن ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا (۴/۸۲) پھر کس قدر غفلت ہے اگر لوگ بزعم خود بڑے بڑے اختلافات قائم کر کے اسی کلام اللہ سے استدلال کریں اقرار لاعلمی نفس کو کیسے گوارا ہو۔ تحقیق کی ہمت و استعداد کہاں۔ اعلیٰ علوم کا انکار اور کاملین سے تکرار۔ اس سے بڑھکر سہل مگر لاحاصل کام اور کیا ہو سکتا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار ۵

از خدا خواہیم توفیقِ ادب ٭ بے ادب محروم گشت از فضلِ رب

---

[1] اپنے عبد (محمدؐ پر) جو وحی کرنی تھی کر دی ع کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔

[2] اللہ ہم کو بھی نصیب کرے۔

[3] یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے عطا کرتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

[4] لوگ قرآن میں غور و فکر کیوں نہیں کرتے (کہ کہیں سر مو فرق نہیں) اور اگر قرآن اللہ کے سوا کسی اور کے پاس سے آیا ہوتا تو ضرور اس میں بہت کچھ اختلاف پاتے۔
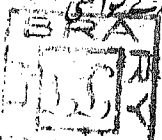
یا ایہا النبی انا ارسلنٰک شاھداً و مبشراً و نذیراً و داعیاً الی اللہ باذنہ وسراجاً منیراً و بشر المومنین بان لھم من اللہ فضلاً کبیرا (۲۲/۳) اللہ جل شانہ جس نبی کو یہ رتبہ عطا فرمائے اس کی تعلیم کی کیا انتہا ہو گی۔ اور اس سے کیسے کیسے ثمرات حاصل ہونے چاہئیں چنانچہ اللہ جل شانہٗ اپنا سب اعلیٰ عطیہ اسی رحمۃ للعالمین کی معرفت ہی نوع انسان کے پاس بھیجتا ہے۔ اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی[۲] پھر کیا عجب جو انبیا علیہ السلام کو بھی اُمتِ محمدی میں شمار ہونے کا ارمان ہو۔ اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ ٥

اللہ اللہ زمانہ کے شعبدوں نے مسلمانوں کو اسلام سے کس قدر غافل بلکہ بیگانہ بنا دیا۔ نوجوان کیسے کچھ حیران نظر آتے ہیں خدا ہی جانے کیا کیا وسوسے اور خطرات دلوں کو بہکاتے اور ستاتے ہیں۔ گرچہ شکوک سے ایمان ڈگمگاتے ہیں تاہم غنیمت ہے کہ عقیدتاً اور ادباً اسلام ہی کی خیر مناتے ہیں حیف صد حیف کتاب مبین کے ہوتے ہوئے یوں محروم رہیں۔ کہاں ہیں وہ صادقین جو صدق کی شمعیں لے کر گروہ کے گروہ ظلمات سے نکال لاتے اور حقیقت کی ترنگ میں سفل سے اُٹھا کر علو تک پہنچاتے تھے ؎

کہاں ہیں وہ جذبِ الٰہی کے پھندے
کہاں ہیں وہ اللہ کے پاک بندے

---

[۱] اے نبیؐ ہم نے تم کو گواہی دینے والا اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور لوگوں کو اللہ کی طرف اللہ ہی کے اذن سے بلانے والا اور ہدایت کا روشن چراغ بنا کر بھیجا اور ایمان والوں کو خوشخبری سُنا دو کہ ان پر اللہ کا بڑا فضل ہے [۲] تمہارا دین تمہارے واسطے مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی۔

زمانہ نے پلٹا کھایا اور دُنیا رنگ بدلا چاہتی ہے۔ تن پروری سے دل اُکتا چلے مادیات کی قید سے پھر خلاص چاہتے ہیں دبی زبان سے روحانیات کے چرچے سننے میں آتے ہیں۔ باطنی کرشمے اچھے اچھوں کے دل لبھاتے ہیں حالانکہ کاملین ان کو بھی محض لہو ولعب بتاتے ہیں حقیقت کہیں ارفع و اعلیٰ ہے۔ وجوب میں احدیت اور امکان میں عبدیت۔ مرج البحرین یلتقیان بینھما برزخ لا یبغیان (۲۷/۱۱)[1] اگر اس کی طلب ہو تو اسلام کا بول بالا ہی سبحان اللہ تعلیم نبوی کا کرشمہ حقیقت منکشف ہو جائے تو انشاء اللہ۔

پھر دلوں کو یاد آجائے گا پیمانِ سجود
پھر جبیں خاکِ حرم سے آشنا ہو جائے گی

اللہ اکبر حقیقت کے انوار کیا ہی جگمگا رہے ہیں۔ یکاد زیتھا یضیٔ ولو لم تمسسہ نار۔ نور علیٰ نور یھدی اللہ لنورہ من یشاء (۱۸/۱۱)[2] مگر آنکھیں چندھیاتی اور نگاہیں ترمراتی ہیں۔ حیران و مایوس کیوں ہوں طالب حق کو اللہ جل شانہٗ خود اُمید دلاتا ہی۔ یجتبی الیہ من یشاء ویھدی الیہ من ینیب (۲۵/۳)[3] والذین[4]

---

[1] نکالے دو دریا جو مل کر بہتے ہیں۔ پھر بھی درمیان میں پردہ رہتا ہی خلط ملط نہیں ہوتے۔

[2] قریب ہو کہ روغن خود بخود جل اُٹھے گرچہ اس کو آگ نہ چھوئے نور ہی نور ہے اللہ جس کو چاہتا ہے اپنے نور کی طرف ہدایت کرتا ہی۔

[3] اللہ جس کو چاہتا ہے اپنے لئے چُن لیتا ہے اور اس کی رہنمائی کرتا ہے اپنی طرف جو جھکتا ہے۔

[4] جو لوگ ہمارے لئے کوشش کرتے ہیں انھیں ہم ضرور اپنی راہیں دکھلا دیتے ہیں۔

جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا (۲۱/۶۹) اس کے علاوہ۔ داعیاً الی اللہ[۵۱] باذنہ وسراجاً منیرا (۲۲/۴۶) مازاغ البصر وما طغی[۵۲] لقد رای من اٰیات ربہ الکبری (۲۷/۱۸) ایک طرف تو اپنے نبیؐ کی سروجی فلا الا یہ شان اور دوسری طرف حضور علیہ السلام کا یہ احسان کہ حریص[۵۳] علیکم بالمومنین رؤف الرحیم (۱۱/۱۲۸) وائے برحالِ ما اگر اپنی غفلت اور پست ہمتی سے ہمیشہ ہمیشہ کور چشم رہیں۔ من[۵۴] کان فی ھٰذہ اعمیٰ فھو فی الاٰخرۃ اعمیٰ واضل سبیلا

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نہ کرد
ہی خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

اللہ جل شانہٗ۔ اللہ کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام صدیقین واکابر دین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ ان کے اشارات وارشادات ٹھنڈے دل سے سنو غور کرو جہل کی وجہ سے بلا تحقیق انکار نہ کر بیٹھو بلکہ الرحمٰن[۵۵] فسئل بہٖ خبیرا ؕ ۵

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
بسا کین دولت از گفتار خیزد

---

[۵۱] (محمدؐ) اللہ کی اجازت سے اللہ کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ۔
[۵۲] نہ نگاہ جھجکی اور نہ بہکی تحقیق (محمدؐ نے) اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھ لیں تھیں۔
[۵۳] تمہاری بہبودی کے لئے بیچین ہیں ایمان والوں پر نہایت درجہ شفیق و مہربان ہیں۔
[۵۴] جو اس دنیا میں بے بصیرت ہو وہ آخرت میں بھی بے بصیرت اور گم کردہ راہ ہوگا۔
[۵۵] وہی خدائے رحمٰن ہے ہر سو اس کی بابت تو کسی باخبر سے پوچھو۔

۷

الحمد للہ حمداً کثیراً کہ کسی کی نظرِ کیمیا اثر مشغولِ کار ہے؂

آناں کہ خاک را بنظر کیمیا کنند

آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب (ﷺ) امین ثم امین ۵

۱۔ اے ہمارے رب ہمارے دلوں کو نہ پھیر جب کہ ہم کو ہدایت دے چکا اور ہم کو اپنے ہاں سے رحمت عطا کر۔ بیشک تو ہی بڑا دینے والا ہے۔

احقر العباد

محمد الیاس برنی

جام باغ
حیدرآباد
جنوری ۱۹۲۱ء

فہرستِ مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصل اوّل

دینیات و عقلیات

(اس فصل کا تمامتر مضمون پروفیسر عبدالباری ندوی کے رسالہ "مذہب و عقلیات" سے ماخوذ ہے۔ مولف فاضل پروفیسر کا بدل ممنون احسان ہے)

دینیات کی غرض و غایت تیقن اور تقرب باری تعالیٰ ہے۔ اس سے وہ حقائق معلوم ہوتے ہیں جو بوجہ اپنی رفعت اور نزاکت کے عقل کی رسائی سے بالاتر ہیں اور بالعموم فوق الفطرۃ کہلاتے ہیں۔ وحی والہام دینیات کا سرچشمہ ہیں اور یقین و ایمان اسکے حاصل کرنے کا ذریعہ۔ عقلیات کی موشگافیاں اور کارگزاریاں بھی کافی حیرتناک اور قابل داد ہیں لیکن یہ مسلم ہے کہ اس کا دورہ تحتانی مادی طبقات تک محدود ہے

روحانیات کے اعلیٰ طبقات میں اسکے پر جاتے ہیں۔ عقلیات کے
دو خاص شعبے ہیں۔ حکمت (سائنس) و فلسفہ (للمولف)

مذہب وعقل کی معرکہ آرائیوں کی داستان یوں تو ہمیشہ کہی اور
سنی گئی ہے، لیکن پچھلی صدی میں عقلیات نے جو ترقی کی ہے
اس کی بنا پر کہا جاتا ہے کہ مذہب آخری شکست کھا کر اکھاڑہ سے نکل
چکا ہے، "ہم (اہل سائنس) نے خدا کی عارضی خدمات کا شکریہ ادا
کرکے اس کو سرحد پر پہنچا دیا ہے[۵/۱]" عجائب سائنس سے ہیبت زدہ اور
تقلیدی پرستاران یورپ کے حلقوں میں پہنچکر یہ آوازیں اور زیادہ پرشور
بن جاتی ہیں۔

[۵/۱] سرپیزوسیل کا مقولہ ہے

ہندوستان میں انگریزی حکومت کے ساتھ ساتھ یورپ کی سائنٹفک
ایجادات بھی آئیں جن میں سے ہر ایک ریل، تار، الکٹریسٹی وغیرہ
اچھے اچھوں کی عقل کو حیران بنا دینے کے لئے کافی تھی۔ اس سے
بھی بڑھکر یہ کہ سائنس نے زمین کو تول کر وزن معلوم کرلیا، روشنی کی شرح
رفتار بتادی، مریخ میں دریا پہاڑ اور آبادی کا سراغ لگا لیا۔ اب جو
اسکول اور کالجوں میں ہمارے فرزندان تعلیم جدیدہ نے کہیں یہ سن پایا

کہ سائنس نے "خدا کو سرحد باہر کر دیا" تو بیچارے سمجھے کہ جو چیز ایسی حیرت انگیز دخل اور سمجھ میں نہ آنے والے معجزے دکھا سکتی ہے، جب اسی نے خدا و مذہب کو باطل ٹھیرا دیا تو پھر اب کیا رہا۔ اس مرعوبیت کا آج تک عالم ہے کہ نفس یورپ یا سائنس کا نام لے لینا، کسی بات کے منوانے کے لئے سب سے مؤثر استدلال ثابت ہوتا ہے۔

غرض برادرانِ اسکول و کالج کو سنجیدگی کے ساتھ "دینیات و عقلیات" کے مطالعہ اور ان کے باہمی تعلق پر کبھی غور و فکر کی فرصت تو میسر نہ ہوئی، اور نہ یہ سوچا کہ دونوں ایک میدان میں اتر بھی سکتے ہیں یا نہیں، لیکن عقل و سائنس کی فتح کے نقارچی بن گئے۔ اگرچہ مصر اور ہندوستان وغیرہ میں یہ وبا زیادہ تر اسی طرح پھیلی، تاہم اسکی ذمہ دار ہمارے نئے تعلیم یافتہ احباب کی تنہا مرعوبیت و نادانی نہیں ہے اور اسباب بھی ہیں جنھوں نے اس خیال کو عالمگیر بنا دیا۔

۱۔ اولاً تو بعض ذمہ دار اور سائنس کے اکابر رجال مثلاً لاپلاس، ٹنڈل، ہکسلے وغیرہ کی زبان و قلم سے ایسے الفاظ نکلے کہ عوام کا تو کیا ذکر خواص تک اس دھوکے اور غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے کہ مذہب

فصل وسائنس کی دشمنی کا خیال کوئی بازاری گپ نہیں ہے۔ لاپلاس نے
جب اپنی کتاب (میکانیک) نپولین کو
کو پیش کی تو اس نے کہا کہ" لوگ کہتے ہیں کہ تم نے یہ کتاب نظام عالم
پر لکھی ہے، اور پھر بھی اسکے خالق کا نام نہیں لیا ہے"۔ اس پر لاپلاس نے
خشونت کے ساتھ جواب دیا کہ" جناب والا مجکو اس قسم کے کسی فرض
کی ضرورت نہ تھی[۱]"۔

ہکسلے نے کہدیا کہ" مادہ اور قوانین مادہ نے عقیدہ خلق
(جنیسس) اور روح کے وجود کو باطل کر دیا ہے"
اس طرح کی باتوں نے سائنس کی حقیقت سے ناواقفوں کے دل
میں اور بھی مذہب کی نسبت وسوسے پیدا کر دئے۔ اور ان کی مرعوبیت
کو گویا ایک مستند بات آگئی۔

۲۔ لیکن حقیقت میں غلط فہمی کا سب سے بڑا منشا اہل سائنس
اور علماء مذہب کی عداوت کا مغالطہ ہے، جس کا بہت کچھ ذمہ دار
یورپ کا محکمۂ احتساب (انکوئیزیشن) ہے

[۱] (نیچرلزم انڈاگناسٹسزم) فطرت دلا اوریت از وارڈ صفحہ اول جلد ۲

جس کی قربان گاہ پر قرون وسطی میں پاپاؤں کے ہاتھ بیسیوں محققین فصل ا
سائنس انکشافات علمی کے گناہ میں نذر چڑھ گئے - پادری سمجھتے
تھے کہ زمین کا گول کہنا بھی مذہب کی تردید ہے -

کوپرنیکس نے حرکت ارض و مرکزیت شمس کے
اثبات یا نظام فیثاغورس کی تائید میں کتاب لکھی تو اس کا پڑھنا
کفر قرار پایا- گلیلیو نے دوربین کی ایجاد سے
کوپرنیکس کے اکتشافات کی تائید کی، تو اس کو
قید کی سزا ملی اور قید ہی میں مر گیا برونو
اس جرم میں جلا دیا گیا کہ " تعدد عوالم " کا قائل تھا -

غرض اس محکمہ نے سینکڑوں آدمیوں کو مذہب کے نام سے
ستایا اور برباد کیا - اس کا لازمی نتیجہ یہی ہونا تھا کہ لوگ علم و مذہب
کو حریف سمجھنے لگے - اس مغالطہ نے اتنا تسلط حاصل کیا کہ
ڈریپر نے ایک کتاب ہی " معرکۂ مذہب و سائنس "
کے نام سے لکھ ڈالی، حالانکہ اس کا ماحصل تمام تر وہی اہل سائنس
اور علماء مذہب کا معرکہ ہے -

فصل ۳ تیسرا بڑا سبب خود مذہب کے نادان دوست ہمارے
متکلمین ہیں اُنھوں نے اس پر تو غور نہ کیا کہ مذہب و عقلیات
میں اصولاً کوئی تصادم ہے یا نہیں، اور ان دونوں کی تطبیق و مصالحت
کی اُلجھن میں پڑ گئے، یا پھر حکمت و فلسفہ کی زبان سے جو بات بھی
نکلی اُس کی تردید اپنا فرضِ مذہبی قرار دے لیا۔

مسلمانوں میں جس شے نے عقل و مذہب کی باہمی منافرت
کے خیال کو سب سے زیادہ پھیلایا اور راسخ کیا وہ یہی علم کلام کی
زیاں کار ایجاد ہے، جس نے ایک طرف مذہب کو شدید صدمہ پہنچایا۔
اور دوسری طرف ذہنی قوتوں کو بادپیمائی اور سطحِ آب پر نقش آرائیوں
میں رائگاں کیا۔

مذہب و سائنس کی بے تعلقی کو پوری طرح سمجھنے کے لئے
پہلے ان کے باہمی فرق اور بُعدِ حقیقت کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا
چاہیئے۔ ریل کی دو گاڑیاں ٹکرا سکتی ہیں اور ٹکراتی ہیں، لیکن ریل
گاڑی اور جہاز میں تصادم ناممکن ہے، اس لئے کہ ریل سمندر
میں چل ہی نہیں سکتی ہے، اور نہ جہاز خشکی پر، بعینہٖ یہی حال سائنس

اور مذہب کا ہے۔ سائنس کا مذہب کی حد میں داخل ہونا اُس سے مُفصل
زیادہ محال ہے، جتنا ریل کا پانی یا جہاز کا خشکی پر چلنا ہے۔ مذہب
جہاں سے شروع ہوتا ہے، سائنس کی رسائی وہاں ختم ہو جاتی ہے
سائنس کا جو منتہائے پرواز ہے، مذہب کا وہ نقطہ آغاز ہے۔ سائنس
کی بحث و تحقیق کا تعلق تمام تر فطرۃ (نیچر) کے واقعات، مشاہدات
اور تجربات سے ہے۔ مذہب کی بنا یکسر فوق الفطرت اور تجربہ و مشاہدہ
کی دسترس سے ماورا چیزوں پر ہے، مثلاً خدا، روح، حشر و نشر وغیرہ
ایک عامی آدمی اور سائنٹسٹ کے تجربہ اور مشاہدہ میں اتنا
فرق ہوتا ہے کہ موخرالذکر اپنے مشاہدات و تجربات کو تفتیش اور مختلف
قسم کے اختبارات (اکسپریمنٹس) سے وسیع کر کے استقرائی (
انڈکٹیو) کلیات بناتا ہے، اور اُن کی توجیہ و تشریح
(اکسپلے نیشن) کے لئے اصول وضع کرتا ہے۔
ایک راہ گیر بھی سیب کو درخت سے زمین پر گرتے دیکھتا ہے
لیکن نیوٹن کا ذہن اس واقعہ سے ایک وسیع اصول کی طرف
منتقل ہو جاتا ہے۔ وہ اپنے تجربہ کو پھیلاتا ہے، طرح طرح کے

فصل اختیارات سے اپنے انتقال ذہنی کو مصدق و مستحکم بناتا ہے، مختلف واقعات کو ایک سلسلہ میں جوڑتا ہے۔ اور بالآخر اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ سمندر کے مدوجزر، سیارات کی گردش، نظام شمس کے قیام جیسے عظیم الشان اور مختلف واقعات میں بھی وہی علۃ وقوۃ کارفرما ہے، جو سیب کے زمین پر گرنے میں اس قوت کا نام وہ کشش رکھتا ہے جس سے عالم جسمانیات کا ایک ایک ذرہ بندھا ہوا ہے۔ آگے چل کر یہی قانون کشش دنیائے سائنس کا عظیم ترین اکتشاف قرار پاتا ہے۔

لیکن خود یہ قانون کشش کیا ہے؟ کیسے وجود میں آیا ہے؟ ازلی ہے یا کسی کا مخلوق؟ یہ وہ سوالات ہیں جن کے جواب میں علمائے سائنس کی زبانیں گنگ ہیں۔ خود نیوٹن کو اپنی اُسی کتاب (پرنسپیا) کے خاتمہ میں جس میں سائنس کے اس مایہ ناز اکتشاف پر بحث ہے یہ کہنا پڑا کہ "عالم فطرت کی یہ نیرنگیاں واجب الوجود کے ارادہ کے علاوہ کسی اور شئے سے نہیں ظاہر ہو سکتیں وہ واجب الوجود جو ہمیشہ اور ہر جگہ موجود ہے، یعنی خدا سے برتر،

فصل

نامحدود قادر مطلق، سمیع و بصیر اور کمال محبت ہستی۔

مشہور حکیم (سائنٹسٹ) پروفیسر ٹنڈل نے سائنس کی اس حقیقت اور محدود رسائی کو ایک عام فہم تمثیل سے یوں سمجھایا ہے کہ اگر تم گھڑی دیکھو، تو اس میں گھنٹے اور منٹ، سکنڈ کی سوئیاں پھرتی نظر آئینگی۔ یہ سوئیاں کیوں پھرتی ہیں؟ اور انکی حرکات کی یہ خاص باہمی نسبت جو ہم کو نظر آتی ہے کیونکر قایم ہے؟ ان سوالات کا جواب بے گھڑی کو کھولے، اس کے مختلف پرزوں کو اچھی طرح دیکھے اور ان کا ایک دوسرے سے تعلق معلوم کئے بغیر نہیں دیا جاسکتا۔ جب یہ سب کچھ ہو لیتا ہے، تو ہم کو معلوم ہو جاتا ہے کہ سوئیوں کی یہ خاص حرکت گھڑی کی اس اندرونی ساخت اور مشین کا نتیجہ ہے، جو کوک کی قوت سے چل رہی ہے سوئیوں کی یہ حرکت صنعت انسانی کا ایک واقعہ یا حادثہ (فنامنن) کہا جاسکتا ہے، لیکن بعینہ یہی حال واقعات و حوادث فطرت کا ہے، ان کے اندر بھی ایک مخفی مشین کارفرما ہے اور ایک خزانہ قوت ہے، جو اس مشین کو چلا رہا ہے۔ حکمت طبعی

مضیٰ (فزیکل سائنس) کا انتہائی کام اسی مشین اور ذخیرہ قوت پر سے پردہ ہٹا کر یہ بتانا ہے کہ یہ واقعات و حوادث انہی دونوں کے فعل و انفعال کا لازمی نتیجہ ہیں۔"

لیکن کارخانہ عالم کی یہ اندرونی مشین خود کیا ہے اور کیسے بنی؟ اس گھڑی کو کس نے کوکا؟ اس کی چلانے والی قوت (انرجی) کہاں سے آئی؟ یہ وہ سوالات ہیں جن کا جواب سائنس کے بس سے باہر ہے۔ علمی زبان میں یوں کہو کہ سائنس صرف ثانوی اور قریبی علل و اسباب پر سے پردہ اُٹھا کر واقعات عالم کی ایک گونہ توجیہ و تشریح کر سکتی ہے، علل اولیٰ کا پتہ لگانا سائنس کے دائرہ بحث سے قطعاً خارج ہے۔ حکمیات (سائنس) کے ایک بڑے امام ہکسلے نے اس عجز کا اعتراف "سائنس کی پرائمر" میں جو بچوں کے پڑھنے کے لئے ہے، اس طرح کیا ہے کہ "کسی شے کی بھی کامل توجیہ و تعلیل نہیں ہوسکتی، کیونکہ انسان کا اعلیٰ سے اعلیٰ علم بھی سلسلہ توجیہ میں آغاز اشیا کی جانب چند قدم سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔" اب تم ہی سوچو کہ خدا یا علت اولیٰ کے ابطال

و اثبات کا بوجھ سائنس پر ڈالنا کیا سائنس کی حقیقت سے جہل فصل
اور "بما لا یرضی بہ القائل" نہیں ہے؟

کیا بوالعجبی ہے کہ جس ذمہ داری سے سائنس کی کتاب
ابجد اس صراحت کے ساتھ ابا، و انکار کرتی ہے اُسی کا ہم اپنے
جہل سے اُس کو مدعی بتاتے ہیں! عقل و دانش کے مدعی انسان کی
بے عقلی اور گمرہی کا سب سے زیادہ حسرت ناک منظر وہ ہوتا ہے
کہ بعض خارجی اتفاقات و حالات کی بنا پر، وہ بہت سی ایسی چیزوں
کو مسلم سمجھ بیٹھتا ہے، جو واقفیت کے لحاظ سے اُسی قدر بے سر و پا
ہوتی ہیں، جس قدر کہ مشہور و مقبولِ عام ہوتی ہیں۔

سائنس کے ہزاروں طلبہ، اُس کے مختلف شعبوں کی تحصیل
کرتے ہیں، اور ایک ایک شعبہ پر بیسیوں کتابیں نظر سے گزرتی ہیں
جن میں ایک باب بھی ایسا نہیں ہوتا، جس میں خدا، روح، حشر
و نشر وغیرہ کے ابطال و اثبات سے ایک سائنٹفک واقعہ
و حقیقت کی حیثیت سے بحث ہو۔ پھر بھی یہ غوغا ہے کہ "بے اعتقادی
نے اعتقاد کی جگہ لے لی ہے، عقل نے صحیفۂ آسمانی کی سیاست

عقل نے مذہب کی، زمین نے آسمان کی، عمل نے عبادت کی۔ مادّی احتیاج نے دوزخ کی، اور انسان نے دیندار کی[۱]۔

بے شک ایک عالم ہیئت اجرام سماوی اُن کی باہمی کشش اور قوانین حرکت سے بحث کرتا ہے اور کرسکتا ہے، لیکن کیا وہ اس کشش و حرکت کی ماہیت اور انتہائی علت بھی بتاتا ہے یا بتا سکتا ہے؟ ریاضیات کا ماہر عدد اور مکان (اسپیس) کے علایق کا پتہ لگا سکتا ہے، لیکن کیا وہ مکان کی اصل حقیقت کا بھی کوئی نشان دے سکتا ہے۔ اتنا بھی تو معلوم نہیں کہ یہ کوئی ذہنی شے ہے یا خارجی۔ علم الحیات کے اکتشافات سے یہ معلوم ہوگیا ہے کہ جاندار اجسام کاربن، آکسیجن، ہائڈروجین، و نائٹروجین سے مرکب ہوتے ہیں لیکن کیا کوئی حیاتیات کا محقق اس کا سراغ لگا سکتا ہے، کہ ان مختلف مواد کی کیمیاوی ترکیب و تعامل سے زندگی اور اُس کے افعال احساس و شعور وغیرہ کیونکر اور کیسے پیدا ہو جاتے ہیں۔ عالم کیمیا و طبیعات، سالمات (ایٹمس) برق، برق پارو

[۱] "مقدمہ فلسفہ" از پاکسن صفحہ ۲۱۷۔

(الکٹرنس) اور ایتھر کے وجود کا دعویٰ کرسکتا ہے لیکن کیا وہ بجلی مفصل اور ایتھر کی حقیقت کے علم کا بھی دعویدار بن سکتا ہے؟ الحاصل علم وحکمۃ کی جس صنف کو بھی دیکھو، یہ بیک نظر معلوم ہو جاتا ہے کہ "توجیہ وتعلیل کا سلسلہ آغاز اشیاء کی طرف چند قدم سے آگے نہیں بڑھ سکتا" انسانی لاعلمی اور جہل کی تاریکی کے مقابل میں علم کی روشنی کا اتنا حصہ بھی نہیں، جتنا گھنگھور گھٹا کے عالم ظلمات میں بجلی کی ایک آنی چمک کا ہوتا ہے۔

مذہب اسی ظلمات میں اعتقاد وایمان بالغیب کی مشعل سے رہنمائی کرنا چاہتا ہے۔ کیونکہ عقل وحکمۃ (ریزن وسائنس) کی چمک تاریکی کے ان بادلوں کو چھانٹ ہی نہیں سکتی، اس کا چراغ ہدایت اس بحر ظلمات میں داخل ہوتے ہی گل ہو جاتا ہے مگر انسان کی فطرت میں کرید ہے، اُس کو بال کی کھال نکالے بغیر کل نہیں پڑتی ہے۔ اس لیئے وہ صرف حوادث وظواہر (اپیرنسز) کے جان لینے پر قناعت نہیں کرسکتا تھا۔ فکر ہوئی کہ عالم بہ حیثیت مجموعی کیا ہے؟ اُس کی ابتدا کیسے ہوئی؟ انتہا کیا

فیصل ہوگی؟ ذہن اور موجودات خارجی کی اصل حقیقت کیا ہے؟ ہم کیا ہیں؟ کہاں سے آئے ہیں؟ کہاں جانا ہے؟ غرض کائنات فطرت (نیچر) سے نکلکر فوق الفطرۃ اسرار پر سے پردہ اٹھانے کی خلش پیدا ہوئی، جو عقل انسانی کے لئے شجر ممنوع تھا۔

ان سوالات کے پیدا ہوتے ہی آدمی سائنس کی چار دیواری سے نکل کر فلسفہ یا صحیح معنی میں ما بعد الطبعیات (میٹا فزکس) کی نامحدود فضا میں داخل ہو جاتا ہے۔ یہاں پہنچکر علوم طبعیہ (فزیکل سائنس) کے یقینیات وقطعیات کا سررشتہ ہات سے چھوٹ جاتا ہے۔ یہ ظن وقیاس کا عالم ہے، جہاں کسی بات کی قطعیت ویقینیت کا دعویٰ نہیں کیا جاسکتا ؎

ہر کس ز سر قیاس چیزے گفتند
معلوم نہ گشت وقصہ کوتاہ نہ شد

مذہب الٰہی الہیاتی (میٹا فزکل) مسائل سے ٹکراتا ہے، اور جنگ وصلح کا جو کچھ امکان ہے وہ "مذہب وفلسفہ" میں ہے، نہ کہ "مذہب وسائنس" میں۔ اس لئے اصل بحث "فلسفہ ومذہب"

کے باہمی تعلقات کی توضیح وتصحیح ہے جس کے سمجھنے کے لئے تین اصول باتوں کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔

(۱) فلسفہ اور مذہب کی منزل مقصود بے شک ایک کہی جا سکتی ہے، لیکن دونوں کی راہیں اس قدر مختلف اور الگ ہیں کہ اگر غلط فہمیوں اور خلط مبحث کو صاف کر دیا جائے، تو تصادم کا کوئی احتمال واندیشہ نہیں رہ جاتا۔ مذہب کی بنیاد تمام تر ایمان واعتقاد پر ہے، اور فلسفہ کی تعمیر قیاس واستدلال سے ہوتی ہے۔ مذہب کے اندر جہاں عقل آرائیوں کو راہ دی گئی، وہ اپنی قوت وحقیقت گم کر کے فلسفہ بن جاتا ہے۔ (تفصیل آگے آئیگی)

(۲) بحث کا اہم نکتہ یہ ہے کہ اگر تصادم ہو بھی، تاہم یہ کہنا یا سمجھنا سخت جہل ہوگا کہ فلسفیانہ قیاسات و دلائل مذہب کو آخری اور قطعی طور پر باطل یا ثابت کر سکتے ہیں۔ فلسفہ والہیات خود اتنے متناقض آرا وخیالات کے مجموعہ کا نام ہے کہ نہ تو وہ معیار حق بن سکتا ہے، نہ اس کی بناء پر عقل و مذہب میں سے کسی کی فتح وہزیمت کا اعلان کیا جا سکتا ہے۔ اس کی غرض انسان کی صرف اسی

فصل فطری کریدو موشگافیوں کی تسکین ہے، جو اُس کی عقل کو باوجود اعتراف نارسائی، مابعدالطبیعیات کی ارض ممنوعہ میں قدم رکھنے پر مضطر و بے اختیار کر دیتی ہے۔

(۳) سب سے آخری بحث یہ ہے کہ فلسفہ کی ڈھائی ہزار سال کی تاریخ ہمارے سامنے موجود ہے دیکھنا یہ ہے کہ واقعیت کے لحاظ سے اس طویل مدت میں فلسفہ کس حد تک مذہب کا حریف وعنید رہا ہے؟ اس کا صحیح جواب بیکن نے دیا ہے، جس کی تصدیق وشہادت میں قدیم وجدید فلسفہ کے مجلدات ہم آہنگ ہیں کہ فلسفہ قلیل وسطحی علم الحاد کی طرف مائل کر دیتا ہے، لیکن اُس کا گہرا علم مذہب سے قریب کر دیتا ہے"

تاریخ فلسفہ کا دفتریوں تو بے پایاں ہے۔ لیکن اس کا نچوڑ چار مذاہب (اسکول) ہیں۔

(۱) ثنویت یا دوئی (۲) تصوریت یا روحیت (۳) مادیت اور (۴) ارتیابیت۔ ان میں سے دونوں اول الذکر تو بلاواسطہ یا بالواسطہ مذہب کے مؤید و حامی ہیں۔ تیسرا معاند ہے، اور چوتھا

فصل

نہ دوست نہ دشمن۔

ثنویت کا ماحصل یہ ہے کہ کائنات میں دو بالکل مختلف و متضاد چیزیں موجود ہیں، جسم و روح ایک قطعاً بے حس و حرکت مادہ کا ڈھیر ہے، دوسری مجرد اور عقل و شعور کا مصدر ہے۔ عہد قدیم کے سب سے بڑے فلسفی و حکیم ارسطو کا مسلک یہی تھا۔ دور جدید کے آغاز تک دنیا کے فلسفہ کا بیشتر حصہ اسی کا پیرو رہا ہے۔ فلسفہ جدید کا ابو الآباء ڈیکارٹ بھی ارسطو ہی کا ہم مسلک ہے۔ تمام مذاہب کی ظاہری تعلیمات کا بھی یہی خلاصہ ہے بلکہ سچ پوچھو تو روح ہی کا عقیدہ مذہب کی جڑ ہے۔ باقی جزا و سزا، حشر و نشر وغیرہ اسی کی تفریعات ہیں۔

دوئی کے ماننے والوں کے خلاف ایک طرف تصوریہ (آئیڈیلزم) کا یہ دعویٰ ہے کہ اصل الاصول ایک ہی شے ہے، اور وہ روح، عقل یا ذہن ہے۔ باقی تمام عالم جسمانیات اسی کا تصور، پرتو، یا اور کسی نہ کسی طرح سے اسی سے پیدا و مستنبط ہے۔ مادیات کا مستقل وجود محض ایک قسم کا فریب (الیوژن) ہے

فصل

اس مسلک کا پرانا رہبر افلاطون مانا جاتا ہے جس کی جگہ خالص فلسفہ کی بزم میں ارسطو سے بھی بلند تر ہے۔ اور عہد حاضر کے تو کہنا چاہیئے کہ تمام اساطین فلسفہ اسی ایک علم کے نیچے جمع ہو گئے ہیں۔ اسپنوزا، لبنز، برکلے، فخٹے، شیلنگ، ہیگل، برگسن سب کے سب اسی ایک تان پر آ کے ٹوٹتے ہیں۔ مذہب میں صوفیہ اور ارباب باطن سے ان قائلین تصوریت کے ڈانڈے اس قدر ملجاتے ہیں کہ صرف حال اور قال کا پردہ رہ جاتا ہے۔

دوسری طرف طبل مادیت کی یہ صدا ہے کہ بے شک اصل الاصول ایک ہی شے ہے لیکن یہ روح نہیں ہے بلکہ مادہ ہے عقل و شعور وغیرہ جن کو تم افعال روح خیال کرتے ہو، یہ ذرات مادی ہی کے اجتماع، ترکیب اور تعامل کے نتائج ہیں۔ یہ مادہ اور اس کی قوت یا انرجی دونوں ازلی اور غیر مخلوق ہیں۔ اور اس لحاظ سے دونوں ایک ہی ہیں کہ ایک کا دوسرے سے انفکاک یا جدا ہونا ناممکن ہے۔ مادہ یا قوت ہی کے بندھے ہوئے مقررہ طریق عمل اور اصول عمل کا نام فطرت (نیچر) اور قوانین فطرت (لاز آف نیچر)

ہے۔ ساری کائنات ارضی و سماوی، اسی فطرۃ اور مادہ سے منفصل

پیدا ہے۔ کسی خارج مستقل الوجود، صاحب الامر خالق یا خدا کی

احتیاج نہیں ہے۔ "فطرت خود بخود خداؤں کی مداخلت کے بغیر

سب کچھ کر لیتی ہے[۱]" "مادہ خالی ہیولیٰ یا محض منفعل ذات نہیں

ہے، جیسا کہ فلاسفہ اُس کی تصویر کھینچتے ہیں۔ بلکہ وہ مادر کائنات

ہے جو خود اپنے ہی رحم سے تمام نتائج برآمد کرتی ہے[۲]"

پس فلسفہ کے مذاہب اربعہ میں یہی ایک مذہب ہے جو الحاد

اور بے دینی کے نتائج پیدا کرسکتا ہے یہ اسکول اگرچہ اتنا ہی قدیم

ہے، جتنا کہ خود فلسفہ" اور آج سے تقریباً ڈھائی ہزار پہلے دیمقراطیس

کے ہاتھ مستقل نظام (سسٹم) کی صورت اختیار کرچکا تھا،

لیکن قدیم زمانہ میں اس کی تعلیمات کو کچھ زیادہ رواج اور قبولیت

نہ حاصل ہوسکی۔ دیمقراطیس کے مشاہیر اتباع میں، اپیکورس

لیوکرٹیس۔ وغیرہ کے دو چار ناموں سے زیادہ نہیں ملتے۔

قرون وسطیٰ میں مادیت کے نقارخانہ کی صدا اس قدر

---

[۱] [۲] علی الترتیب لیوکرٹیس اور برنو کے مقولے ہیں

فلسفہ کی فضا میں گونجی ہوئی تھی کہ کوئی اور آواز سنائی نہیں پڑتی تھی اور "مادیت" کی ہستی تو بس طاقِ نسیاں کے نقش و نگار سے زیادہ نہیں رہ گئی تھی۔ سولھویں صدی کے آخر میں برونو نے ان فراموش نقش و نگار کو یاد کیا، تو اس جرم میں مجلس احتساب کی آتشِ غیظ و غضب نے اس کو آگ میں جھکوا دیا۔

اس عاشقِ علم کے ستی ہو جانے کے بعد سترھویں صدی میں جہاں اور چیزوں کے ساتھ، فلسفہ کا بھی "عصر جدید" شروع ہوتا ہے، گسنڈی نامی ایک شخص نے دیمقراطیس کو پھر زندہ کیا اور سچ یہ ہے کہ دنیائے سائنس میں اب وہ زندہ جاوید بن گیا ہے۔ اور اس کا نظریہ سالمات مسلمات حکمۃ میں داخل ہو گیا ہے،

لیکن اس نظریہ، مادیت کو الحاد و انکار مذہب کا سرچشمہ بنانے میں سب سے زیادہ حصہ جس چیز کا ہے، وہ پچھلی دو صدیوں میں سائنس کے عظیم الشان انکشافات و تحقیقات کے نتائج ہیں۔ ان میں سے چار ہماری موجودہ بحث کے لئے زیادہ اہم ہیں (۱) استمرار مادہ و قوت (۲) نظریہ اصل الانواع یا ارتقا (۳) کیمیاوی

یہاں ان مسائل سائنس کی تائید یا تضعیف مقصود نہیں نہ ان کی واقعیت وقطعیت میں شک اندازی، بلکہ محض اُن مغالطہ آمیز نتائج پر سے پردہ اُٹھا دینا ہے، جن پر عوام کیا خواص تک کی نظر نہیں پڑتی، اور جو محض غلط فہمی اور خلط مبحث کی بدولت مذہب کے خلاف سمجھے جاتے ہیں -

(۱) سب سے پہلے آخر الذکر کو لو، یعنی افعال ذہن وجسم کا تعلق - ثنویہ کی طرح اہل مذہب کا بھی یہ اعتقاد ہے کہ روح جسم سے ایک بالکل مختلف بلکہ متضاد حقیقت وہستی ہے اور جسم اُس کے لئے محض ایک آلہ عمل ہے - افعال ذہنی اسی روح کے افعال ہیں - اس باب میں سائنس کی تحقیقات یا علم "افعال الاعضا" (فزیالوجی) کے انکشافات کا ماحصل یہ ہے کہ ہر ذہنی یا روحی فعل کے مقابل میں کوئی نہ کوئی جسمی تغیر بھی پایا جاتا ہے - اگر افعال ذہن میں کچھ خلل واقع ہوتا ہے تو ساتھ ہی دماغ یا اعصاب میں بھی کوئی نہ کوئی فتور ملتا ہے - یہاں تک کہ مختلف افعال ذہن

فصل ا شعور، حافظہ، ادراک وغیرہ کے لئے، دماغ میں الگ الگ خانے یا حصے ہیں، اور ایک ہوشیار عالم عضویات ان حصوں میں سے جس کو چاہے علیحدہ کر کے ذہن کے اس فعل کو باطل کر سکتا ہے مثلاً اگر حافظہ کا حصہ دماغی کاسہ سر سے کسی طرح نکال لیا جائے تو پھر اس آدمی کو کوئی بات یاد نہ رہے گی۔ کتوں وغیرہ پر اس قسم کے تجربات کئے بھی گئے ہیں۔ غرض تجربہ و استقرار سے یہ اچھی طرح ثابت ہو گیا ہے کہ افعال ذہن و تغیرات جسمیہ ساتھ ساتھ چلتے ہیں اس نتیجہ استقرائی کے تسلیم میں عذر نہیں لیکن اس سے آگے بڑھکر اہل مادیت کا یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ افعال ذہن ان تغیرات جسمیہ ہی کے پیدا کئے ہوئے یا معلول ہیں، نہ استقرا پہ مبنی ہے، اور نہ یہ فزیالوجی کی کوئی سائنٹفک تحقیقات ہے۔ ماہر عضویات اتنا اور صرف اتنا جانتا ہے کہ جب شعور و ادراک کا فعل واقع ہوتا ہے، تو ساتھ ہی ساتھ کاسہ سر کے اندر جو بھورے رنگ کا مادہ بند ہے، اس میں بھی ایک خاص تغیر واقع ہوتا ہے۔ اب اس کی تحلیل کے لئے جس طرح یہ صورت ممکن ہے کہ شعور و ادراک اس

بجور سے مادہ کا آفریدہ و معلول ہو، اس سے کسی طرح کم درجہ کا امکان فضل یہ نہیں ہے کہ شعور و ادراک کسی اور غیر مادی ہستی کا فعل ہو جو اعضائے دماغ و نظام عصبی کو بطور ایک آلہ کے استعمال کرتی ہو۔

یہ بحث مابعد الطبیعیات کی دنیا کے ظنیات و قیاسات کی ہے سائنس نہ اسکو ہاتھ لگا سکتی ہے نہ کسی سائنٹفک واقعہ کی طرح تجربہ و مشاہدہ سے اس کا کوئی قطعی و یقینی فیصلہ کرسکتی ہے۔ اس بنا پر اب محققین و کبار علمائے سائینس کا صرف اتنا ہی دعویٰ ہے کہ افعال ذہن و تغیرات جسم ساتھ ساتھ اور ایک دوسرے کے متوازی[1] واقع ہوتے ہیں، اور بس۔ باقی ان کے باہمی تعلق کا (کہ کون علت ہے اور کون معلل) نہ علم ہے اور نہ اس کے جاننے کا کوئی ذریعہ ہے۔ پروفیسر ٹنڈل جو اپنے خطبہ بلفاسٹ کی بدولت ملحد و مادہ پرست سب کچھ کہا جاتا ہے، اور جس کا شمار رجال سائنس ہی میں ہے اس کا اعتراف سنو:۔

"اگر ہمارے ذہن و حواس کی وسعت، قوت اور روشنی اس

---

[1] اسی بنا پر اس نظریہ کا نام متوازیت (پیریلیلزم) ہے

مفصل درجہ بڑھ جاتی اور تیز ہوتی کہ ہم دماغ کے خود بکسرات (مالی کیولز
جسم کے غیر مرئی ذرات) کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے اور محسوس
کر لیتے، اِن کے تمام حرکات مختلف اجتماعات اور برقی اعمال
کو اگر ایسا ہوتا، ایک ایک کر کے جان لیتے اور ان کے مقابل کی
کیفیات فکر و ادراک سے پوری طرح آگاہ ہوتے، جب بھی اس
معمہ کے حل کرنے سے ہم اتنے ہی دور پڑے رہتے، جتنا کہ ہمیشہ
رہے ہیں کہ یہ جسمی تغیرات واقعات شعور سے کیونکر وابستہ ہیں یا اُن میں
کیا تعلق ہے؟ ان دو قسم کے واقعات کے درمیان، جو خندق
حائل ہے، وہ اب بھی عقل کے لئے ناقابل عبور ہی رہتی۔ فرض
کرو کہ شعورِ محبت کا تعلق دہنی جانب کے بکسرات دماغ کی ایک
پیچیدار حرکت سے ہے اور شعور نفرت بائیں جانب کی اسی قسم کی ایک
پیچیدہ حرکت سے وابستہ ہے۔ لہٰذا اس سے ہم کو یہ معلوم ہو سکتا ہے
کہ جب ہمارے اندر محبت کا شعور پیدا ہوتا ہے تو حرکت کا رُخ ایک
طرف ہوتا ہے اور شعور نفرت کے وقت دوسری طرف لیکن "کیوں"؟
اس کا جواب ہمیشہ اسی طرح ناممکن رہیگا جیسا کہ پہلے رہا ہے"......

"..... میں نہیں سمجھتا کہ کوئی مادی یہ کہنے کا حق رکھتا ہے کہ اس کے فصل
ان مکسرات کی حرکات واجتماعات (گروپس) سے ہر شئے کی توجیہ
وتشریح ہو جاتی ہے حقیقت یہ ہے کہ ان سے کسی شئے کی بھی توجیہ
نہیں ہوتی۔ زیادہ سے زیادہ جو کچھ دعوی کرسکتا ہے، وہ صرف
ان دو قسم کے واقعات کی باہمی وابستگی کا ہے، جن کے حقیقی
رشتہ اتحاد و وابستگی سے وہ مطلق جاہل ہے۔ جسم و روح کے تعلق
کا مسئلہ آج بھی اپنی موجودہ صورت میں اسی طرح نا قابل حل ہے،
جس طرح عصر حکمت و سائنس سے پہلے تھا[1]۔ ہم نظام عصبی کے ارتقا
کا پتا لگا سکتے ہیں، اور احساس و فکر کے متوازی واقعات کو اس سے
وابستہ بتا سکتے ہیں۔ اتنا ہم غیر مشتبہ یقین کے ساتھ جانتے ہیں
کہ دونوں ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ لیکن جب ہم ان کی باہمی وابستگی
کی حقیقت کو سمجھنا چاہتے ہیں تو وہ محض ہوا ناپنے کی کوشش
ہوتی ہے[2]"

---

[1] خطبات ومقالات از ٹنڈل صفحہ ۹۵ آر پی سیریس

[2] خطبہ بالفاسٹ صفحہ ۴۰۔

فصل (۲) روح ہی کی طرح "حقیقت حیاۃ" کا راز بھی سربستہ ہے۔ کوئی نہیں بتا سکتا کہ زندگی کیا ہے؟ کہاں سے آئی؟ کیونکر پیدا ہوئی یا ہوتی ہے؟ یہاں بھی سائنس کا قدم اپنی رسائی کی حد تک جا کر رک جاتا ہے۔ اور تجربہ و استقراء سے صرف اتنا دریافت ہو سکا ہے کہ حیاۃ کی سب سے ابتدائی اور انتہا سے انتہا بسیط شکل کیا ہے اس کا نام علم الحیاۃ کی اصطلاح میں پروٹوپلازم ہے جو بہ قول ہکسلے کے مادی یا جسمی اساس حیاۃ" اور تمام معلوم اصناف زندگی کی بنیاد ہے۔ معمورۂ حیات اسی پروٹوپلازم کے چھوٹے بڑے مختلف الانواع اجتماعات و مرکبات کی آبادی ہے۔

کیمسٹری نے ایک گرہ اور کھولی ہے اور یہ پتہ لگایا ہے کہ یہ بسیط اساس حیاۃ کاربن، ہائڈروجن، آکسیجن اور نائٹروجن کے بسائط عناصر سے بنا ہوتا ہے۔ ان کیمیاوی اجزا یا "مواد حیاۃ" کے معلوم ہو چکنے کے بعد سے اہل سائنس کے حلقوں میں یہ امید بھی باندھی جانے لگی ہے کہ کیا عجب ہے، کہ وہ دن بھی آ کر رہے جبکہ لبوریٹری میں ان عناصر کی ترکیب سے ہم زندگی اسی طرح

پیدا کر لیا کرینگے، جس طرح آج آکسیجن اور ہائڈروجن ملا کر پانی بنا لیتے ہیں اُس دن گویا رازِ زندگی کھل جائیگا۔

بلاشبہ ایسا ہونا کچھ ناممکن نہیں ہے۔ اور اس حد تک رازِ زندگی کھل بھی سکتا ہے کہ سائنس کے ہفتخواں کی یہ آخری منزل ہوگی۔ لیکن کیا اس سے حقیقت حیاۃ کا آخری عقدہ بھی کھل جائیگا کہ زندگی بالذات کیا شے ہے؟ ان بیجان عناصر کے خالی اجتماع سے جان کہاں سے اور کیونکر آجاتی ہے؟ یہ وہ سوالات ہیں جن کے جواب سے سائنس کی زبان اسی طرح عاجز ہے جسطرح یہ بتلانے سے بےبس تھی کہ "داہنی جانب کے تکسرات دماغ کی حرکت سے شعور محبت اور بائیں جانب کے تکسرات کی حرکت سے شعور نفرت کیونکر اور کیسے پیدا ہو جاتا ہے"؟

(۴) روحِ حیات اور اصل الانواع سے متعلق سائنس کے ان اکتشافات کو زیادہ سے زیادہ مویداتِ مادیت کہا جا سکتا ہے۔ لیکن اصل جڑ جس کے یہ سب برگ و بار ہیں انحصار مادہ و قوۃ کا ادعا ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ مادہ اور اُس کی

فصل قوت دونوں ازلی اور ابدی ہیں۔ ان کو نہ کسی نے پیدا کیا، نہ کوئی فنا کرسکتا ہے ان کا وجود ایک دوسرے کے ساتھ غیر منفک طور پر وابستہ ہے۔ عالم کی تمام نیرنگیاں، زمین و آسمان کی ساری عجائب کاریاں اور جسم و روح کے سراپا مظاہر یکسر و کلیتہً بلا استثنا ان ہی دو کے خلق و امر کا تماشہ گاہ ہیں۔

اولاً تو "استمرار مادہ" کا نظریہ، محض ایک نظریہ اور مابعد الطبعیاتی نظریہ ہے۔ یہ قول ایک حال کے عالم سائنس (الگزنڈر اسمتھ) کہ اس کا تعلق ایسے "مفروض واقعات سے ہے جو گویا یکسر ہمارے تجربہ کی حد سے باہر ہیں۔ اس لئے یہ ایک فوق الفطرۃ نوعیت کا مسئلہ ہے جس کی اصلی جگہ مابعد الطبعیات میں ہے" یہ کوئی ایسی سائنٹفک حقیقت نہیں ہے، جس کی نفی نہ کی جاسکتی ہو بلکہ ہمارے زمانہ کا مشہور و مسلم سائنٹسٹ سر آلیور لاج تو علی رؤس الاشہاد کہتا ہے کہ "مادہ کا فنا و تکوین اچھی طرح تخیل سائنس کے اندر داخل ہے اور امکان تجربہ کی حد میں آسکتا ہے"

لیکن ہمارے مقصد کے لئے اس باب میں اہم المباحث،

نفس مادہ کی حقیقت و ماہیت کا مسئلہ ہے.. مادہ کیا ؟ اس کی نفس
نسبت انسان کیا جانتا ہے یا جان سکتا ہے ؟ قوت سے اس کا
کیا تعلق ہے ؟

اختیار و تجربہ کی مدد سے حقیقت مادہ کے متعلق، سائنس
جن قیاسی نتائج تک پہنچ سکی ہے اُن کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی قسم کے
بھی مرکب خواہ مفرد اجسام اگر تم تحلیل و تقسیم کرتے چلے جاؤ تو
بالآخر وہ ایسے چھوٹے سے چھوٹے اجزا یا ذرّات پر جاکر ٹھہر جائینگے
جن کی اب آگے تقسیم و تجزی نہیں ہو سکتی - ان ہی کا نام سالمات
(ایٹم) ہے - ہر دو سالموں کے بیچ میں کچھ نہ کچھ فصل یا
دوری ہوتی ہے جو ایک اور لطیف تر ناقابل وزن مادّہ سے پُر
رہتی ہے، اس کا نام ایتھر ہے - یوں سمجھو کہ کائنات کی ساری فضا
ایتھر کا ایک سمندر ہے جس میں سالمات تیرتے پھرتے ہیں۔ زیادہ
حال کی تحقیقات یہ ہے کہ ان سالمات کی تعمیر ایک اور قسم کے
ناقابل تصور چھوٹے چھوٹے ذرات سے ہی جو بجلی کے ہیں -
انکو (الکٹرنس یعنی ذرات کہربائی یا برق پارہ) کہا جاتا ہے - ان

قیاسات کو صحیح مان کر، جو حقیقت میں صرف ساخت مادہ پر روشنی ڈالتے ہیں، ماہیتِ مادہ سے کوئی سروکار نہیں رکھتے، اب سوال یہ ہے کہ خود سالمات یا الکٹرنس کیا ہیں؟

اس کے جواب میں سائنس والے چیتاں بجھاتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ جسم کے یہ آخری و انتہائی اجزائے ترکیبی مراکزِ قوت (سنٹرلائزڈ فورسس) ہیں۔ کسی کا ادعا ہے کہ انہیں ان کی اصل مابعد الطبیعیاتی نقطوں (میٹا فزیکل پوائنٹس) سے زیادہ نہیں ہے، جو سکون سے حرکت میں آکر قابل حس مادہ کی صورت اختیار کرتے ہیں" اور کوئی سالمہ کی جگہ فقط اقلیدسی یا ہندسی نقطہ کا قائل ہے جو مبدءِ قوت ہے (خواص مادہ از پی جی ہیٹل) الکٹرنس کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ وہ بحرِ ایتھر کے گرداب، اس کے تموجات کی گرہیں یا اس کی سطح کی شکنیں ہیں۔ غرض ع

چوں ندیدند حقیقت رہِ افسانہ زدند

بات یہ ہے کہ جس طرح نفس مادیت ایک خالص فلسفیانہ مسلک ہے جس پر بحث دائرہ سائنس سے خارج ہے۔ اسی طرح عقلیات میں

ماہیت مادہ کی نسبت موشگافیوں کا حق بھی تنہا مابعد الطبیعیات ہی فصل
کو حاصل ہے، اور سائنس کا وظیفہ ماہیت اشیا کی تحقیق نہیں
ہے، لہذا اس بحث کے تصفیہ کے لئے سائنس کے بجائے فلسفہ
کی عدالت کی جانب رجوع کرنا چاہیئے۔

فلسفہ قدیمہ کے دور اول میں دیمقراطیس نے جب پہلے
پہل مادیت کی صدا بلند کی، تو اُس وقت تک کسی کو (کہنا چاہیئے)
یہ وہم تک نہ تھا کہ خود مادہ کی حقیقت بحث طلب ہے یا اُسکے
اصل وجود سے انکار ممکن ہے۔ چند دن بعد فلاطون نے اس کی
جرأت کی۔ مگر اس کی بغاوت کا علم خود اُس کے شاگرد ارسطو
ہی نے بلند کر دیا۔ اور آنے والی نسلوں پر وہ اپنے استیلا و تسلط
سے اس قدر چھا گیا کہ صدیوں تک دنیائے فلسفہ کا وہ خدائے
غیر مسئول بنکر چھایا رہا۔ اس لئے اگر عہد قدیم اور قرون وسطیٰ میں
پیروان دیمقراطیس کی زبانوں سے یہ کلمات نکل گئے تو کوئی
محل استعجاب نہیں کہ "مادہ ساری کائنات کا رحم مادر ہے،
تمام چیزیں صرف اسی کے نتائج ہیں" لیکن انیسویں صدی میں

نضل کسی ذمہ دار عالم فلسفہ وسائنس کا یہ کہہ گزرنا کہ "مادہ اور قوانین مادہ نے وجود روح اور عقیدہ تکوین کو باطل کردیا" موجب صد حیرت ہے۔

لوگ سمجھتے ہیں کہ قدیم زمانہ میں مادیت کی بنیاد کمزور تھی، جدید تحقیقات وانکشافات نے اس کو مستحکم بلکہ اٹل بنا دیا ہے لیکن واقعہ بالکل برعکس ہے۔ جدید تحقیقات وانکشافات ہی نے مادیت کا قدم ہمیشہ کے لئے اکھاڑ دیا ہے۔

مادیت میں گھن تو آج دو سو برس پہلے ہی لگ چکا تھا، جب لاک نے صفات اوّلیہ اور ثانویہ کی تقسیم کرکے یہ ثابت کر دکھایا تھا کہ رنگ، مزہ، بو وغیرہ صفات ثانویہ محض ذہن کے احساسات ہیں اور خارج میں ان کا یا ان کے مماثل کسی شے کا کوئی وجود نہیں برکلے نے صفات اوّلیہ شکل (فیگر) وامتداد (اکسٹنشن) وغیرہ کو بھی اسی حکم میں داخل کردیا اور اس طرح چھت سے لیکر نیو تک ساری عمارت ہی ڈھا دی۔

آدمی براہ راست جو کچھ جانتا ہے، وہ اپنے ہی احساسات

ہوتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ کسی احساس کا وجود احساسات فصل
کرنے والے ذہن یا نفس سے باہر نہیں موجود ہوتا۔ تمہارے
پاؤں میں کانٹا چبھ جاتا ہے، جس سے درد محسوس ہوتا ہے
کون کہہ سکتا ہے کہ درد کی یہ خاص کیفیت یا اس کے مماثل کوئی
چیز تم سے باہر کانٹے وغیرہ میں کہیں پائی جاتی ہے کنین زبان
پر رکھتے ہی جس تلخی کے احساس سے تم منہ بنا لیتے ہو، کیا یہ
احساس یا کیفیت خود کنین میں پائی جاتی ہے؟ اگر ایسا ہے، تو
اس کے معنی یہ ہونگے کہ انسان کی طرح کنین میں بھی حاسۂ ذوق
موجود ہے۔ غرض اسی طرح سامعہ و باصرہ، لامسہ و شامّہ
وغیرہ کے تمام محسوسات رنگ، مزہ، بو، آواز، سردی گرمی شکل
و امتداد سب کی سب صرف احساس کرنے والی ذات کے اندر
پائے جاتے ہیں، باہر کوئی وجود نہیں ہوتا، مثال کے لئے ایک
آم لو۔ اس میں سے رنگ و بو، شکل و صورت، وزن و ذائقہ
وغیرہ کے تمام احساسات نکال ڈالو، اور پھر بتاؤ کہ تمہارے پاس
کیا رہ جاتا ہے، جس کے براہ راست معلوم ہونے کا تم دعوے

وصول کر سکتے ہو؟ کچھ نہیں - ان احساسات ذہنیہ کو مادہ کہا نہیں جا سکتا۔ ان کے ماورا کسی چیز کا علم نہیں[۱]

پروہی گر پڑا کبوتر کا
جس میں نامہ بندھا تھا دلبر کا

اس بنا پر برکلے نے کسی موجود فی الخارج، قایم بالذات شے یا مادہ کا سرے سے انکار ہی کر دیا۔ ہیوم بھی دبی زبان سے برکلے ہی کا ہم آواز ہے۔ کینٹ[۲] نے البتہ ذرا ہٹ کر یہ کہا کہ ہاں اس میں تو شک ہی نہیں کہ ہم جو کچھ جانتے ہیں، وہ اپنے ہی احساسات ہوتے ہیں، ان کے ماورا ذات اشیا کا علم نہ ہوتا ہے، نہ ہو سکتا ہے، نہ ان احساسات کے مماثل کوئی چیز ذہن سے باہر موجود ہوتی ہے۔ لیکن ایک ایسی نامعلوم شے کوئی ہے (تھنگ ان ٹوئی سیلف) جو ان احساسات نفسی کی علت ہے - وہ خارج از ذہن پائی جاتی ہے اور وہی مادہ ہے،

---

[۱] مزید تفصیلات ورفع شکوک کے لئے "برکلے" (مطبوعہ شبلی اکاڈمی اعظم گڑھ) دیکھو

[۲] سنہ ۱۷۲۴ء تا سنہ ۱۸۰۴ء

کینٹ کی اس انجانی کوئی چیز (اسم تھنگ ان نو ن) کا فرض چونکہ کسی مضبوط استدلال پر مبنی تھا اسلیئے فلسفہ اور مابعدالطبعیات کی دنیا میں، تو اس کو بہت زیادہ فروغ نہ نصیب ہوسکا - خود کینٹ کی زندگی، اور اسکے وطن (جرمنی) ہی میں بعد کو جو نامور فلاسفہ و متناہیین (میٹا فزیشنز) گزرے، یعنی فخٹے، شلنگ، ہیگل وغیرہ وہ سب کی سب آئیڈیلسٹ (تصوریہ) یا منکرین مادہ تھے -

لیکن اہل سائنس، جن کی کائنات ہی عالم جسمانیات ہے وہ اس سررشتہ کو بالکل کیسے چھوڑ سکتے تھے اُن کو "انجانی کوئی چیز" کا کچا دھاگا ہی غنیمت معلوم ہوا، جس کو آخری سہارا سمجھ کر اُنہوں نے مضبوط پکڑ لیا - اور اب کینٹ کے بعد سے تقریباً تمام حکما کا یہی مذہب ہے کہ ذہن کے باہر کچھ نہ کچھ ہے تو ضرور، مگر ہم اُس کے متعلق نام سے زیادہ کچھ نہیں جانتے ہیں - خود ہکسلے جو ایک جلیل القدر امام سائنس ہے اور جسکی زبان سے نکل گیا تھا کہ "مادہ اور قوانین مادہ نے روح و خلق

فصل کو باطل کردیا" اُس کا اعتراف سنو۔

"آخر کار ہم اس ہیبت ناک مادہ کی نسبت اس سے
زیادہ کیا جانتے ہیں کہ وہ ہماری کیفیات شعور کی ایک
انجانی اور فرضی علّت کا نام ہے؟ ....
.... اسی طرح ہم اُس روح کی نسبت بھی جس کے بارہ میں
تہدید ہے کہ مادہ نے اس کو فنا کردیا ہے اس سے زیادہ کیا
جانتے ہیں کہ وہ بھی ہمارے احوال وکوائف شعور کی
نامعلوم و فرضی علت کا ایک نام ہے؟ دوسرے الفاظ میں
یوں کہو کہ مادہ اور روح دونوں حوادث طبعی (نیچرل
فنامنا) کے خیالی محل د ہیولی کے محض نام ہیں"[1]۔

اتنا ہی نہیں، بلکہ حقیقت مادہ کا طلسم ٹوٹ جانے کے
بعد اب سائنس کو انتساب مادّیت سے عار آنے لگی ہے، اور
آج کل سائنس اس سے زیادہ کسی بات کو نفرت و حقارت کی نگاہ
سے نہیں دیکھتی کہ اُس کی جانب مادیت کا انتساب ہو۔ اسلئے

[1] "خطبات ومضامین"، ہکسلے صفحہ ۵ ۵ آر پی سیریز۔

کہ یہ بھی بہر حال اسی طرح کا ایک فلسفیانہ ادعا (ڈاگما) ہے، جس طرح کی تصوریت۔ مادیت مدعی ہے آغاز کائنات سے چلنے کی، جو سائنس کے حس سے باہر ہے۔[۱] اور مذہب کی بنا "آغاز و انجام کائنات" ہی کے معمہ پر ہے۔ جب سائنس کے ناخن سے یہ گرہ نہیں کھل سکتی، تو اس کو مادیت کا حلیف اور مذہب کا حریف سمجھنے یا کہنے کی جو بساط ہے ظاہر ہے! ؎

تھی خبر گرم کہ غالب کے اڑینگے پرزے
دیکھنے ہم بھی گئے تھے پہ تماشا نہ ہوا

غرض اٹھارہویں صدی کے اواخر سے، جب سے عقل سائنس کو اپنی پرواز کا سدرۃ المنتہٰی معلوم ہوگیا، اس سے آگے نارسائی پوری طرح متحقق ہوگئی، اور جہل مرکب کا پردہ آنکھوں پر سے اٹھ چکا ہے۔ اسی وقت سے اہل سائنس کا فلسفیانہ مسلک مادیت نہیں بلکہ وہ لاادریت ہے، جو "مابعد الطبیعیات" کے مذاہب اربعہ کا آخری نمبر ہے جس کی نسبت ہم کہہ آئے ہیں کہ وہ

---

[۱] "فطرت و لاادریت" (نیچرلزم اینڈ آنگناسٹیسزم) جز ۱ صفحہ ۱۰

فضل نہ مذہب کی دوست ہے نہ دشمن۔

لا ادریت کا خلاصہ اعتراف لاعلمی ہے۔ یہ اسکول بھی اگرچہ فلسفہ کے دوسرے اسکولوں کی طرح زمانہ قدیم ہی میں پیدا ہو چکا تھا اور تشکیک یا ارتیابیت (اسکپٹیزم) کے نام سے پکارا جاتا ہے، مگر پرانے زمانے میں اس کا مفہوم اس قدر مطلق و وسیع تھا کہ خود شک میں بھی شک کیا جاتا تھا۔ عصر جدید میں اسکو ہیوم نے زندہ کیا اور کینٹ نے تو اس کی بنیاد کو اس قدر مستحکم بنا دیا، کہ فلسفہ کیا علمائے سائنس کو بھی سرتابی کی مجال نہ رہی لیکن اب مفہوم کی وہ پرانی وسعت اور اطلاق نہیں باقی ہے بلکہ واقعات وحوادث (فنامنا) ظواہر اشیا (اپیرنسز) اور مسائل طبیعہ کو عالم شک ولاعلمی سے نکال لیا گیا ہے البتہ ذوات واعیان (نامنا) حقایق اشیا (ریلٹیز) اور مابعد الطبیعاتی مسائل کے دروازوں کو انسانی عقل وعلم کے لئے ہمیشہ کے واسطے مقفل سمجھ لیا گیا ہے۔

لا ادریت (اگناسٹزم) کے لقب کا موجد ہکسلے ہو

اس لیے خود اسی کی زبان سے سنو کہ روح، خدا وغیرہ الہیاتی مسائل مفصل کی نسبت ایک لا ادری کی کیا پوزیشن ہے۔ چارلس کنگ سلے کو ایک خط میں لکھتا ہے کہ

"میں انسان (روح) کے غیر فانی ہونے کا نہ مدعی ہوں نہ منکر۔ میرے پاس اس کے یقین کے لئے کوئی دلیل نہیں۔ لیکن ساتھ ہی دوسری طرف اس کے ابطال کا بھی میرے پاس کوئی ذریعہ نہیں"

ایک اور موقع پر "اصول و نتائج" (میتھڈس اینڈ رزلٹس) لکھتا ہے کہ

"وجود کی علت اولیٰ کا مسئلہ میرے حقیر قویٰ کی دست رس سے باہر ہے جتنی لایعنی ہرزہ سرائیوں کے پڑھنے کا موقع مجکو ملا ہے ان میں سب سے بدتر اُن فلاسفہ کے دلائل ہوتے ہیں جو خدا کی حقیقت کے بارے میں موشگافی کرتے ہیں۔ مگر ان فلاسفہ کے مہملات ان سے بھی بڑھ جاتے ہیں، جو یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ کوئی خدا نہیں"

ایک اور جگہ کہتا ہے کہ

فصل ،، چاہے حوادث وواقعات مادہ کو روح کی اصطلاحات میں بیان کرو اور چاہے حوادث روح کو مادہ کی اصطلاحات سے تعبیر کرو، یہ بجائے خود کوئی اہمیت نہیں رکھتا، ہاں اتنا ہے کہ سائنس کے لئے مادیانہ اصطلاح تعبیر زیادہ موزوں اور قابل ترجیح ہے "

بعض غلط فہمیوں سے بچنے کے لئے لاادریت کی حقیقت و مدعا کی ذرا اور توضیح ضروری ہے۔ علمائے سائنس کے اس فلسفیانہ مسلک کا منشا صرف اس قدر ہے کہ ہماری سائنٹفک تحقیقات وعقلی استدلالات کا گزر واقعات وظواہر اشیا سے آگے نہیں یعنی جس قسم کے استقرائی تجربات، وعقلی دلائل وقیاسات سے ہم علوم طبعیہ کے مسائل کو قطعی طور پر ثابت کرسکتے ہیں اور طرح طرح کے انکشافات تک پہنچ سکتے ہیں، ان کے وسیلہ سے حقایق اشیاء اور مابعد الطبعیات کے مسائل کو ثابت یا باطل نہیں کیا جاسکتا ہے، نہ ان رموز کو بے نقاب کیا جاسکتا ہے۔

لیکن اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے، اور نہ نکالنا چاہیئے کہ جو فصل
شئے انسان کی عقل وفہم سے خارج ہے وہ اس کی زندگی سے
بھی خارج ہے یا انسان فقط انھیں چیزوں کو مانتا اور قبول کرتا
ہے، جو سائنٹیفک دلائل سے ثابت ہو چکی ہیں۔ اس لئے
کہ عقل ودانش کے مدعی انسان کی عملی زندگی کا اکثر بلکہ کل حصہ
ایسی ہی نادانیوں کا پروگرام ہے جن میں سے کسی ایک کو بھی
عقل وحکمت سے ثابت نہیں کرسکتا ہے۔ آدمی سمجھتا ہے کہ
وہ ہر قدم عقل کی روشنی میں اٹھاتا ہے، حالانکہ اس کا سارا سفر
زندگی جذبات ومرعوبات کی تاریکی میں طے ہوتا ہے۔

اس کے سارے اعمال زندگی کا محور زندگی اور عیش و
آرام کی زندگی ہے۔ اس کا ایک فعل بھی نیک نامی، شہرت
وعزت کے جذبات اور نفس کی لذت طلبیوں سے خالی نہیں
ہوتا۔ لیکن کیا کوئی شخص دعویٰ کرسکتا ہے کہ ان جذبات کی
حقیقت وصداقت کو عقل نظری اور سائنس سے ثابت کیا جا سکتا
ہے۔ آدمی جینے کے لئے مرتا ہے لیکن کیا وہ اپنی زندگی کی

فصل ضرورت کو کسی سائنٹفک دلیل سے ثابت کر سکتا ہے صبح سے
شام تک وہ ہزار چیزوں کو برا بھلا کہتا ہے لیکن کیا ان میں
سے وہ ایک کی برائی کو بھی خالص عقلی نقطہ نظر سے متعین
کر سکتا ہے۔ علمائے اخلاق آج تک خیر و شر کا حقیقی معیار
نہ بتا سکے مگر انسان کی زندگی سے اگر یہ امتیاز نکال لیا جائے تو
دفعتہً ساری مشین بے حرکت ہو کر رہ جائے۔ انسان کو خود مختار
اور صاحب ارادہ کون ثابت کر سکتا ہے بلکہ نفسیات و افعال
الاعضا سے اس کا مجبور محض اور قطعاً بے بس ہونا ثابت ہوتا
ہے۔ مگر بتاؤ کہ تم صبح سے شام تک کتنے سکنڈ اپنے کو بے اختیار
و بے ارادہ سمجھتے ہو۔ کیا اگر انسان خود مختاری کے اس غیر
سائنٹفک اعتقاد کو ذہن سے نکال دے، تو پھر بھی عمل کے ہاتھ
پاؤں میں کچھ جنبش باقی رہ جائے گی؟ کیا اولاد کی موت پر
والدین کے غم و ماتم کو کوئی شخص خلاف عقل کہہ کر روک سکتا ہے؟
جب تک ثواب آخرت یا صبر و تحمل کے خراج تحسین کا کوئی اور
زبردست جذبہ موجود نہ ہو۔

غرض انسان استدلالات نہیں، اعتقادات اور عقل وفضل نہیں، جذبات کا بندہ ہے اور مذہب کی بنا اعتقادات وجذبات ہی پر ہے۔ اس لئے جب تک امید وبیم، محبت ونفرت، یاس و بے بسی، انعام وانتقام، احترام، وتعظیم، حیرت واستعجاب اور جمال پرستی وغیرہ کے جذبات انسان کے خمیر میں داخل ہیں، اُس وقت تک مذہب بھی انسانی وجود کا جز ہے۔ صورتیں بدل سکتی ہیں۔ لیکن اس کی جڑ کو کوئی قوت دل سے اکھاڑ کر نہیں پھینک سکتی۔ بقول پروفیسر ٹنڈل کے کہ "میرا دعویٰ ہے کہ کوئی ملحدانہ استدلال انسان کے دل سے مذہب کو خارج نہیں کرسکتا۔ منطق ہم کو زندگی سے محروم نہیں کرسکتی اور مذہب اہل مذہب کی زندگی ہے۔ مذہب انسان کے ذاتی یا وجدانی تجربہ کی حیثیت رکھتا ہے، جہاں منطق کا گزر نہیں[۵] ۔" جذبۂ مذہب کی جگہ انسان کے سویدائے قلب میں ہے اور آغاز تاریخ سے قرنوں پہلے سے تمام مذاہب عالم کا خمیر ہے، تم نے جو اس مذہب سے

---

[۵] صفحہ ۵۸ خطبات ومقالات ٹنڈل آر پی سیریز

عضل بھاگ کر عقل کی بلند وخشک روشنی میں پناہ لی ہے، اور اس کی ہنسی اوڑاتے ہو تو یاد رہے کہ ایسا کرنے سے تم صرف اعراض اور ظاہری صورتوں کو ہدف بنا سکتے ہو، لیکن احساس مذہب کے اُس غیر متزلزل اساس کو ہاتھ نہیں لگا سکتے، جس کی جگہ فطرت انسانی کی گہرائی[1] میں ہے۔"

زمین اور پہاڑوں کو کھود کر طبقات الارض کے اسرار جانے جا سکتے ہیں، سمندروں کی سطح پر جہاز اور آبدوزی کشتیاں چلائی جا سکتی ہیں، لیکن کیا اس سے اُس عظمت وہیبت کے احساس میں فرق آسکتا ہے جو ہمالیہ کی ہزار ہا فٹ بلند چوٹیوں کے نیچے کھڑے ہونے سے، اور جہاز کی چھت پر کھڑے ہو کر ناپیدا کنار سمندر پر نظر دوڑانے سے پیدا ہوتا ہے؟ کیا علم حیوانات و نباتات پڑھ لینے سے جمالِ فطرت کی پرستش کا وہ ذوق فنا ہو جاتا ہے، جو عالم بہار میں نظر کو ایک ایک پھول پتی سے حاصل ہوتا ہے اور جو کوئل کی کوک اور بلبل کی نغمہ سرائی سے سامعہ نوازی

---

[1] صفحہ ۱۴۲ خطبات و مقالات" ٹنڈل آر پی سیریز

کرتا ہے ؟ شاعر و مصور پر تو یہی پرکیف موسم رقص طاری کر دیتا فصل
ہے۔ ایک فن طب کا ماہر اپنے زمانے کا سب سے مشہور معالج،
جس کے ہاتھ سے ہزاروں مریض شفا پا چکے ہیں، وہ ایک
معمولی مرض سے اپنی اکلوتی، ہونہار جوان اولاد کو نہیں بچا سکتا،
اور اپنی آنکھوں سے اس کے دم توڑنے کا تماشا دیکھنا پڑتا ہے
دوسری طرف ایک فاقہ کش کا بچہ دق میں مبتلا ہوتا ہے، دوا
علاج تفریح و آرام کا کوئی سامان نہیں مگر پھر بھی اچھا ہو جاتا ہے
کیا ان روزمرہ کے واقعات سے آدمی پر اپنی بے بسی و بیچارگی
اور انسانی عقل و تدبیر کی ناکامی کا اثر نہیں پڑتا ؟ ایک صاحب
علم دانشمند اور نیکوکار کی ساری زندگی مایوسیوں اور ناکامیوں
میں گزرتی ہے، سونے کو ہاتھ لگاتا ہے، تو مٹی ہو جاتا ہے، ہر
تدبیر الٹی پڑتی ہے۔ بخلاف اس کے اپنے پڑوس ہی میں ایک
احمق، جاہل و بدکار کو دیکھتا ہے کہ دولت و خوش حالی اس کی
غلام ہیں اور کامیابیاں ہاتھ باندھے کھڑی رہتی ہیں۔ کیا اس
عالم یاس میں اس کو ایک اور زندگی اور عالم جزا و سزا سے

ڈھارس اور تسکین نہیں حاصل ہوتی ؟ فصل ا

غرض ہر ادنیٰ و اعلیٰ کو اپنی روزانہ زندگی میں ایسے تجربات و حالات سے دوچار ہونا پڑتا ہے، جو بلا منطقی استدلال و سائنٹفک تحقیقات کے کسی نہ کسی صورت میں اس اعتراف و اعتقاد پر بے بس کر دیتے ہیں، کہ انسانی ہاتھوں کے اوپر بھی کوئی اور ہاتھ ہے "یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ" اور اس عالم شہود کے پردے میں کوئی نہ کوئی عالم غیب ہے۔ یہی اعتقاد و ایمان بالغیب مذہب کی جان ہے۔

خود اہل سائنس اور مادہ پرست ملاحدہ جو اپنے زعم میں "عقل کی فضائے خشک و بلند" میں پرواز کرتے ہیں، کیا اس ایمان بالغیب پر مضطر نہیں ہیں ؟ کیا کوئی سائنٹسٹ یا مادی، قوت، انرجی، نیچر، قانون فطرت، مادہ وغیرہ کے الفاظ استعمال کئے بغیر ایک قدم بھی چل سکتا ہے ؟ لیکن کیا کوئی پرستار عقل بتا سکتا ہے کہ مادہ، قوت، یا نیچر کیا ہے، ان کی کیا حقیقت ہے ؟ سوا اس کے کہ واقعات معلوم و ظواہر کی نامعلوم علت کے لئے

چند مختلف تعبیری الفاظ وضع کر لئے گئے ہیں، جن کی حقیقت دصل

معنوی کی تشریح سے ایک حکیم اس طرح عاجز ہے، جس طرح

ایک اہل مذہب خدا کی تحدید و توصیف سے ۔ دونوں اپنی اپنی

جگہ پر ایک نامعلوم الحقیقت علت کائنات پر غیبی ہی اعتقاد

وایمان رکھتے ہیں ۔

مثال کے لئے ایک قانون فطرت (لا آف نیچر) ہی

کو لو جو آج کل سائنس اور لٹریچر میں اس طرح استعمال کیا گیا ہے

کہ گویا واقعات عالم اور حوادث کائنات کی انتہائی علت اور اصل

کنہ کو ہم نے پالیا ۔ حالانکہ تجربۃً واقعات و حوادث سے ہمارا علم

ایک انچ بھی آگے نہیں جاتا ۔ اور "قانون فطرت"، کے دو لفظی کرب

کا مفہوم اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں، کہ ایک ہی قسم کے مختلف

تجربات، و مشاہدات کا وہ ایک مجموعی یا کلی نام ہوتا ہے، اور یہ

جس طرح زید، عمر، بکر وغیرہ ایک ہی قسم کے افراد کا کلی نام انسان

ہے ۔ قانون فطرت ہم کو یہ مطلق نہیں بتاتا کہ فلاں واقعہ کیوں

واقع ہوا یا اس کو لازماً اسی طرح واقع ہونا چاہئے ۔ لزوم و وجوب کا

فصل ۱ راز اب بھی ویسا سربمہر رہتا ہے، جیسا کہ کسی قانون فطرت کی دریافت سے پہلے تھا۔ ہم اس کی مزید تشریح کی بجائے خود ایک نامور سائنٹسٹ کا بیان پیش کئے دیتے ہیں۔

"وہ ڈراؤنا لزوم و وجوب اور 'آہنی' قانون کیا ہے جس نے لوگوں کو اس قدر خائف اور دہشت زدہ کر رکھا ہو؟ سچ پوچھو تو یہ ہمارے ہی واہمہ کا گڑھا ہوا محض ایک بھوت ہے۔ میرے خیال میں اگر کوئی 'آہنی' قانون ہو سکتا ہے، تو وہ قانون کشش ہے، اور اگر طبعی لزوم و وجوب کوئی چیز ہے، تو وہ یہی ہے کہ جس پتھر کے لئے کوئی روک اور مزاحمت نہ ہو وہ زمین پر گر پڑیگا۔ لیکن اس واقع کی نسبت جو کچھ ہم جانتے ہیں یا جان سکتے ہیں اس کی کیا حقیقت ہے؟ صرف اتنی ہی کہ انسانی تجربہ ہمیشہ یہ رہا ہے کہ اس خاص حالت میں، یعنی جب کوئی سہارا نہ ہو، تو پتھر زمین پر گر پڑتا ہے اور ہمارے پاس اس یقین کی کوئی وجہ نہیں ہے، کہ ایسی حالت میں کوئی پتھر زمین پر گر پڑیگا

فصل

بلکہ بخلاف اس کے ہم معقول طور پر یقین کر سکتے ہیں کہ یہ
گر ہی پڑیگا۔ البتہ یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ صورت مذکورہ
میں یقین کے تمام شرائط موجود ہیں، اس بیان کا
کہ بے سہارے کا پتھر زمین پر گر پڑے گا، قانون فطرت
نام رکھ دینا نہایت مناسب و برمحل ہے۔ لیکن جب
"گا" کو ہم "چاہیئے"، (یعنی گر پڑیگا کی جگہ پہ یہ کہنا
کہ ضرور بالضرور گر پڑنا ہی چاہیئے) سے بدل دیتے ہیں،
جیسا کہ علی العموم کیا جاتا ہے، تو ہم لزوم و وجوب
کی ایک ایسی زاید شے کا اضافہ کر دیتے ہیں، جس کا نہ
تو مشاہدۂ واقعات میں نشان ملتا ہے، اور نہ کہیں اور
سے پتہ چل سکتا ہے، جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے
میں ایسے زبردستی کے دخل در معقولات دینے والوں
سے قطعاً اپنی بیزاری اور تبری ظاہر کرتا ہوں بیشک
میں واقعہ جانتا ہوں اور اس قانون کا علم رکھتا ہوں
مگر یہ لزوم خود اپنے ہی ذہن کے گڑھے ہوئے، غول

فصل ۱ بیابانی کے سوا اور کیا ہے؟"[۱]

غرض جس طرح اہل مذہب، واقعات و حوادث کائنات کی ایک معلوم الاسم ونا معلوم المسمیٰ آخری علت (خدا) پر ایمان رکھتے ہیں جس میں چون و چرا کی گنجایش نہیں، اُسی طرح مشرکین سائنس بھی "انرجی (نیچر) "لا آف نیچر" وغیرہ بیسیوں دیوتاؤں کے سامنے خمیدہ سر ہیں، جن کی نسبت چون وچرا کا جواب نہیں دے سکتے۔

لاادری تک جو زباں سے کہتے ہیں کہ ہم کو حوادث محسوسہ یا ظواہر اشیاء کے ماورا چیزوں سے نفیاً و اثباتاً کوئی سروکار نہیں کیا اِن کی خود اس تبری میں اعیان و حقایق کا اعتراف، رازِ آشکارا کی طرح نمایاں نہیں ہے؟ بقول اسپنسر کے کہ "یہ تصور کرنا ہی سرے سے ناممکن ہے، کہ ہمارا علم صرف ظواہر (اپیئیرنسیز) تک محدود ہے، بے اس کے کہ ان ظواہر کے پس پردہ کوئی حقیقت تسلیم کیجائے۔ کیونکہ ظاہر بلا باطن ناقابل تخیل ہے"

---

[۱] مضمون "فزیکل بیسس آف لائف" از ہکسلے

"کائنات کے ان محسوس ظواہر کی تہ میں جو قایم الذات مفصل اور متغیر الصفات ہستی پنہاں ہے، وہ انسانی علم وتخیل سے مافوق ایک نامعلوم وناممکن العلم قوت ہے جس کی نسبت ہم اس اعتراف پر بے بس ہیں کہ وہ زمان ومکان کے قیود سے برتر ہے"
اسپنسر کے اس قول کو نقل کر کے سیموئل لینگ لکھتا ہے کہ :۔

"یہ بلند ترین فلسفہ لاادریت ہے۔ دیکھو کہ یہ الحاد سے ایک بالکل ہی جداگانہ شے ہے، کیونکہ یہ علانیہ ایک پس پردہ قوت کی معترف ہے، جو اگرچہ "نامعلوم وناممکن العلم" ہے، پھر بھی اُن ہی جذبات واحساسات کی صدائے بازگشت ہے جو تمام مذاہب کا سرچشمہ ہیں۔۔۔۔۔۔"

"مثلاً لاادریت میں کوئی ایسی شے نہیں ہے، جس کی بنا پر حیاتِ مستقبل کے امکان سے انکار کیا جا سکے۔ پردہ کے پیچھے کون جانتا ہے کہ کیا ہوتا ہے اور کون کہہ سکتا ہے کہ آدمی کا حس شعور موت کے بعد نہیں باقی رہتا، یا اس کا حشر ونشر نہیں ہو سکتا، اور ہماری آیندہ حالت موجودہ اعمال کے مطابق بہتر

و بدتر نہیں ہو سکتی۔[1]

معلوم ہوا کہ فلسفہ کا وہ اسکول بھی، جو آج کل کی دنیائے سائنس میں سب سے زیادہ مقبول ہے، حریفِ مذہب تو کسی طرح بن ہی نہیں سکتا اور اگرچہ لاادریت کی زبان نفی و اثبات رد و قبول اور اقرار و انکار دونوں سے ساکت ہے تاہم تم نے دیکھ لیا کہ شیوہائے چشم و ابرو سے اقرارِ پنہاں ٹپکا پڑتا ہے ع

پرسش ہے اور پائے سخن درمیاں نہیں

بلکہ لاادریت کے مخترعِ اول ہکسلے کو اتنا تو اعتراف ہی کرتے بن آیا، کہ لاادری مادہ پرست کبھی نہیں ہو سکتا۔ کہتا ہے کہ "اگر مجھ کو خالص مادیت و خالص روحیت میں سے کسی ایک کو اختیار ہی کرنا پڑے، تو میں روحیت ہی کے قبول پر مجبور ہونگا"۔[2]

حاصل کلام یہ کہ:-

(۱) عقلیات کی دو مختلف اور اہم تقسیمات ہیں:-

---

[1] صفحہ ۸۰ آر۔ پی سیریز

فصل

(۱) سائنس اور (۲) فلسفہ

(۲) مذہب وسائنس کی باہمی نزاع اور اختلاف کا خیال اصل میں علمائے مذہب واہل سائنس کی معرکہ آرائیوں اور اسی طرح کی بعض اور غلط فہمیوں سے پیدا ہوا ہے، ورنہ

"حقیقت یہ ہے کہ مذہب وسائنس کے حدود بالکل الگ الگ ہیں۔ سائنس کا جو موضوع ہے مذہب کو اس سے کچھ واسطہ نہیں، اور مذہب کو جن چیزوں سے بحث ہے سائنس کو ان سے کچھ سروکار نہیں۔ فلسفہ البتہ کہیں کہیں مذہب سے ٹکراتا ہے لیکن اس کا شمار قطعیات اور یقینیات میں نہیں" (الکلام صفحہ ۱۱)

(۳) فلسفہ اور مذہب میں بے شک تصادم ہو سکتا تھا، لیکن دونوں کی حیثیت بالکل جداگانہ ہے۔ فلسفہ کا منشا فوق الفہم چیزوں کے متعلق عقلی موشگافیوں کی تسکین بخشی ہے۔ مذہب جہاں عقل کی رسائی نہیں ایمان واعتقاد پر بس کرتا ہے اس قسم کا ایمان واعتقاد کسی نہ کسی صورت میں داخل فطرت ہے۔

فصل (۴) اس کے علاوہ فلسفہ کے اصولی مذاہب اربعہ میں اگر کسی کو مذہب کے مخالف کہا جا سکتا تھا، تو وہ صرف مادیت تھی۔ لیکن مادیت کی بنا اُسی وقت تک اُستوار تھی، جب تک خود ماہیتِ مادہ کے بارے میں گفتگو نہیں چھڑی تھی مگر اب جبکہ مادہ کی حقیقت کیسی اس کا وجود ہی مشتبہ ہو گیا، تو تو لازماً مادیت کی ساری عمارت زمین دوز ہو گئی۔

(۵) اس کشمکش سے بچنے کے لئے دَورِ جدید کے بہت سے حکمائے فلاسفہ نے فوق الفطرت (سپر نیچرل) مباحث سے کنارہ کش ہو کر لاعلمی اور لا ادریت کی آڑ میں پناہ لینا چاہی۔ لیکن عدم علم عدم وجود کو مستلزم نہیں بلکہ سچ یہ ہے کہ ماوراے ظواہر (اپیرنسز) کی نسبت اعتراف لاعلمی ہی میں کسی باطنی حقیقت کا اعتقاد جھلک رہا ہے جس سے حکیم وفلسفی، عالم وجاہل کوئی اپنا دامن نہیں چھڑا سکتا۔

یہ قول اسپنسر کے " اگرچہ اس ہستی مطلق کا علم ممکن نہیں، لیکن اس کا ایجابی اور قطعی وجود ہمارے احساس وشعور کا لازمہ ہے،

جب تک شعور قایم ہے، اس سے ایک لمحہ کے لئے بھی ہم فصل رہائی نہیں حاصل کر سکتے۔ لہذا یہ یقین جس پر نفس شعور کا دارومدار ہے، ہر طرح کے یقین سے ارفع اور بڑھ کر ہے"

اسی بنا پر جرمنی کا مشہور فلسفی شاعر گیٹے پکار اٹھا کہ "ذی عقل ہستی (انسان) کی انتہائی سعادت یہی ہے کہ اپنی عقل ان ہی چیزوں میں دوڑائے جہاں وہ چل سکتی ہے، اور جس شئے کی توصیف وتشریح نہیں ہو سکتی، اس کے سامنے خاموشی کے ساتھ سر عبودیت جھکا دے"

چنانچہ[۵] قرآن پاک سے رہنمائی حاصل کرنے کی اوّلین شرط یہ قرار دی گئی کہ ذالک الکتاب لا ریب فیہ ھدی للمتقین الذین یومنون بالغیب یعنی یہ وہ کتاب ہے جس (کے کلام الہٰی ہونے) میں کچھ شک نہیں۔ یہ انہی پرہیزگاروں کی رہنما ہے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور ایمان بھی ایسا قوی کہ انما المومنون اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم یعنی ایمان والے وہی ہیں جن کے دل خدا کے ذکر سے دہل جاتے ہیں استقامت

[۵] للمولف ۱۲

فضل ایمان کے بعد بفضلہ بیڑا پار ہے۔ ومن یؤمن باللہ یھد قلبہ اور جو خدا پر یقین رکھے گا خدا اس کے قلب کی خود ہدایت کردے گا سبحان اللہ وبحمدہٖ۔
جو نادان خدا کے بارے میں حجت کریں قل اتحاجوننا فی اللہ وھو ربنا وربکم ولنا اعمالنا ولکم اعمالکم ونحن لہ مخلصون۔ (اے پیغمبران سے) کہو کہ کیا تم اللہ کے بارے میں ہم سے جھگڑتے ہو حالانکہ وہی ہمارا (بھی) پروردگار ہے اور وہی تمہارا (بھی) اور ہم کو ہمارے عمل اور تم کو تمہارے عمل۔ ہم تو اسی کو خلوص سے مانتے ہیں تبلیغ وہدایت میں بھی ذرا حجت اور جبر نہیں۔ قل یا ایھا الناس قد جاءکم الحق من ربکم فمن اھتدی فانما یھتدی لنفسہ ومن ضل فانما یضل علیھا وما انا علیکم بوکیل واتبع ما یوحی الیک واصبر حتی یحکم اللہ وھو خیر الحاکمین ۱۱/۱۶

———

فصل دوم

علم باطن

آیات قرآنی

(۱) انا اوحینا الیک کما اوحینا الیٰ نوح و النبیین من بعدہٖ ۳/۶	اے نبی (محمدؐ) ہم نے تمہاری طرف اسی طرح وحی بھیجی جسطرح ہم نے نوح اور اسکے بعد کے پیغمبروں کی طرف بھیجی تھی
(۲) فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ مااوحیٰ ۵/۲۷	پس اللہ نے اپنے بندہ (محمدؐ) کی طرف جو وحی کرنی تھی سو کی
(۳) وانزل اللہ علیک الکتاب والحکمۃ وعلمک مالم تکن تعلم ۱۴/۵	اور اللہ نے تمپر (محمدؐ) کتاب اتاری اور حکمت نازل کی اور وہ باتیں بتائیں جو تم کو معلوم نہ تھیں

(۴) وعلمناہ من لدنا علما ۲۱/۱۵ — اور اپنی طرف سے اسکو (خضر کو) علم لدنی سکھایا تھا
مفصل ۲

علم لدنی علمے بود کہ اہل قرب را بہ تعلیم الٰہی و تفہیم ربانی بیواسطہ معلوم و مفہوم گردد و آن علم را بمعرفتِ ذات و صفات حضرت عزت جلّ ذکرہ تعلق باشد و آن علم را عالمِ غیب در دلِ ایشان در اندازد۔ قل انّ ربّی یقذفُ بالحقّ علام الغیوب ۲۲/۱۲ و آن علم بہ شہادت و وجدو ذوق بود۔ نہ بدلالتِ عقل و نقل و در وقتے باشد کہ نور حقیقت ظہور کند و مباشرِ دل گردد۔ و بے حجابِ صفات بشریت لوح دل از نقوش علوم روحانی و عقلی و سمعی بکلی صاف شدہ باشد و بندہ از وجود بشریت بدر آمدہ از لدن خویش بہ لدن حق سبحانہ رسیدہ و از آن حضرت در معرفتِ ذات و صفات او جلّ ذکرہٗ ادراک معانی و فہم کلمات نوانستہ۔ (ارشاد حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ منقول از رسالۂ قدسیہ)

(۵) وعلم اٰدم الاسماءَ کلہا ۲/۴ — اور آدم کو تمام اسماء بتا دیئے

(۶) وعلم الانسان مالم — اور انسان کو وہ باتیں بتائیں جو

يعلم ۲۱/۳۰ — اس کو معلوم نہ تھین۔

(۷) ولقد اٰتینا لقمان الحکمة ۱۱/۲۱ — اور البتہ ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی

(۸) واٰتٰہُ اللهُ الملک والحکمة وعلمہ ممّا یشاءُ ۲/۲ — اور انکو (داؤدؑ کو) خدا نے سلطنت اور حکمت عطا فرمائی اور جو اسکی مرضی مین آیا سکھا دیا

(۹) قال الم اقل لکم انی اعلم من الله ما لا تعلمون ۵/۱۳ — (یعقوب علیہ السلام نے بیٹون سے کہا کہ) کیا مین تم سے نہین کہا کرتا تھا کہ مین اللہ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے

(۱۰) رب اشرح لی صدری ۲/۱۶ — موسیٰ علیہ السلام کی دعا شرح صدر کے واسطے

(۱۱) الم نشرح لک صدرک ۱۹/۳۰ — سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو شرح صدر کی خوشخبری

فصل ۲ (۱۲) یوتی الحکمۃ من یشاءُ — جسکو چاہتا ہے حکمت دیتا ہے
ومن یوتی الحکمۃ فقد — اور جسکو حکمت دیگئی اس کو خیر کثیر
اوتی خیرًا کثیرًا ۵/۲ — دی گئی

(۱۳) نرفع درجٰتٍ من — ہم بلند کرتے ہیں درجوں میں جسکو
نشاءُ وفوق کل ذی علمٍ — چاہیں اور ہر جاننے والے پر
علیم ۳/۱۳ — جاننے والا ہے

(۱۴) وقل ربّ زدنی — اور کہو (اے محمدؐ) کہ اے میرے رب
علمًا ۱۵/۱۶ — میرے علم کو زیادہ کر

(۱۵) واسبغ علیکم نعمۃ — اور تم پر اپنی نعمت ظاہر و باطن کو
ظاھرۃً وباطنۃً ومن — پورا کیا اور بعض لوگ اللہ کے
الناس من یجادلُ فی اللہ — بارے میں بغیر علم ہدایت اور کتاب
بغیرِ علمٍ ولا ھدًی ولا — روشن کے جھگڑتے ہیں
کتاب منیرا ۱۲/۲

(۱۶) بل کذبوا بما لم یحیطو — بلکہ جھٹلانے لگے اس بات کو جسکے
بعلمہ ولما یاتیھم تاویلہ — سمجھنے پر دسترس نہوئی۔ اور ابھی تک

کذالک کذب الذین	اسکی حقیقت انکے سمجھ مین نہیں (فصل ۲)
من قبلھم ۹/۱۱	آئی - یوں ہی جھٹلایا ان سے
	اگلے لوگوں نے بھی
(۱۷) انی خالق بشرا من	مین بناتا ہوں ایک انسان مٹی کا
طین فاذا سویته ونفخت	اور پھر جب ٹھیک بنا چکوں
فیه من روحی فقعوا له	اور پھونکوں اس میں اپنی روح
ساجدین فسجد الملئکة	تو تم گر پڑو اس کے آگے سجدہ میں
کلھم اجمعون الا ابلیس	پھر سجدہ کیا سب فرشتوں نے
۱۴/۲۳	مگر ابلیس نے نہ کیا
(۱۸) انا جعلناک خلیفة	تحقیق بنایا میں نے تجھکو خلیفہ
فی الارض ۱۱/۲۳	زمین میں
(۱۹) انا عرضنا الامانة	البتہ ہم نے پیش کی امانت آسمانوں
علی السموات والارض	اور زمین اور پہاڑوں پر پھر سب نے
والجبال فابین ان یحملنھا	اس کو قبول نہ کیا کہ اٹھائیں
واشفقن منھا وحملھا	اور اس سے ڈر گئے - اور اسکو

فصل۲ الانسان انه کان ظلومًا انسان نے اُٹھالیا یہ بڑا ہی

جہولا ٦/٢٢ ظالم اور بے خبر ہے

(۲۰) مامن دابۃ الا ھو کوئی قدم دھرنے والا نہیں مگر

اٰخذ بناصیتھا ۵/۱۲ اسکی چوٹی اللہ کے ہاتھ میں ہے

(۲۱) انا کل شیٔ خلقناہ ہم نے تمام چیزوں کو ایک اندازے

بقدر ١٠/٢٧ کے ساتھ پیدا کیا

حقیقت روح راز خلافت سر امانت اور حکمت جبر و قدر وغیرہ اور انکے جملہ توابعات و لواحق کے انکشاف کا ذریعہ علم باطن ہی ہے - یہی وہ معرکۃ الآرا اور نازک مسائل ہیں جو محض عقل کے زور سے ہادی برحق کی تعلیم بغیر حل نہیں ہو سکتے - چنانچہ علماے ظاہر اور متکلمین کے دماغ پاش اختلافات اس باب میں ظاہر ہیں لیکن جب حسب ارشاد خداوندی فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون ۱/۱۴ علماے باطن کی طرف رجوع کرتے ہیں تو بفضلہ یہ مشکل آسان ہو جاتی ہے -

در اصل جسقدر حقائق کا پتہ چلا اسی طرح چلا اور چلیگا ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا - (للمولف) ۔

(۲۲) الرحمٰن فسئل به خبیرا ۳/۱۹ — (وہی خدائے) رحمٰن (ہے) سو اس کی بابتہ (تو) اس سے دریافت کرو جو باخبر ہو

(۲۳) وجاھدوا فی اللہ حق جہادہ ۱۰/۱۷ — اور اللہ کیواسطے پوری پوری کوشش کرو

(۲۴) والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا ۳/۲۱ — اور جن لوگوں نے ہمارے واسطے کوشش کی اونکو ضرور ہم اپنے رستے خود دکھادینگے

(۲۵) کما ارسلنا فیکم رسولاً منکم یتلوا علیکم اٰیتنا ویزکیکم ویعلمکم الکتاب والحکمۃ ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون ۲/۲ — میں نے تم میں تمہاری ہی قوم سے رسول بھیجا وہ تم پر میری آیتوں کی تلاوت کرتا ہے اور تمکو پاک کرتا ہے اور تم کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے - اور تمکو وہ باتیں بتلاتا ہے جن کو تم نہیں جانتے تھے

(۲۶) وما صاحبکم بمجنون — (اے لوگو) تمہارے رفیق (محمدؐ) کچھ

فصل ۲	ولقد راٰہ بالافق المبین ۝	دیوانے نہیں اور بیشک انہوں نے
	وماھو علی الغیب بضنین ۝	جبرئل کو (آسمان کے) صاف
	۶/۳۰	مطلع میں دیکھا۔ اور یہ غیب کی
		باتوں پر بخل کرنے والے بھی نہیں
	(۲۷) یا ایھا النبی انا	اے نبی (محمدؐ) ہم نے تم کو گواہی
	ارسلنٰک شاھداً ومبشراً	دینے والا۔ اور خوشخبری سنانے
	ونذیرا وداعیا الی اللہ	والا اور ڈرانے والا۔ اور اللہ
	باذنہ وسراجا منیرا	کے حکم سے لوگوں کو اسکی طرف
	۳/۲۲	بلانے والا۔ اور روشن چراغ
		بنا کر بھیجا

کیسا شاھد تھا ما زاغ البصر وما طغیٰ۔ لقد رای من ایات ربہ الکبریٰ ؐ تمام عالم کے واسطے بشیر اور نذیر لیکن داعیاً الی اللہ کے بابت میں باذنہ کی شرط ضرور اسلئے کہ ع منشور عشق بہر دل و جاں ندہند۔ اور دعوت الی اللہ کے بعد شاھداً سے بڑھ کر "سراجا" منیرا" کی شان نمودار ہو جاتی ہے۔ سبحان اللہ (للمولف)

فصل ۲

(۲۸) قل هٰذه سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرة انا ومن اتبعنی وسبحٰن اللہ وما انا من المشرکین ٦/١٣

کہدو (اے محمد صلعم) کہ میرا طریق تو یہ ہے کہ بلاتا ہوں میں تمکو اللہ کی معرفت کی طرف اس راہ معرفت پر میں اور میرے پیرو ہیں اور اللہ پاک ہے اور میں شرک کرنے والوں میں نہیں ہوں

(۲۹) یاایها الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیه الوسیلة وجاهدوا فی سبیله لعلکم تفلحون ١٠/٦

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس تک پہونچنے کے وسیلہ کی جستجو کرتے رہو اور اس کے راہ میں پوری کوشش کرو تاکہ تم فلاح پاؤ

اس آیۃ میں وسیلہ سے مراد بیعت پیر و مرشد ہے ۔ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمنے اپنے جد امجد حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب قدس سرہ کے ایک مرید سے سنا کہ انکے ایک ہمعصر عالم نے ان سے بیعت کے سنت یا بدعت ہونے میں گفتگو کی جد امجد نے

فصل ۲

واسطے مشروعیت بیعت کے اس آیتہ سے استدلال کیا اور فرمایا کہ یہ
ممکن نہیں کہ وسیلہ سے ایمان مراد لیجئے اس واسطے کہ خطاب اہل ایمان
سے ہے چنانچہ یا ایھا الذین اٰمنوا اس پر دلالت کرتا ہے۔ اور عمل
صالح بھی مراد نہیں ہوسکتا کہ وہ تقویٰ میں داخل ہے۔ اس واسطے کہ
تقویٰ عبارت ہے امتثال اوامر اور اجتناب نواہی سے علاوہ بریں
عطف کا قاعدہ مغائرت بین المعطوف والمعطوف علیہ کا مقتضی ہے
اور اسی طرح جہاد بھی مراد نہیں ہوسکتا بدلیل مذکور پس متعین ہوگیا کہ
وسیلہ سے مراد ارادت اور بیعت مرشد کی ہے پھر اس کے بعد مجاہدہ
اور ریاضت ہے ذکر اور فکر میں تا فلاح حاصل ہو کہ عبارت ہے
وصول ذات پاک سے واللہ اعلم (منقول از حاشیہ قول الجمیل
مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ)

داعیہ طلب کہ در یکے پدید می آید و صحبت اہل اللہ را طالب می شود
محض فضل الٰہی است در حق آنکس زیرا کہ ع نشود عشق بہر دل و جاں
نہ دہند ۔ باید کہ قدر آن نعمت بزرگ را بشناسد و اگر ہمہ آں بود کہ زمانے
گوش دل را بسخن اہل اللہ دارد و توفیق آں یابد و آں داعیہ تربیت دہد

وتقویت کند ونظر اہل اللہ برآں داعیہ طلب کہ بے اختیار ایشاں در یکے فصل ۲
پدید آید وظہور کند بیشتر است چہ اگر باختیار ایشاں در یکے آں داعیہ
طلب ظہور کند آں اختیار از ایشاں محل خطر بود ونفی آں اختیار
در باطن برایشاں لازم می گردد تا بے اختیار ایشاں از غیب پدید
آید و مبتدیاں واہل طلب رانزدیک خداوند سبحانہ وتعالیٰ ونزدیک
اہل اللہ تعظیم ونفاذ قوی است وبرائے اینست کہ یاد آورد اذا
رایت لی طالباً فکن لہ خادماً ۔ ظہور داعیہ طلب دولت
بزرگ است زیرا کہ تا حق سبحانہ تعالیٰ بصفت ارادت بروح بندہ
تجلی نہ کند عکس ارادت الٰہی در دل بندہ پدید نیاید وطالب حق سبحانہ
تعالیٰ وطالب صحبت دوستاں وے نہ گردد تربیت وتقویت ایں
صفت درآں بود کہ تسلیم تصرفات ولایت شیخ کامل مکمل گردد تا بعنایت
خداوند عزوجل بمقصود زود بحصول پیوندد وگرنہ خطر آں دارد کہ آں
صفت طلب در وے بقا نیابد (منقول از رسالہ قدسیہ من کلام
حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ)

چوں درآں عہدہائے گذشتہ صاحب دولتاں حقیقی کہ کاملان

فصل ۲ راہ وسالکاں طریق انتباہ اند بسیار می بودند ودر دورہاے آخر کمتر بل اعز من الکبریت الاحمر گشتند لاجرم وقتے بودے کہ طالبان صادق بعد از آنکہ در صحبت ومتابعت یکے از کبراے دین ومقتدایان اہل یقین مرغے روحانیت ایشاں از بیضہ بشریت بواسطہ تسلیم تصرفات آن مقتدا بکلی بیروں آمدہ بودے بسے از کاملان مکمل دیگر نظر تربیت وقبول یافتندے ۔ وبشرف صحبت وسعادت خدمت ایشاں رسیدندے وانوار علوم ومعارف احوال ایشاں اقتباس کردندے بسبب این انتساب در تصوف علم باطن متعدد ومتضاعف شدے وشیخ شہید شیخ مجدالدین بغدادی قدس اللہ تعالی روحہ اشارہ باین معنی فرمودہ اند کہ در سند علم باطن ہرچند واسطہ بیشتر آن اسناد عالی تر زیراکہ مشائخ کہ مقتبسان انوار حقیقت اند از مشکات نبوت ہرچند انوار بواطن ایشاں را اجتماع بیشتر براہ برطلب بواسطہ آن روشن تر کہ نور علی نور یھدی اللہ لنورہٖ من یشاء (منقول از رسالہ قدسیہ من کلام حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ)

(۳۰) اللہ یجتبی الیہ ۔ اللہ جسکو چاہتا ہے انتخاب

من یشاء ویھدی الیہ   کرکے اپنی طرف کھینچ بلاتا

من ینیب ۳۲/۲۵   ہے جو اس کی طرف

رجوع لاتے ہیں انکو بھی

اپنے تک (پہنچنے کا) رستہ

دکھا دیتا ہے

باید دانست کہ ابنیا علیہ الصلوٰۃ والتحیات مجتبا اند کہ بقلاب جذب محبت کشاں کشاں ایشاں را می برند و بے مشقت شاں بدرجات قرب می رسانند انابت آنست کہ ریاضات ومجاہدات از برائے وصول بدرجات قرب الہٰی جل شانہ آنجا درکاراست انابت راہ مریدانست واجتبا راہِ مراداں مریداں بمشقت ومحنت بپا ہائے خود میروند و مرادا را بناز وتنعم می برند و بے محنت شاں بدرجات قرب میرسانند باید دانست کہ ریاضات ومجاہدات شرطِ راہ انابت است و در راہ اجتبا مجاہدات شرط نیست معہ ذالک نافع وسود منداست (مکتوب ۸۶ جلد ثالث از امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ)

راہ اجتبا بالاصالت مخصوص بابنیا ست علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات

وامتان را در رنگ سائر کمالات بہ تبعیت ایشان است نہ آنکہ اجتبا
مطلقاً مخصوص بانبیا ست علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات وامتان را ازاں
اصلا نصیب نیست کہ آن غیر واقع است چنانچہ شیخ شہاب الدین سہروردی
قدس سرہ در بیان مجذوب سالک وسالک مجذوب تصریح باین معنی
فرمودہ است۔

طریق جذب را چوں کشش از جانب مطلوب است وعنایت الٰہی
جل شانہ متکفل حال طالب است ناچار قبول وساطت نمی کندو
در طریق سلوک چونکہ انابت از جانب طالب است از وجود وسائط چارہ
نبود ودر نفس جذبہ ہرچند وسائط در کار نیست امّا تمامی جذبہ منوط بہ سلوک
است کہ اگر سلوک کہ عبارت از اتیان شریعت است از توبہ وزہد وغیرہما
باجذبہ منضم نہ گردد جذبہ ناتمام وابتر است۔ بسیارے از ہنود وملاحدہ
را دیدہ ام کہ جذب دارند امّا چونکہ بمتابعت شریعت علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ
والسلام متحلی نہ گشتہ اند خراب وابتر اند وغیر از صورت جذب نصیبے
ندارند (مکتوب ۱۲۱ جلد ثالث از حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ

آنچہ مذکور گشت از احوال حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ سرہ

فصل ۲ درین محل واز بیان سلسلہ مشایخ قدس اللہ ارواحہم معلوم گردد کہ ایشاں را
طریق اویسیان بودہ است وبسیار راز مشایخ ایشاں کہ درین سلسلہ
مذکور اند اویسی بودند ومعنی اویسی اینست کہ حضرت شیخ طریقہ شیخ عطار
قدس اللہ روحہ گفتہ اند کہ قومی از اولیا اللہ عزوجل باشند کہ ایشاں را
در ظاہر حاجت بہ پیرے نبود زیرا کہ ایشانرا حضرت رسالت صلعم در
حجرۂ عنایت خود پرورش میدہند ۔ بے واسطہ غیرے چنانچہ اویس را داد
رضی اللہ عنہ و این عظیم مقام بود و بس عالی تا کرا اینجا رسانند و این دولت
بہ کہ روے نماید ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ
ذوالفضل العظیم (منقول از رسالہ قدسیہ من کلام حضرت خواجہ
نقشبند رحمۃ اللہ علیہ)

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم

(۱) عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم (فی فضیلۃ القرآن

علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اہل علم کا قرآن سے

فصل ۲ من حديث طويل) لا يشبع منه العلماء ولا يخلق على كثرة الرد ولا تنقضي عجائبه

(ترمذی)

کبھی دل نہیں بھرتا۔ بکثرت دوہرانے سے بھی وہ پرانا نہیں ہوتا۔ اور اسکے عجائبات (علوم) کی کوئی انتہا نہیں

(۴) عن ابی بن کعب قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا ابا المنذر اتدری ای ایة من کتاب الله معك اعظم قلت الله لا اله الا هو الحی القیوم فضرب فی صدری وقال لیهنك العلم ابا المنذر

(مسلم وابو داؤد)

حضرت ابی ابن کعب سے منقول ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ تمہارے ساتھ قرآن مجید کی سب سے بڑی آیت کونسی ہے حضرت ابی نے کہا کہ اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم۔ (یہ سنکر) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک انکے سینہ پر مارکر فرمایا کہ یہ علم تم کو مبارک ہو۔

(۳) عن ابی هریرۃ وابی خلاد ان رسول اللہ قال اذا رأیتم العبد یعطی زھدا فی الدنیا وقلۃ منطق فاقتربوا منہ فانہ یلقی الحکمۃ (رواہ البیہقی)

جب دیکھو تم کسی شخص کو کہ اسمیں (بجانب اللہ) دنیا کی طرف سے بے رغبتی پیدا کی جا رہی ہو اور اسکو کم سخنی دی جا رہی ہو تو اس سے کچھ حاصل کرو کیونکہ وہ حکمت پا رہا ہے

(۴) انما العلماء ورثۃ الانبیاء ان الانبیاء لم یورثوا دینارا ولا درھما انما ورثوا العلم من اخذہ اخذ بحظ وافر (ابوداؤد و ترمذی)

علماء ہی انبیاء کے وارث ہیں۔ انبیاء کی میراث درہم و دینار نہیں بلکہ علم ہے جس نے علم حاصل کیا اس نے پورا پورا حصہ پایا

(۵) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلمۃ من الحکمۃ یتعلمھا الرجل خیر لہ من الدنیا وما فیھا (بخاری و مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر حکمت کا ایک کلمہ کوئی سیکھ لے تو وہ اسکے حق میں دنیا وما فیہا سے بہتر ہے

فصل ۲

علم باطن

فصل (۶) انما العلم بالتعلم — علم حاصل نہیں ہوتا مگر سیکھنے سے

(بخاری طبرانی)

(۷) قال علیہ السلام نحن معاشر الانبیاء امرنا ان ننزل الناس منازلھم ونکلمھم علی قدر عقولھم — فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہم گروہ انبیا کو حکم ہے کہ لوگوں کو انکے مرتبہ میں رکھیں اور ان سے ان کی عقلوں کے موافق کلام کریں

(ابوداؤد)

(۸) قال علیہ السلام انا دار العلم وعلی بابھا — فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں علم کا گھر ہوں اور علیؓ اسکے دروازہ ہیں

(ترمذی)

بخاری شریف میں حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ تعالی عنہ اور سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مشہور واقعہ مندرج ہے کہ جب حضرت ابو جحیفہؓ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اسرار و معارف قرآنیہ کو سنا تو متعجب ہو کر دریافت فرمایا کہ کیا آپ کے پاس کوئی اور کتاب ہے حضرت علیؓ نے فرمایا کہ نہیں یہی کتاب اللہ ہے اور اس کا فہم

فصل ۲

(۹) من اخلص للہ اربعین یوما ظھرت ینابیع الحکمۃ من قلبہ علی لسانہ (ابونعیم فی الحلیہ)

جو کوئی چالیس دن اللہ کے ساتھ خالص ہو جائے تو حکمت کے چشمے اسکے قلب سے نکل کر زبان پر جاری ہو جاتے ہیں

(۱۰) کونوا ربانیین حکماء وعلماء وفقہاء (بخاری)

حکیم اور عالم اور فقیہہ ربانی ہو

(۱۱) عن علی رضی اللہ قال سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن سنتہ فقال المعرفۃ راس مالی والفقر فخری (الشفاء)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ انہوں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپکی سنت دریافت کی حضرت صلعم نے فرمایا کہ میرا راس المال معرفت ہے اور فقر میرے لئے فخر ہے

رحمۃ للعالمین کا راس المال معرفت کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے

فصل ۳ اس معرفت کی انتہا کوئی کیا جانے - بس مولا اور اس کا عبد ہی اس راز سے واقف ہے - فاوحیٰ الیٰ عبدہ ما اوحیٰ (۵/۲۷) گر شنیدہ کے بود مانند دیدہ - بینش سے دانش کی تکمیل ہوتی ہے اور سا تھ ہی صحت مشاہدہ کی تصدیق کیجاتی ہے - مازاغ البصر وما طغیٰ - لقد رای من آیات ربہ الکبریٰ - ۵/۲۷ (للمولف)

قولہ تعالیٰ - اللّٰہ غنی وانتم الفقراء (۵/۲۶) اسی فقر کا کما حقہ علم اور عمل جسکا ثمرہ عبدیت الٰہی ہے - سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا سرمایہ ناز و افتخار ہے اور کیوں نہ ہو جبکہ اللّٰہ جل شانہ ہر موقع پر عبد اللّٰہ عبدہ اور عبدنا کے خطابات سے یہ خصوصیت جتائے - لیکن عبدیت کی نزاکت اور عظمت کوئی کیا سمجھے کبھی خاتم النبیین سے کہلایا جاتا ہے - قل انما ادعو ربی ولا اشرک بہ احدا - قل انی لا املک لکم ضرا ولا رشدا - قل انی لن یجیرنی من اللّٰہ احد ولن اجد من دونہ ملتحدا الا بلٰغا من اللّٰہ و رسٰلٰتہ (۱۲/۲۹) اور کبھی خود ارشاد ہوتا ہے - وانک لعلی خلق عظیم - وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین - و رفعنا لک

ذکرک - إنّ اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما - نوبت یہاں تک پہنچتی ہے انّ الّذین یبایعونک انما یبایعون اللہ - ید اللہ فوق ایدیھم فصل

عاقل را اشارہ کافی است - (للموٴلف)

اقوال صدیقین و اکابرین دین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

(۱) قال علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ واشار الی صدرہٖ اِنّ ھٰھنا لعلوماً جمعۃً لو وجدت لھا حملۃ وقال قلوب الاخیار قبور الاسرار (ابونعیم عن ابن عباس)

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے سینہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ یہاں بہت سے علوم ہیں اگر پاتا میں ان کے متحمل اور فرمایا کہ اولیاء اللہ کے سینے اسرار الٰہی کی قبریں ہیں

مکتوب ۲۶۷ (جلد اوّل) از حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ

~~۹۱~~ ۹۲۰

فصل ۲ سترہ در بیان آنکہ اسرار و دقائق کہ حضرت ایشان بآن متمیز گشتہ شمہ ازاں بظہور نمی تواں آورد بلکہ برمز و اشارات نیز ازاں باب سخن نمی تواں گفت و آں اسرار مقتبس از مشکوٰۃ نبوت است و ملائکہ علیین نیز دریں دولت شریک اند می فرمایند - از انعامات حق جل سلطانہ چہ نویسد و چہ شکر آن نماید علوم و معارفے کہ اضافہ می شود بہ توفیق خداوندی جل شانہ اکثر آں در قید کتابت می آید و بسمع اہل و نا اہل می رسد اما اسرار و دقایقے کہ بآں متمیز است شمہ ازاں بظہور نمیتواند آورد بلکہ برمز و اشارات نیز ازاں مقولہ سخن نمی تواں کرد فرزندی اعزی کہ مجموعہ معارف فقیر است و نسخہ مقامات سلوک و جذبہ رمزے ازیں اسرار دقیقہ با او در میاں نمی آرد و بہ شیخ تمام در استتار آں میکوشد بانکہ میداند کہ فرزندی از محرمان اسرار است و از خطا و غلط محفوظ اما چہ کنند کہ دقت معانی زبان را میگیرد و لطافت اسرار لبہا را می بندد و یضیق صدری و لا ینطلق لسانی نقد وقت است آن اسرار نہ ازان قبیل اند کہ در بیان بیایند بلکہ در بیان نمی آرند

شعر

فریاد حافظ این ہمہ آخر بہرزہ نیست ہم قصۂ غریب و حدیث عجیب ہست

فصل ۲

این دولت کہ ما در استفتار آن میکوشیم مقتبس از مشکوۃ نبوت انبیاست علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات و ملائکہ ملاء اعلی علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات شریک این دولت اند و از متابعان انبیا علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات ہرکرا باین دولت مشرف سازند۔ ابوہریرہ گوید رضی اللہ تعالی عنہ من از رسول خدا صلعم دو نوع علم اخذ نمودم یکے ازان دو علم آن ست کہ درمیان شما منتشر ساختم و علم دیگر را اگر منتشر سازم حلقوم مرا ببرند و آن علم دیگر علم اسرار است کہ فہم ہرکس بآن نرسد ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔

(۲) قال علی رضی اللہ عنہ حدثوا الناس بما یعرفون اتحبون ان یکذب اللہ ورسولہ (بخاری)	حضرت علیؓ نے فرمایا کہ لوگوں سے وہ باتیں بیان کرو جنکو وہ جانتے ہیں کیا تم چاہتے ہو کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلائیں
(۳) قال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قولہ عزوجل	حضرت ابن عباسؓ اس آیت کی تفسیر میں کہ اللہ الذی خلق

نص ۲ الله الذی خلق سبع سمٰوٰت — سبع سموات الخ فرماتے ہیں

ومن الارض مثلهن الخ ذکرت — کہ اگر میں اس آیت کی پوری تفسیر

تفسیره لرجمتمونی وفی لفظ — کروں تو تم لوگ مجھکو سنگسار

آخر لقالهو انه کافر — کروگے یا بالفاظ دیگر کافر

بناؤ گے

(۵) ارشاد حضرت سید زین العابدین رضی اللہ عنہ

انی لاکتم من علمی جواهره — میں جواہر علمیہ کو اسلئے چھپاتا ہوں

کیلا یری ذاك ذو جهل — کہ کوئی جاہل مطلع ہوکر مجھے فتنہ

فیفتتنا وقد تقدم فی — میں نہ ڈالے اسکو اولاً حضرت

هذا ابو حسن الی الحسین — علیؓ نے سیکھا پھر حسنؓ کو تعلیم

ووصی قبله الحسن یا رب — دی بعد ازاں حسین علیہ السلام

جوهر علم لو ابوح به لقیل لی — کو۔ اگر جوہر علم کو ظاہر کروں

انت ممن یعبد الوثنا و — تو لوگ مجھے بت پرست کہینگے

لاستحل رجال مسلمون دمی — اور میرا قتل جائز سمجھیں گے اور

یرون اقبح ما یاتونه حسنا — اسکو اچھا جانیں گے حالانکہ

(احیاء العلوم فصوص الحکم ہدیہ مجددیہ) یہ فعل (قتل) فی نفسہٖ بد ہے۔ فصل ۲

(۵) ارشاد حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

فی باطنی من نورکم مالو بدا	میرے باطن میں نور ہے اگر ظاہر
افتی بسفك دمی الذی	ہو تو نادان میرے قتل کا فتویٰ
لا یعلم لو اننی ابدی	دینگے اگر میں اسرار ظاہر کروں
سرائر ودکم قالوا العاذل	تو ملامت گر کہیں گے کہ میں
لیس هذا مسلم (ہدیہ مجددیہ)	مسلمان نہیں ہوں۔
(۶) کان جنید رحمة الله	جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ شبلیؒ
تعالی یقول کثیراً للشبلی	سے اکثر کہا کرتے تھے کہ اللہ
رحمة الله تعالی لا تفش	تعالیٰ کا راز محجوبوں کے
سر الله تعالی بین المحجوبین	درمیان افشا نہ کرنا۔
وکان رضی الله عنه یقول	اور یہ بھی کہتے تھے کہ فقیر کو نہ
لا ینبغی للفقیر قراءة کتب	چاہیئے کہ توحید خاص کی
التوحید الخاص الا بین	کتابیں پڑھے مگر مصدقین
المصدقین لاهل الطریق	اہل طریقت کے سامنے یا

فصل ۲

Arabic	Urdu
او المسلمين لهم والّا	انکے ماننے والوں کے سامنے
يخاف حصول المقت لمن	ورنہ جھٹلانے والوں کیلئے
كذبهم	وبال کا اندیشہ ہے
من هنا اخفى الكاملون	یہیں سے اس کی وجہ بھی سمجھ
من اهل الطريق الكلام	میں آتی ہے کہ کیوں کاملین
فى مقامات التوحيد	اہل طریقت مقامات توحید
الخاص شفقة على عامة	خاص کے کلام کو مخفی رکھتے
المسلمين ورفقاً	ہیں اسکی وجہ عامۃ المسلمین
بالمجادل من المحجوبين	پر شفقت اور جھگڑالو محجوبین
وادباً مع اصحاب ذالك	کیساتھ نرمی اور ایسے کلام
الكلام من اكابر العارفين	کرنے والے بڑے بڑے
وكان جنيد الا يتكلم قط	عارفین کے ساتھ پاس ادب
فى علم التوحيد الا فى	ہے ۔ اور جنیدؒ توحید میں کبھی
قعر بيته بعد ان يغلق	تقریر نہیں کرتے تھے مگر اپنے
ابواب داره ويا خذ مفاتيحه	گھر کے اندر اور وہ بھی اس کے

شحنت ورکه ویقول اتحبون
ان یکذب الناس اولیاء
اللہ تعالی وخاصۃً و
یرموھم بالزندقہ والکفر۔

دروازوں پر قفل ڈلوا دیے اور فصل
ان کی کنجیاں اپنے زانو کے
نیچے دبا لینے کے بعد اور کہتے
تھے کہ کیا تمکو یہ پسند آتا ہے کہ
لوگ اللہ تعالیٰ کے دوستوں
اور خاص لوگوں کو جھٹلائیں اور
انپر کافر و زندیق ہونے کی تہمتیں
لگائیں۔

مکتوب (۱۲۱) جلد ثالث از حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ درجواب اعتراضات کہ بر مکتوب ہشتاد وہفتم (۸۷) جلد ثالث کہ در اسرار مرادی و مریدی تحریر یافتہ شد عائد کردند میفرمایند۔ مخدوماں این قسم سخنان مبنی از افشاء راز باشد و از ظاہر مصروف بود در ہر وقتے از مشائخ طریقت قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم بظہور آمدہ است و عادت مستمرہ ایں بزرگواراں گشتہ۔ امرے نیست کہ ایں فقیر آنرا ابتدا کردہ باشد واختراع نمودہ لیس ھذا اول قارورۃ کسرت فی الاسلام پس ایں ہمہ شور وغوغا

فصل ۲ چیست اگر لفظی صادر شدہ است کہ ظاہرش مطابقت بعلوم شرعیہ ندارد

آنرا باندک توجہ از ظاہر صرف نمودہ مطابق باید ساخت و مسلمانے را متہم نباید

کرد اشاعت فاحشہ و تفضیح فاسق ہرگاہ در شریعت حرام و منکر باشد

تفضیح مسلمانے بمجرد اشتباہ چہ مناسب بود و شہرہ بشہر آں منادی کردن

کدام تدین باشد۔ طریق مسلمانی و مہربانی آنست کہ کلمہ کہ ظاہرش

مخالف علوم شرعیہ است اگر از شخصے صادر شود باید دید کہ قائل آن کیست

اگر ملحد و زندیق بود رد آں باید کرد و در اصلاح آن نباید کوشید و اگر

قایل آن کلمہ از مسلمانان بود و ایماں بخدا و رسول داشتہ باشد

در اصلاح سخن او باید کوشید و محمل صحیح از برائے آن باید پیدا نمود

یا از آں قائل حل آں باید طلبید و اگر در حل آن عاجز آید نصیحتش باید

کرد و امر معروف و نہی منکر برفق اولی است کہ با جابت نزدیک

است و اگر مقصود اجابت نباشد و تفضیح مطلوب بود امر دیگر است اللہ

تعالی توفیق دہاد۔

مکتوب صد و سیزدہم (۱۱۸) جلد اول از حضرت امام ربانی مجدد

الف ثانی قدس اللہ سرہٗ در بیان بشارت جماعت کہ بر اہل اللہ اعتراض

کنند می فرمایند۔ قال اللہ تعالیٰ من عمل صالحا فلنفسہ ومن اساء فعلیہا۔ خواجہ عبداللہ انصاری میفرمایند الٰہی ہر کرا خواہی بر اندازی باما در اندازی۔ شعر

ترسم آن قوم کہ بر دردکشاں می خندند — در سر کار خرابات کنند ایماں را

حق سبحانہ تعالیٰ کافۂ اہل اسلام را از انکار فقرا و طعن درویشاں نگہدارد بحرمت سید البشر علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات والسلام

(۹) ارشاد حضرت ابو یزید بسطامی رح

اخذ لتم علمکم من علماء	تم نے علماء ظاہر سے علم حاصل
الرسوم میتا عن میتۃ و	کیا جو بمنزلہ میت کے ہیں
اخذنا علماً عن حی الذی	اور مردوں کا علم بھی مردہ ہے
لا یموت۔	اور سیکھا ہیں نے علم حی لایموت

سے (طبقات الکبریٰ)

(۱۰) ارشاد حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر غوث الاعظم رضی اللہ عنہ

یا غلام خذ العلم من افواہ	اے لڑکے اہل اللہ کی زبان
رجال اللہ ولا من صحائف	سے علم حاصل کر صحیفہ اور دفتر

(۱۱) ارشاد حضرت شیخ محی الدین ابن عربی قدس اللہ سرہ

علم الحق علم الاذواق لا	علم حق علم ذوقی ہے کتابی نہیں
عن الاوراق وھو العلم	ہے اور وہی علم صحیح ہے اور
الصحیح وما عداہ محدث	اسکے سوا جو کچھ ہے وہ محدث
وتخمین لیس العلم اصلاً	وتخمینی ہے جو اصلی علم نہیں ہے

(فتوحات مکیہ)

(۱۲) وحکی الشیخ قطب الدین	حضرت شیخ قطب الدین بن امین
بن ایمن رضی اللہ عنہ انّ	فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رضی
الامام احمد بن حنبل رضی	اللہ عنہ اپنے لڑکے کو ترغیب
اللہ عنہ کان یحث ولدہ	دیتے تھے کہ صوفیاء عصر کی صحبت
علی الاجتماع الصوفیۃ زمانہ	میں حاضر رہے اور فرماتے تھے
ویقول انھم بلغوا فی	کہ حضرات صوفیہ اخلاص میں
الاخلاص مقاماً مالم	ایک ایسے مقام پر پہنچے ہیں کہ
تبلغہ (طبقات الکبریٰ)	جسپر تم نہیں پہنچ سکتے ہو

فصل ۲ (۱۴۳) امام قشیری رح کا قول ہے کہ تمام آدمی دو قسم کے ہیں یا صرف نقل و روایت کے ماننے والے ہیں اور یا عقل و فکر سے بھی کام لینے والے ہیں مگر گروہ صوفیہ کے بزرگ ان دونوں قسم کے آدمیوں سے بالاتر ہیں۔ کیونکہ جو امر دوسروں کے لئے پوشیدہ ہے وہ ان کے نزدیک ظاہر و اظہر ہے یہ خدا رسیدہ ہیں اور دوسرے آدمی دلیلوں کے دلدادہ اور اُن ہی کے جال میں گرفتار رہکر مقصد اصلی سے محروم رہتے ہیں۔

دَورِ اسلام میں کوئی زمانہ ایسا نہیں گزرا کہ اس میں اس فرقہ کا شیخ موجود ہو اور اس زمانہ کے علماء نے اس شیخ کے آگے گردن نہ جھکائی ہو اور اس کی تواضع نہ کی ہو اور اُس سے برکت حاصل نہ کی ہو۔

(مختارات الصوفیہ)

(۱۴۴) امام شافعی با وصف جلالت و مرتبت با شعبان راعی رح می نشست و از و مسائل می پرسید از امام شافعی پرسیدند کہ مثل شما از ین بدوی سوال کند امام فرمود ہٰذا وافق بما علمناہ "این موافق آنست کہ ان را می دانم" شعبان رضی اللہ عنہ امی بود۔ چون از امی مثل شافعی امام الائمہ سوال کند پس عظمت و شان ائمہ اہل تصوف نگریستنی است۔ (ہدیہ مجددیہ)

(۱۵) ارشاد از حضرت شیخ محی الدین ابی عربی قدس اللہ اسرارہم

انّ طریق الوصول الی علم القوم الایمان والتقوی
قال اللہ تعالی ولو انّ اھل القری امنوا واتقوا لفتحنا علیھم برکات من السماء والارض - ای اطلعناھم علی العلوم المتعلقۃ بالعلویات والسفلیات واسرار الجبروت وانوار الملک والملکوت وقال اللہ تعالی ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب والرزق نوعان - روحانی وجسمانی -

اکابرین کے علم تک پہنچنے کا طریق ایمان وتقوی ہے - اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے تو ہم آسمان وزمین کی برکتوں کو اُن پر کھولدیتے یعنی ہم اُن کو اُن علوم پر مطلع کر دیتے جو علویات وسفلیات اور جبروت کے اسرار اور ملک اور ملکوت کے انوار سے علاقہ رکھتے ہیں - اور اللہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص خدا سے ڈرتا رہے گا خدا اسکے لئے نجات کی شکل

نکال دیگا اور اُسکو وہاں سے رزق فصل ۲
پہونچائیگا جدھر سے اسکو گمان نہیں تھا
اور رزق کی دو قسمیں ہیں روحانی اور جسمانی

وقال اللہ تعالیٰ واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ ای یعلمکم مالم تکونوا تعلمونه بالوسائط من العلوم الالھیة ولذٰلک اضاف التعلیم الی اسم اللہ الذی ھو دلیل علی الذات وجامع للاسماء والافعال والصفات

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور اللہ سے ڈرو اللہ تم کو سکھاتا ہے یعنی تمکو وہ باتیں بتلائیگا جن کو تم وسائط کے ذریعہ سے نہیں جانتے اور وہ علوم الٰہیہ ہیں اور اسی لئے تعلیم کی نسبت اسم اللہ کیطرف ہے جو ذات پر دلالت کرتا اور اسما وافعال وصفات کا جامع ہے

یا اخی بالتصدیق والتسلیم لعقدہ الطائفه ولا تتوھمن

اے بھائی اسلئے تم پر لازم ہے کہ اس گروہ کی تصدیق اور

نقش ۲

انکے آگے سر تسلیم خم کرو وہم کی راہ سے انکار نہ کرو

(۱۶) مکتوب حضرت محی الدین ابن العربی رضی اللہ عنہ بنام امام فخر الدین رازی ؒ۔

منقول از حضرت امام قطب ربانی عبدالوہاب عارف شعرانی رحمۃ اللہ علیہ

اعلم یا اخی وفقنا اللہ وایاک	میرے بھائی خدا تعالیٰ ہمکو اور
ان الرجل لا یکمل عندنا فی	تمکو توفیق عطا فرمائے سنو
مقام العلم حتی یکون علمہ	کوئی شخص ہمارے نزدیک علم
عن اللہ عزوجل بلا واسطۃ	کے مقام میں کامل نہیں ہوتا
من نقل او شیخ فان من	جب تک اس کا علم بلا واسطہ
کان علمہ مستفادًا من	نقل یا اسناد کے خدائے
نقل او شیخ فما برح عن	عزوجل کی طرف سے نہو کیونکہ
الاخذ عن المحدثات و	جسکا علم نقل یا اُستاد سے حاصل
ذلک معلول عند اھل	ہوتا ہے وہ برابر حادث چیزوں
اللہ عزوجل ومن قطع عمرہ	سے آتا ہے اور اللہ والے اسکو

فصل

في معرفة المحدثات و تفاصيلها فاته حظه من ربه عز وجل لان العلوم المتعلقة بالمحدثات يفني الرجل عمره فيها ولا يبلغ الى حقيقتها

ولو انك يا اخي سلكت على يدي شيخ من اهل الله عز وجل الواصلات الى حضرته شهود الحق تعالى فتاخذ عنه العلم بالامور من طريق الالهام الصحيح من غير تعب ولا نصب ولا سهر كما اخذ الخضر عليه السلام فلا علم الا كان

خالی از علت نہیں سمجھتے اور جس نے حادث چیزوں اور انکی شناخت میں عمر گنوائی اُس نے اپنا حصہ خدائے تعالیٰ کے پاس کا کھو دیا اسلئے کہ آدمی ان علوم میں جو حادث چیزوں سے علاقہ رکھتے ہیں اپنی عمر کو برباد کرتا ہے اور پھر بھی ان کی حقیقت کو نہیں پہنچتا

بھائی جان اگر تم اہل اللہ میں سے کسی شیخ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلوک اختیار کر لیتے تو وہ تم کو حق تعالیٰ کی درگاہ شہود تک پہنچا دیتا اور وہاں سے تم اشیاء کا صحیح علم الہام کے طریقہ سے

وضر ۲

عن کشف وشهود لا عن
نظر وفکر وظن وتخمین

حاصل کرتے جس میں نہ مشقت
ہے نہ ماندگی نہ بیچارگی جسطرح
کہ خضر علیہ السلام نے حاصل
کیا اور علم ہے تو وہی ہے جو
کشف وشہود سے حاصل ہو
نہ کہ جو نظر و فکر گمان و قیاس سے

یا اخی ان لا تطلب من العلوم
الا ما یکمل به ذاتک وینتقل
معک حیث انتقلت ولیس
ذالک الا العلم باللہ
تعالی من حیث الوهب
والمشاهدة فان علمک
بالطب مثلا انما یحتاج
الیه فی عالم الاسقام و
الامراض فاذا انتقلت

اے بھائی صرف وہ علم حاصل
کر جس سے تیری ذات کی تکمیل
ہو اور جو تیرے ساتھ دوسرے
عالم میں رہے جہاں تجھے جانا
ہے۔ اب یہ علم صرف وہی ہے
جو اللہ تعالی سے علاقہ رکھتا
ہے اور وہب و مشاہدہ کے
ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ
مثلاً علم طب ہے کہ اسکی ضرورت

فصل ۲

الی عالم ما فیه سقم ولا مرض	اسی عالم میں ہے جہاں مرض اور
بمن تداوی بذلك العلم	دکھ ہے اور جبکہ تم اس عالم میں
	پہنچو گے جہاں دکھ درد ہی نہیں
	ہے تو وہاں اس علم کے ذریعے
	کس کا علاج کرو گے
فقد علمت یا اخی انه لا	اے بھائی اس سے تمکو معلوم ہو گیا
ینبغی للعاقل ان یاخذ من	عقل والے کو صرف وہی علم
العلوم الا ما ینتقل معه	حاصل کرنا چاہیئے جو اس کے
الی البرزخ دون ما یفارقه	ساتھ عالم برزخ تک جائے
عند انتقاله الی عالم الآخرة	نہ وہ جو عالم آخرت میں بلکہ
ولیس المنتقل معه الا علمان	آخرت کے سفر کے وقت ساتھ
فقط العلم باللہ عزوجل	چھوڑ دے اور آدمی کے ساتھ
والعلم بمواطن الآخرة حتی	جانے والے صرف دو ہی علم
لا ینکر التجلیات الواقعة	ہیں ایک تو خدا تعالی کا علم
فیها ولا یقول للحق اذا تجلّی	اور دوسرا معاملات آخرت کا

مفصل له نعوذ باللہ منك كما ورد فينبغي لك — علم تاکہ اس عالم میں جو تجلیات واقع ہوں انکا انکار نہ کر بیٹھے اور جب حق کی تجلی اسپر ہو نعوذ باللہ منک نہ کہہ بیٹھے جیسا کہ وارد ہوا ہے

يا اخي الكشف عن هذين العلمين في هذه الدار لتجني ثمرة ذالك في تلك الدار ولا تحصل من علوم هذه الدار الا ما تمس الحاجة اليه في طريق سيرك الى الله عز وجل۔ (طبقات الکبری)

اسلئے اے بھائی یہ ضرور ہے کہ اسی عالم میں یہ دونوں علم تم پر کھل جائیں تاکہ ان کا پھل تمکو اس عالم میں ملے۔ اور اس عالم میں اُن ہی علوم کو جن کی ضرورت اہل اللہ کی اصطلاح کے مطابق خدا کی طرف جانے کے راستہ میں پیش آئے۔

(۱۷) ارشاد حضرت امام غزالی حجۃ الاسلام رضؓ درباب علم

فاعلم انه قسمان علم مكاشفة وعلم معاملة فالقسم الاول — جان کہ علم کی دو قسمیں ہیں ایک علم مکاشفہ (علم باطن) دوسرا علم

علم المكاشفة وهو علم الباطن وذالك غاية العلوم فقد قال بعض العارفين من لم يكن له نصيب من هذا العلم اخاف عليه سوء الخاتمة و ادنى نصيب منه التصديق به وتسليمه لاهله واقل عقوبة من ينكره انه لا يذوق منه شيئا وهو علم الصديقين والمقربين

معاملہ (علم ظاہر) اب اولی قسم کو لیجئے یعنی علم مکاشفہ جو علم باطن ہے اور جو کہ تمام علوم کی انتہا ہے چنانچہ بعض عارفین کا قول ہے کہ جو اس علم سے بے بہرہ ہوا سکے خاتمہ کی خرابی کا خوف ہے ادنی بہرہ اس علم کا یہ ہے کہ اسکی تصدیق کرے اور اس علم والوں کو مانے۔ اور ادنی عذاب اس علم کے منکر کا یہ ہے کہ اس علم سے اسکو کچھ نہیں ملتا حالانکہ یہ علم صدیقوں اور مقربان الٰہی جل جلالہ کا ہے

فصل ٢

واما القسم المحمود الى اقصى غايات الاستقصاء فهو

جو علم سرتاپا اچھا ہی اچھا ہی وہ ہے علم خدا تعالی کا اور اسکے صفات

فصل ۲ العلم بالله تعالیٰ و بصفاته — کا افعال کا اس کی عادت کا

وافعاله وسنته فی خلقه — جو خلق میں جاری ہے اور اس

وحکمته فی ترتیب الاخرة — حکمت کا جو دنیا پر آخرت کو

علی الدنیا فات هذا العلم — ترجیح دینے میں مضمر ہے پس

مطلوب لذاته والتوصل — یہی وہ علم ہے جو مقصود

به الی السعادة الاخرة — بالذات ہے اور جو سعادت

(احیاء العلوم) — آخرت کے حصول کا ذریعہ ہے

(۱۸) از حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

علم دو قسم است علم حضوری و علم حصولی۔ علم حصولی عبارت است
از حصول صورت الشئ فی العقل یا صورت حاصلہ ذہنا و این علم موقوف
آن بر مشاعر و حواس است۔ نفس ناطقہ محسوسات را بتوسط حواس
ادراک می کند و از جزئیات کلیات را انتزاع می نماید قضایا بہم رسانیدہ
از صغری و کبری نتائج بر می آرد۔ و آنچہ علم بمغیبات بتوسط سمع حاصل
می شود بیشتر از آن مبنی بر قیاس شاہد بر غائب است مثلاً عمارات
و اشخاص را بعد از استماع اوضاع و کیفیات آن مشابہ اوضاع و کیفیات

کہ مشاہدہ کردہ است و دانستہ در می‌یابد و حکم بحسن و قبح آن می‌کند۔ حاصل کلام

آنکہ علم حصولی منحصر است برآنچہ محسوس باشد یا محسوس مثل باشد یا منتزع

و مستفاد از محسوس باشد۔ لہذا روح را بعلم حصولی نتوان دریافت۔ چوں بعلم

حصولی روح را بالکنہ درنمی‌یابد ذات و صفات باری تعالیٰ چگونہ دریابد۔

و بداتید کہ علم ظاہر عبارت است از علم حضوری کہ مستفاد از قرآن و

حدیث است علم حضوری بروح متعلق می‌شود۔ معرفت حق سبحانہ

تعالیٰ بعلم حضوری یا علمے دیگر کہ فوق علم حضوری باشد جائز بلکہ واقع

است۔ و ولایت کہ عبارت از اقربیت بے کیف است مستلزم

علم حضوری است کہ بذات و صفات الٰہی متعلق باشد۔ و آنرا علم

باطن علم لدنی و عرفان گفتہ می‌شود۔ زنگ شرک و معاصی مانع علم

حضوری است کہ او باوجود اقربیت حق در حجاب غفلت از حق

بعید است حق تعالیٰ می‌فرماید فبعدا للقوم الظالمین۔

مولوی روم میفرماید ؎

اولاً زنگ از رخ خود پاک کن　　　بعد ازاں آں نور را ادراک کن

ذریعہ حصول ایں علم و ولایت کہ عبارت از قرب و معیت است

وصل ۲

فصل ۳ ثمرہ محبت است - و محبت از دو چیز بدست می آید یکے اجتبا کہ آنرا در اصطلاح صوفیہ جذب گویند یعنی محبت و کشش از جانب حق بلا واسطہ یا بواسطہ تاثیر نفس شیخ کامل مکمل - دوم انابت کہ آنرا سلوک گویند قولہ تعالے اللہ یجتبی الیہ من یشاء و یھدی الیہ من ینیب دلیل است بر ہر دو طریق جذب و سلوک صحبت شیخ کامل مکمل قوی طریق وصول است نتیجہ و فائدہ ایں علم قرب الہی ست

مکتوب چہارم مندرجہ کلمات طیّبات

(۱۹) از حضرت ابو طالب مکی رضی اللہ عنہ

علماء ظاہر زینت ملک و ارض ہستند و علماء باطن زینت آسماں و ملکوت و علما ظاہر اہل خرد و لساں ہستند و علماء باطن ارباب قلوب و اعیان بعضے عارفین گویند علم ظاہر محکوم است و علم باطن حاکم و محکوم موقوف است تا آنکہ حاکم در آنجا آید - بعضے عارفین گویند کہ چوں بر علما ظاہر بسبب اختلاف ادلہ مسئلہ مشکل افتد ایشاں از اہل علم باطن سوال کنند زیرا کہ ایشاں قریب تر اند بسوی توفیق و بعید تر اند از

ہوا امام احمد بن حنبل و یحییٰ بن معین بیشتر بخدمت حضرت معروف کرخی حاضر می شدند باآنکہ علم ظاہر ایشان بہ نسبت کرخی ہزاران درجہ زاید بود۔ از پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از بر و اثم سوال کردند فرمود استفت قلبك وان افتاك المفتون مفتئین بر تاویل و ترخیص اعتماد کنند و قلبین کہ از ایمان منور اند از اللہ تعالیٰ فتویٰ حاصل کنند۔ فصل ۲

پس اگر علم قلب اصل حقیقت فقہ نمی بود سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سائل را از فتاویٰ اہل ظاہر سوئے قلب رجوع نمی فرمود و آنرا قاضی نمی قرارداد۔ پس علم باطن اصل علم و علم العلم باشد و عالم باطن عالم اصل و عالم العلما باشد (قوت القلوب)

(۲۰) از مولانا وکیل احمد نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ

علم حقیقت علمیست کہ ازاں باسرار علوم شرعیہ پئے می برند چہ ایں علم باطن است مر علوم ظاہرہ را۔ در حدیث وارد است العلماء ورثۃ الانبیاء معانیش ایں ست کہ علماء ظاہر و باطن (معارف) وارث انبیا بودہ اند زیرا کہ وراثت نبوت ہر دو قسم است۔ اول وراثت ظاہری۔ دوم وراثت باطنی پس اہل شریعت صاحب علوم کسبیہ

فضل[1] ظاہریہ اند۔ داہل حقیقت وارث علوم وہبیہ باطنیہ شریعت منبع عبارات ظاہرہ است وحقیقت منبع اشارات باطنہ زیرہر عبارت شرعیہ من حیث الاشارات احکام ومعارف وحقایق بودہ اندکہ حق تعالیٰ جل شانہٗ اصفیاوصدیقین رابراں اطلاع دادہ۔ پس از باطن عبارت اشارت لائح شود نہ از ظاہر عبارت در حدیث وارد است کہ فضل العالم علی العابد کفضلی علی امتی۔ دریں حدیث مراد از علم بیع وشراو طلاق وعتاق وغیرہ نیست بلکہ علم باللہ تعالیٰ وقوت یقین است امام شافعی باوصف جلالت وقربت باشیباں راعی می نشست و ازو مسائل می پرسید از امام شافعی پرسیدند کہ مثل شما ازیں بدوی سوال کند امام فرمود ہذا اوفق لما علمناہ شیبان بدوی رضی اللہ عنہ امی بود چوں از امی مثل شافعی امام الایمہ سوال کند پس عظمت وشان ائمہ اہل تصوف نگریستنی است (ہدیہ مجددیہ)

(۲۱) مکتوب ۱۸۔ (جلد ثانی) از حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہٗ۔ دربیان علماء راسخین وظاہر وباطن شریعت میفرمایند

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ العلماء ورثۃ

الانبیا ورمدامی علماء عظام کافی ست علم و راثت علم شریعت فصل ۲
است کہ از انبیا باقی ماندہ علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات۔ وعلم شریعت
را صورتے است وحقیقتے صورتش آنکہ نصیب علماء ظواہر است
شکراللہ تعالیٰ سعیہم کہ تعلق بمحکمات کتاب وسنت دارد وحقیقتش
آنکہ نصیب علماء راسخین است۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہ متعلق
بمتشابہات کتاب وسنت است۔ ومحکمات ہرچند امہات کتاب
اند اما نتائج وثمرات آں متشابہات اند کہ از مقاصد کتاب اند۔ امہات
وسائل پیش نیستند از برائے حصول نتائج۔ پس لب کتاب متشابہات
اند ومحکمات کتاب قشر آں لب متشابہات اند کہ برمز واشارات
بیان اصل مینمایند واز حقیقت آں معاملہ نشان میدہند۔ علماء
راسخین قشر را بلب جمع ساختہ اند ومجموع صورت وحقیقت شریعت
را دریافتہ۔ وایں بزرگواراں شریعت را دررنگ شخصے تصور نمودہ
اند کہ قشر ولب آں از صورت وحقیقت باشد۔ علم شرایع احکام را
صورت شریعت دانستہ اند۔ وعلم حقائق واسرار حقیقت شریعت دریافتہ جمیعے وبصورت شریعت
گرفتار گشتہ از حقیقت آں انکار نمودند۔ وپیرو مقتداے خود را غیر از ہدایہ و بزودی

ندانستند۔ وجمعے دیگر ہر چند گرفتار حقیقت آں گشتند اما چوں آں حقیقت را حقیقت شریعت نہ دانستند۔ بلکہ شریعت را مقصور بر صورت داشتند۔ و قشر انگاشتند ولب را ورائے آں تصور نمودند لاجرم از حقیقت آں حقیقت آگاہی نیافتند و از متشابہات نعیبے فرا نہ گرفتند والعلماء الراسخون ہم الوارثون فی الحقیقۃ۔

(۲۳) از مولانا رومؒ

ما مریدانیم شاگردان حق	علم ما از علم حق گیرد سبق
ایں ہمہ علمے ز تعلیم حق است	نے ز جہد و جہد سے از نقوّت است
جان جملہ علمہا ایں است ایں	کہ بدانی اصل خود اے مرد دیں
فلسفی گشتی و آگاہ نیستی	از کجا و خود کجا و کیستی
تو ہمی دانی یجوز و لا یجوز	خود ندانی تو یجوزی یا عجوز
ایں روا و ناروا دانی ولیک	خود روا یا نا روائی داں تو نیک
از خود آگہ چوں نۂ اے بے شعور	پس نباید ہم چنیں علمت غرور
نیست کس را از حقیقت آگہی	جملہ می میرند با دست تہی

فصل ۲

صد کتاب و صد ورق در نار کن | جان و دل را جانب دلدار کن
بینی اندر دل علوم انبیا | بے کتاب و بے معید و اوستا
دل منور کن با نوار جلی | چند باشی کاسہ لیس بو علی
علم حق در علم صوفی گم شود | ایں سخن کے باور مردم شود
علم حق در بحر علم صوفیاں | گم شود نے نام ماند نے نشاں

(۲۳) حضرت عطار رحمۃ اللہ علیہ

معرفت حاصل کن اے جان پدر | تا بیابی از خدائے خود خبر
ہر کہ عارف شد خدا و خویش را | در فنا بیند بقا و خویش را
عارف از دنیا و عقبیٰ فارغ است | زانچہ باشد غیر مولیٰ فارغ است
ہمت عارف لقاء حق بود | زانکہ در حق فانی مطلق بود
چوں بدانی تو کماہی خویش را | علم عالم حاصل آید مر ترا
گر ہمیں خواہی کہ یابی زیں نشاں | سر بنہ بر خاکپاء کاملاں

(۲۴) حضرت بہاء الدین آملی علیہ الرحمۃ

ایہا القیوم الذی فی المدرسہ | کلما حصلتموا ہا وسوسہ

وفصل ۲ فکرکم ان کان من غیر الحبیب　　مالکم من نشاۃ الاخری نصیب

چند چند از حکمت یونانیاں　　حکمت ایمانیاں راہم بخواں

چند زیں فقہ کلام بے اصول　　مغز را خالی کنی اے بوالفضول

فلسفہ یا نحو یا طب یا نجوم　　ہندسہ یا رمل یا اعداد شوم

حرف شد عمرت بہ بحث نحو و صرف　　از اصول عشق ہم خواں یکدو حرف

علم نہ بود غیر علم عاشقی　　ما بقی تلبیس ابلیس شقی

سینہ را از علم حق آباد کن　　او حدیث لو علمتم یاد کن

خشیۃ اللہ را نشانِ علم داں　　انما یخشیٰ تو در قرآں بخواں

علم رسمی سر بسر قیل است و قال　　نے ازو کیفیتے حاصل نہ حال

(۲۵) مثنوی شریف

علمہائے اہل تن احمال شاں　　علم ہائے اہل دل حمال شاں

علم چوں بر دل زند یارے شود　　علم چوں بر تن زند مارے بود

گفت ایزد یحمل اسفارہ　　بار باشد علم کاں نبود زہو

علم کاں نبود زہو بے واسطہ　　آں نپاید ہمچو رنگ ماشطہ

لیک چوں ایں بار را نیکو کشی　　بار برگیرند و بخشندت خوشی

پس بکش بہر خدا ایں بار علم　　تا بہ بینی در درون انبار علم　　فصل ۲

تا کہ بر رہوار علم آئی سوار　　آنکہاں افتد ترا از دوش بار

اندر آ در سایۂ آں عاقلے　　کس نیارد برد از رہ ناقلے

پس تقرب جو بدو سوئے الہ　　سر مپیچ از طاعت او ہیچگاہ

زانکہ او ہر خار را روشن کند　　دیدۂ ہر کور را روشن کند

دست گیر و بندۂ خاص الہ　　طالباں را میبرد تا پیشگاہ

گر بگویم تا قیامت نعت او　　ہیچ آں را غایت و مقطع مجو

در بشر روپوش آمد آفتاب　　فہم کن واللہ اعلم بالصواب

تو برو در سایۂ عاقل گریز　　تا رہی زاں دشمن پنہاں ستیز

از ہمہ طاعات اینت لایق است　　سبق یابی بر ہر آں کو سابق است

چوں گرفتی پیر ہیں تسلیم شو　　ہم چو موسیٰ زیر حکم خضر رو

صبر کن بر کار او اے بی نفاق　　تا نہ گوید خضر رو ہذا فراق

گرچہ کشتی بشکند تو دم مزن　　گرچہ طفلے را کشد تو مو مکن

دست او را حق چو دست خویش خواند　　تا ید اللہ فوق ایدیہم براند

دست حق میراندش زندہ اش کند　　زندہ چہ کند جان پاینده اش کند

فصل ۲ چون گزیدی پیر نازک دل مباش … سست و ریزیده چو آب و گل مباش

یک زمانه صحبت با اولیا … بهتر از صد ساله طاعت بے ریا

گر تو سنگ خاره و مرمر بوی … چون بصاحب دل رسی گوهر شوی

مهر پاکان درمیان دل نشان … دل مده الا بمهر دل خوشان

دست زن در ذیل صاحب دولتے … تا ز افضالش بیابی رفعتے

صحبت صالح ترا صالح کند … صحبت طالح ترا طالح کند

سایهٔ یزدان چو باشد دایه اش … وارهاند از خیال سایه اش

سایهٔ یزدان بود بندهٔ خدا … مردهٔ این عالم و زندهٔ خدا

دامن او گیر زوتر بے گمان … تا رهی از آفت آخر زمان

پیر را بگزین که بے پیران سفر … هست بس پر آفت و خوف و خطر

پس رہے را که ندیدستی تو هیچ … تو مرو تنها ز رهبر سر مپیچ

هر که او بے مرشدی در راه شد … او ز غولان گمره و در چاه شد

شیخ نورانی ترا آگه کند … با سخن هم نور را همره کند

تا توانی ز اولیا رو بر متاب … جهد کن واللہ اعلم بالصواب

چون شدی دور از حضور اولیا … در حقیقت گشتهٔ دور از خدا

نفل چونکہ ذات پیر را کردی قبول	ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول
دو مداں و دو مبین و دو مخواں	خواجہ را در خواجۂ خود محو داں
گر جدا بینی ز حق ایں خواجہ را	گم کنی ہم متن و ہم دیباچہ را
پیر را ازاحولی ہر کہ دو دید	او مرید است در حقیقت نے مرید
دست پیر از غائباں کوتاہ نیست	دستِ او جز قبضۂ اللہ نیست

حضرت حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ

یا رب کجاست محرم رازی کہ یک زماں	دل شرح آں دہد کہ چہ دید و چہا شنید
رازیکہ بر خلق نہفتیم و نہ گفتیم	با دوست بگوئیم کہ او محرم راز است
چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطاست	سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست
تو کز سرائے طبیعت نمی روی بیروں	کجا بکوئے حقیقت گذر توانی کرد
جمال یار ندارد نقاب پردہ ولے	غبار رہ بنشاں تا نظر توانی کرد
اے بیخبر بکوش کہ صاحب خبر شوی	تا راہ بیں نباشی کے راہبر شوی
در مکتب حقایق پیش ادیب عشق	ہاں اے پسر بکوش کہ روزی پدر شوی
دست از مس وجود چو مردانِ رہ بشوے	تا کیمیائے عشق بیابی و زر شوی
گر نور عشق حق بدل و جانت اوفتد	باللہ کز آفتاب فلک خوبتر شوی

فصل ۲ ازپائے تا سرت ہمہ نور خدا شود — در راہ ذوالجلال چو بی پا و سر شوی

گر در سرت ہوائے وصالست حافظا

باید کہ خاک درگہ اہل بصر شوی

کلید گنج سعادت قبول اہل دلست — مباد کس کہ درین نکتہ شک و ریب کند

روضۂ خلد برین خلوت درویشانست — مایہ محتشمی خدمت درویشانست

کنج عزلت کہ طلسمات عجائب دارد — فتح آن در نظر ہمت درویشانست

قصر فردوس کہ رضوانش بدربانی رفت — منظرے از چمن نزہت درویشانست

آنچہ زر میشود از پرتو آن قلب سیاہ — کیمیائیست کہ در صحبت درویشانست

وآنکہ پیشش بنہد تاج تکبر خورشید — کبریائیست کہ در حشمت درویشانست

دولتے را کہ نباشد غم از آسیب زوال — بے تکلف بشنو دولت درویشانست

اے توانگر مفروش این ہمہ نخوت کہ ترا — سروری در کنف ہمت درویشانست

روئے مقصود کہ شاہان جہان می طلبند — مظہرش آئینۂ طلعت درویشانست

حافظ اینجا بادب باش کہ سلطان و ملک — ہمہ در بندگی حضرت درویشانست

(۲۷) رباعیات

از حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

علمی که نه ماخوذ ز مشکوة نبی ست — و الله که سیرابی از آن تشنه لبی ست

جایی که بود جلوهٔ حق حاکم وقت — تابع شدن حکم خرد بوالهی ست

دانی که چه بود گنج قدیم ای دل دار — شغل دل تو ظاهر و باطن با یار

این را شنوی از درس عوارف عارف — وان فن دگر بگیر از احرار

در هر که شد مظهر آن یار عجیب — ظاهر شده از صورتش آثار عجیب

در لوح دل ثبت کنی صورت او — پیدا شود از لوح دل اسرار عجیب

تحصیل عدم اگر ندانی کردن — باید نظر اهل فنا را جستن

این داء عضال را دوایی به ازین — در حکمت اهل دل نخواهی دیدن

آنانکه ز اوتاس بهیمی هستند — با لجهٔ انوار قدم پیوستند

فیض قدس از حکمت ایشان مجو — دروازهٔ فیض قدس ایشان بستند

فصل سوم

توحید فی الالوہیت

لو کان فیہما آلہۃ الا اللہ لفسدتا فسبحٰن اللہ رب العرش عما یصفون پ۱۷ ع ۲

اگر زمین و آسمان میں خدا کے سوا اور معبود ہوتے تو (زمین و آسمان دونوں) کبھی کے برباد ہو گئے ہوتے جیسی جیسی باتیں یہ لوگ بناتے ہیں اللہ جو عرش (بریں) کا مالک ہے وہ تو (عیبوں اور نقصوں سے) پاک ہے

ام لہم الٰہ غیر اللہ سبحٰن اللہ عما یشرکون پ۲۷ ع ۴

کیا کوئی انکا اور معبود ہے اللہ کے سوا اللہ کی ذات تو شرک سے پاک ہے

والٰہکم الٰہ واحد لا الٰہ الا

اور تمہارا معبود تو وہی خدائے واحد ہے

ھو الرحمٰن الرحیم — کوئی معبود نہیں اس کے — فصل ۳

پ۲ ع ۳ — سوا بڑا مہربان ہے رحم والا

وما ارسلنا من قبلک من — اور ہم نے تجھ سے پہلے کوئی

رسول الا نوحی الیہ انہ — رسول نہیں بھیجا مگر اسکی طرف

لا الٰہ الا انا فاعبدون — یہی وحی کی کہ ہمارے سوا کوئی اور

پ۱۷ ع ۲ — معبود نہیں تو ہماری ہی عبادت کرو

ان اللہ ربی وربکم — بیشک اللہ میرا بھی رب ہے

فاعبدوہ ھذا صراط — اور تمہارا بھی رب ہے تو اسی

مستقیم پ۳ ع ۱۳ — کی عبادت کرو یہی (نجات کی)

سیدھی راہ ہے

واعبدوا اللہ ولا تشرکوا — اور اللہ ہی کی عبادت کرو اور

بہ شیئا پ۵ ع ۳ — اسکے ساتھ کسی کو شریک نکرو

ولا یشرک بعبادۃ ربہ — اور اپنے رب کی عبادت میں

احدا پ۱۶ ع ۲ — کسی کو بھی شریک نہ کرے

ان اللہ لا یغفر ان یشرک — بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو

وصل به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء ومن يشرك بالله فقد ضل ضلالاً بعيداً ۔ پ٥ ع ١٥

نہ بخشیگا کہ اسکے ساتھ کسی کو شریک قرار دیا جائے اسکے سوا اور جتنے گناہ ہیں جسکے لئے منظور ہوگا بخشدیگا اور جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا وہ (راہ راست سے بڑی) دور بھٹک گیا

اللہ الذی خلق السموات والارض وانزل من السماء ماءً فاخرج به من الثمرات رزقاً لکم وسخر لکم الفلك لتجری فی البحر بامرہٖ وسخر لکم الانھٰر وسخر لکم الشمس والقمر دائبین وسخر لکم اللیل والنہار واتٰکم

وہ ذات پاک اللہ ہی کی ہے جس نے آسمان پیدا کیئے اور زمین اور آسمان سے پانی برسایا پھر اسکے ذریعہ سے پھل پھلہار پیدا کیئے تمہاری روزی کے لئے اور تمہارے اختیار میں کردیا کشتیوں کو تاکہ بہیں دریا میں اللہ کے حکم سے اور تمہارے اختیار میں کردیا ندیوں کو اور شمس و قمر کو

فصل ۳

من کل ما سالتموہ وان
تعدوا نعمت اللہ لاتحصوھا
ان الانسان لظلوم کفار
پ ۱۳ ع ۱۷

تمہارا مسخر کر دیا کہ چکر کھاتے
ہیں۔ اور رات دن کو بھی تمہارا
مسخر کر دیا۔ تم کو دیا ہر ایک چیز
میں سے جو تم نے مانگا اور
اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننے
لگو تو پورا کبھی نہ گن سکو گے
انکو۔ بیشک انسان بڑا ہی اپنی
جان پر ظلم کرنے والا احد درجہ
کا ناشکرا ہے

وما محمد الا رسول پ ۴ ع ۶
وما ارسلنک الا کافۃ
للناس بشیرا و نذیرا
ولکن اکثر الناس لا
یعلمون پ ۲۲ ع ۹

اور نہیں ہے محمد مگر ایک رسول
اور ہم نے تو تجھکو بھیجا ہے تمام
جہان کے لوگوں کی طرف
مومنوں کو خوشخبری سنانے
والا کافروں کو ڈرانے والا
لیکن بہت سے آدمی تو جانتے ہی نہیں

قصص ۳ ولا تدع مع اللہ الٰہا اٰخر
لا الٰہ الا ہو کل شیءٍ
ہالکٌ الا وجہہ لہ الحکم
والیہ ترجعون پ۲۰ ع ۱۲

اور نہ کبھی اللہ کے ساتھ کسی
دوسرے معبود کو پکارنا (کیونکہ)
اسکے سوا کوئی اور معبود نہیں
اسکی ذات کے سوا سب چیزیں
فنا ہونے والی ہیں اسی کی
حکومت ہے اور اسی کیطرف
تم کو لوٹ کر جانا ہے

والذین کفروا وکذبوا بایٰتنا
اولٰئک اصحٰب النار
خٰلدین فیہا وبئس المصیر
پ ۲۸ ع ۱۵

اور جن لوگوں نے کفر کیا اور
ہماری آیتوں کو جھٹلاتے
رہے یہی لوگ دوزخی ہونگے
اور ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے
اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے

والذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت
سندخلہم جنّٰت تجری
من تحتہا الانہٰر خٰلدین

اور جو لوگ ایمان لائے اور
انہوں نے نیک کام بھی کئے
عنقریب انکو (بہشت) کے

فیہا ابدًا ط وعد اللہ حقًا ط — ایسے باغوں میں داخل کرینگے فصل ۳
پ ۵ ع ۱۵ — جنکے تلے نہریں بہہ رہی ہونگی
اوران میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گی
یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے

احادیث نبوی

(۱) من شہد ان لا الٰہ الا اللہ — جو کوئی گواہی دے یہ کہ نہیں
وان محمد رسول اللہ حرم — کوئی معبود مگر اللہ اور تحقیق
اللہ علیہ النار (مسلم) — محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اللہ کے رسول ہیں حرام کی
اللہ نے اس پر آگ ۔

(۲) اللّٰھم فاطر السمٰوات و — یا اللہ پیدا کرنے والے آسمانوں
الارض عالم الغیب و — اور زمین کے اے جاننے والے
الشہادۃ ذا الجلال والاکرام — پوشیدہ اور ظاہر کے اے صاحب
انی اعھد الیک فی ھٰذہ — بزرگی اور بخشش کے بیشک
الحیوٰۃ الدنیا واشھدک — میں عہد کرتا ہوں تیرے ساتھ

فصل ۳

وكفى بك شهيدا انى اشهد	اس دنیوی زندگی میں اور گواہ
ان لا اله الا انت وحدك	کرتا ہوں میں تجھکو اور کافی ہے
لا شريك لك الملك ولك	تو گواہ اس پر کہ بیشک میں گواہی دیتا
الحمد وانت على كل شيء	ہوں اسکی کہ نہیں کوئی معبود مگر
قدير - واشهد ان محمدا	تو تنہا ہے نہیں کوئی شریک
عبدك ورسولك واشهد	تیرا تیری ہی ہے بادشاہت
ان وعدك حق ولقائك	اور تیرے ہی لئے ہے سب تعریف
حق والساعة آتية لا	اور تو ہر چیز پر قادر ہے اور میں
ريب فيها وانك تبعث	گواہی دیتا ہوں اسکی کہ بیشک
من في القبور وانك	محمد بندے تیرے ہیں اور رسول
ان تكلني الى نفسي تكلني	تیرے اور گواہی دیتا ہوں میں
الى ضعف وعورة وذنب	اسکی کہ بیشک وعدہ تیرا حق ہے
وخطيئة واني لا اثق الا	اور ملنا تیرا حق ہے اور قیامت
برحمتك فاغفر لي ذنوبي	آنے والی ہے نہیں شک اسمیں
كلها انه لا يغفر الذنوب	اور بیشک تو اٹھاویگا انکو قبروں

الا انت وتب علی انک انت التواب الرحیم

(احمد طبرانی)

میرے تحقیق اگر تو سونپیگا مجھکو
میرے نفس کی طرف تو سونپیگا
مجھکو طرف ناتوانی اور عیب کے اور
قصد گناہ کے اور چوک کی
اور میں تحقیق اعتماد نہیں کرتا ہوں
مگر تیری رحمت کے ساتھ پس
بخش واسطے میرے سب گناہ
میرے تیرے سوا گناہوں کا
بخشنے والا کوئی نہیں ہے اور
توبہ قبول کر میری بیشک تو
توبہ قبول کرنیوالا مہربان ہے

ان تعبد الله كانك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك

(بخاری ومسلم)

بندگی کر تو اللہ کی گویا کہ دیکھتا
ہے اسکو پس اگر نہیں دیکھ سکتا
تو اسکو پس تحقیق وہ دیکھتا ہے
تجھکو

فصل ۳ اللھم انت احق من ذکر — یا اللہ تو ہی لائق تر ہے ذکر کئے
واحق من عبد وانصر — جانے کے لئے یعنی
من ابتغی وارأف من — ذکر تیرا لائق تر ہے ہر مذکور سے
ملک واجود من سئل — اور تو لائق تر ہے عبادت
واوسع من اعطی انت — کے لئے اور تو بہت مدد کرنے والا
الملک لا شریک لک — ہے اس سے کہ مدد چاہی جاوے
والفرد لا ند لک کل شیٔ — اور تو ہی بہت مہربان ہے اس سے
ھالک الا وجھک لن — کہ مالک ہے اور تو ہی بہت سخی
تطاع الا باذنک ولن — اس سے کہ مانگا جاوے اور تو فراخ
تعصی الا بعلمک تطاع — تر ہے عطا میں نہیں کوئی شریک
فتشکر وتعصی فتغفر — تیرا اور تو ایک ہی ہے نہیں
اقرب شھید وادنی — کوئی ہمسر تیرا ہر چیز ہلاک
حفیظ حلت دون النفوس — ہونیوالی ہے مگر ذات تیری
واخذت بالنواصی و — ہرگز نہیں عبادت تیری کیجاتی
کتبت الآثار ونسخت — مگر تیری ہی توفیق کیساتھ

الاعمار القلوب لك | اور عصیاں واقع نہیں ہوتا مگر فصل ۳
مفضیة والسر عندك | تیرے علم کیساتھ تیری ہی طاعت
علانیة الحلال ما احللت | کیجاتی ہے پس تیرا شکر کیا جاتا ہے
والحرام ما حرمت | نافرمانی کی جاتی ہے پس
والدین ما شرعت والامر | بخشتا ہے تو قریب تر ہے ہر
ما قضیت والخلق خلقك | حاضر سے اور تو نزدیک تر ہے
والعبد عبدك وانت | نگہبان سے حائل ہوا تو نزدیک
الله الرؤف الرحیم | نفسوں کے اور پکڑے تونے
اسئلك بنور وجهك | بال پیشانیوں کے یعنی سب
الذی اشرقت به السموات | تیرے قبضہ قدرت میں ہیں
والارض وبکل حق هو لك | اور لکھا تونے عملوں کو اور لکھی
وبحق السائلین علیك | تونے عمریں اور دل بسبب
ان تقبلنی فی هذه | تیرے تجلیات کے ہونیکے
الغداة او فی هذه | فراخ ہیں اور پوشیدہ نزدیک
العشیة وان تجیرنی | تیرے ظاہر ہے حلال وہ چیز ہے

فصل ۲۴ من الناس بقدرتک

عبرانی الکبیر

کہ حلال کی تو نے اور حرام وہ چیز
ہے کہ حرام کی تو نے۔ اور دین
وہ چیز ہے کہ مقرر کیا تو نے اور کلام
وہ چیز ہے کہ حکم کیا تو نے یعنی
تمام امور کہ دنیا میں ہوتے ہیں
تیرے ہی حکم اور ارادہ سے ہوتے
ہیں سب مخلوق پیدائش تیری
اور سب تیرے ہیں تو ہی [illegible]
ہے بہت مہربان بخشنے والا
مانگتا ہوں میں تجھ سے ساتھ

وسیلہ نور ذات تیری کے جو
روشن ہو گئے سبب اس کے
آسمان اور زمین اور مانگتا ہوں
ساتھ وسیلہ حق کے کہ وہ
واسطے تیرے ہے سب مخلوق

فصل ٣

پر یعنی اطاعت عبادت وغیرہا
اور ساتھ وسیلہ حق مانگنے
والوں کے تجھ پر ہے یہ کہ معاف
کرے تو مجھکو اس دن میں یا
اس رات میں یہ کہ امان دے
مجھکو آگ سے ساتھ قدرت
اپنی کے

لا اله الا الله وحده	نہیں کوئی معبود مگر اللہ وہ تنہا
لا شريك له له الملك	اور اکیلا ہے نہیں کوئی شریک اسکا
وله الحمد يحيي ويميت	اسکے لئے سلطنت ہے اور
وهو حي لا يموت وهو	اسی کی تعریف ہے جلاتا ہے
على كل شيء قدير	اور مارتا ہے اور وہ زندہ ہے
ابوداؤد ونسائی۔ ابن ماجہ	نہیں مرتا اور وہ ہر چیز پہ قادر ہے
وعن جابر قال قال رسول	اور روایت ہے جابر رضی اللہ
الله صلى الله عليه وسلم	عنہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا

فصل ثنتان موجبتان قال رجل یا رسول اللہ ما الموجبتان قال من مات یشرک باللہ شیئاً دخل النار ومن مات لا یشرک باللہ شیئاً دخل الجنة رواہ مسلم

صلی اللہ علیہ وسلم نے دو چیزیں واجب کر دی ہیں جنت اور نار کو کہا ایک شخص نے اے پیغمبر خدا کے کیا چیزیں واجب کرتی ہیں جنت اور نار کو فرمایا جو کہ مرا اور شریک کرتا ہو ساتھ اللہ کے کسی کو داخل ہوگا آگ میں اور جو مرا اور نہ شریک کرتا ہو ساتھ اللہ کے کسی کو داخل ہوگا بہشت میں

وعن عثمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مات وھو یعلم انه لا الٰه الا اللہ دخل الجنة (رواہ مسلم)

اور روایت ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی مرے اور وہ یہ جانتا ہو کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ داخل ہوگا بہشت میں

فصل چہارم

توحید فی الآثار

آیات قرآنی

رب السمٰوٰت والارض وما بینھما فاعبدہ پ۱۶ ع ۱	وہی آسمان اور زمین اور ان چیزوں کا مالک ہے جو انکے درمیان میں ہیں پس اسکی عبادت کرو
الا ان للہ ما فی السموات والارض پ۱۱ ع ۱۱	یاد رکھو کہ اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمان و زمین میں ہے
لہ ما فی السموات وما فی الارض الا الی اللہ تصیر الامور پ۲۵ ع ۶	جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں (سب) اسی کا ہے سنو جی خدا ہی سب کاموں کا مرجع ہے

فصل ۴ وللہ ملک السموات و الارض - پ ۲۶ ع ۱۰ — آسمان و زمین اللہ ہی کا ملک ہے

لہ ما فی السموات وما فی الارض وما بینھما وما تحت الثری - پ ۱۶ ع ۱۰	اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے اور جو کچھ ان دونوں کے بیچ میں ہے اور جو کچھ (کرہ) خاک کے تلے ہے۔
فللہ الحمد رب السموات ورب الارض رب العالمین ولہ الکبریاء فی السموات و الارض - پ ۲۵ ع ۲۰	پس اللہ ہی کی تعریف ہے (جو) آسمانوں کا مالک ہے اور زمین کا مالک ہے (اور) دنیا جہان کا یعنی ہر چیز کا مالک ہے اور آسمانوں اور زمین میں اسی کی بڑائی ہے
کل من علیھا فان - ویبقی وجہ ربک ذو الجلال و الاکرام پ ۲۷ ع ۱۲	ہر ایک چیز جو روئے زمین پر ہے فنا ہونیوالی ہے اور باقی رہیگی ذات تیرے رب کی جو جلال و بزرگی والا ہے
وللہ میراث السموات	اور آسمان و زمین سب کا وارث اللہ

فصل

والارض پ۲ ع۹	ہی ہے
وقل الحمد للہ الذی لم یتخذ	اور کہو کہ ہر طرح کی تعریف خدا
ولدا ولم یکن لہ شریک	ہی کو ہے جو نہ تو اولاد رکھتا ہے
فی الملک ولم یکن لہ ولی	اور نہ ملک میں اس کا کوئی
من الذل وکبرہ تکبیرا	شریک ہے اور نہ اس سبب سے
پ۱۵ ع۱۲	کہ کمزور ہے کوئی اس کا مددگار
	ہے اور اسکی بڑائیاں کرتے رہو
فاعلموا ان اللہ مولیکم نعم	پس جانو یہ کہ اللہ تمہارا مالک ہے
المولی ونعم النصیر پ۹ ع۱۹	کیسا اچھا مولیٰ اور کیسا اچھا مددگار ہے
یا ایہا الناس انتم الفقراء	لوگو تم خدا کے محتاج ہو اور اللہ
الی اللہ واللہ ھو الغنی	وہی غنی اور خوبیوں والا ہے
الحمید پ۲۲ ع۱۵	
واللہ الغنی وانتم الفقراء	اللہ غنی (بے نیاز) ہے
پ۲۶ ع۸	اور تم فقیر (اسکے محتاج) ہو۔
وللہ خزائن السموات	اور آسمان و زمین کے خزانے

فصل ۴ والارض پ۲۴ ع۱۳ اللہ ہی کے ہیں

لہ مقالید السموات والارض آسمان اور زمین کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں۔
پ۲۵ ع۳

فسبحن الذی بیدہ ملکوت پس پاک ہے (وہ ذات) جسکے
کل شیء والیہ ترجعون ہاتھ میں ہر چیز کی حکومت ہے اور
پ۲۳ ع۴ تم اسی کے طرف لوٹا کر لائے جاؤ گے۔

احادیث نبوی صلعم

اللھم ربنا ورب کل شیء اے اللہ آپ ہمارے اور ہر چیز
انا شھید انك انت الرب کے رب (مالک) ہیں میں گواہی
وحدك لا شریك لك الخ دیتا ہوں کہ آپ ہی ہمارے رب
(مسلم ابو داؤد) (مالک) وحدہ لا شریک ہیں

اللھم فاطر السموات و یا اللہ پیدا کرنے والے آسمانوں
الارض عالم الغیب و اور زمین کے جاننے والے ظاہر
الشھادۃ رب کل شیء وملیکہ الخ وباطن کے اسی رب و مالک ہر

مفصل

عربی	اردو
(ابو داؤد و ترمذی و مسلم)	چیز کے
انت الملک لا شریک لک الخ	آپ مالک و بادشاہ ہیں نہیں
(موطا و طبرانی)	کوئی شریک آپکا
اللھم رب کل شیء و ملیکہ	یا اللہ پروردگار ہر چیز کے اور مالک
واللہ کل شیء الخ (مسلم و ابو داؤد و ترمذی)	سب کے اور معبود ہر چیز کے
لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک	نہیں کوئی معبود مگر اللہ۔ تنہا۔
لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو	نہیں کوئی شریک اس کا اور
علی کل شیء قدیر الخ (مسلم)	اسی کے لئے بادشاہت
	(مالکیت) ہے اور اسی کی تعریف
	اور وہ ہر چیز پر قادر ہے
اللھم لک الحمد انت قیم	یا اللہ تیرے لئے سب تعریف
السموات والارض ومن	تو ہی قایم رکھنے والا آسمانوں
فیھن ولک الحمد انت ملک	اور زمین کا اور جو کچھ ان میں ہے
السموات والارض ومن	اور تیرے لئے سب تعریف ہے
فیھن (بخاری و مسلم)	تو ہی بادشاہ اور مالک آسمانوں

فصل ؎

اور زمین کا اور جو کچھ ان میں ہے

اللھم لبیک لبیک لا شریک
لک لبیک ان الحمد والنعمۃ
لک والملک لا شریک لک
(بخاری و مسلم وغیرہ)

یا اللہ میں تیری خدمت میں حاضر
ہوں حاضر ہوں نہیں کوئی شریک
تیرا حاضر ہوں بے شک تعریف
اور نعمت تیرے لئے ہے اور ملک
تیرے ہی لئے ہے نہیں
کوئی شریک نہیں۔

سبحان ذی الملک والملکوت
سبحان ذی العزۃ والجبروت
سبحان الحی الذی لا یموت
اعوذ بعفوک من عقابک
واعوذ برضاک من سخطک
واعوذ بک منک جل وجھک
(حاکم)

پاک ہے وہ جو ملک اور ملکوت کا
مالک ہے پاک ہے وہ جو صاحب
عزت و قدرت ہے پاک ہے وہ
زندہ جو کبھی نہ مرے میں پناہ
مانگتا ہوں تیرے عفو کے ساتھ
تیرے عذاب سے اور پناہ
مانگتا ہوں میں تیری رضا
کے ساتھ تیرے غضب سے

اور پناہ مانگتا ہوں میں تجھ سے فضل
تیرے ساتھ۔ بزرگ ہے ذات
تیری

ربّ اعط نفسی تقویها
زکها انت خیر من زکها
انت ولیّها ومولٰها
امام احمد

اے میرے رب میرے نفس
کو تقویٰ دے اور پاک کر اس کو
تو بہترین ان میں ہے جو پاک
کرتے ہیں نفس کو تو ہی کارساز
و مالک ہے

فصل پنجم

توحید فی الافعال

انما الٰهکم اللہ الذی لا الٰہ الا ھو وسع کل شیٔ علما پ ۱۶ ع ۱۴

تمہارا معبود بس اللہ ہی ہے جسکے سوا کوئی معبود نہیں کل چیزوں پر علم حاوی ہے

اللہ خالق کل شی (۲۴/۳)

اللہ ہی تمام چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے

ھل من خالق غیر اللہ یرزقکم من السماء والارض لا الٰہ الا ھو فانی تؤفکون ۲۲/۱۳

کیا خدا کے سوا کوئی اور بھی خالق ہے جو تمھیں آسمان اور زمین سے روزی دیتا ہو۔ کوئی معبود نہیں سوا اس کے، پھر کدھر بہکائے جاتے ہو

وخلق کل شیٔ وھو بکل شیٔ علیم (۱۹/۶) — اسی نے ہر چیز کو پیدا کیا اور وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے

الا یعلم من خلق وھو اللطیف الخبیر (۱/۲۹) — کیا جو پیدا کرے وہی (اپنی مخلوق کے حال سے) ناواقف ہو حالانکہ وہ (بڑا) باریک بیں اور باخبر ہے

کل شیٔ عندہ بمقدار (۸/۱۳) — اس کے یہاں ہر چیز کا اندازہ مقرر ہے

واللہ خلقکم وما تعملون (۷/۲۳) — اور اللہ نے پیدا کیا تم کو اور تمہارے اعمال کو یعنی جو کچھ تم کرتے ہو۔

ما من دابۃ الا ھو اٰخذ بناصیتھا۔ ان ربی علیٰ صراط مستقیم (۵/۱۲) — نہیں کوئی چلنے والا مگر اس کی چوٹی اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ بیشک میرا پروردگار سیدھے رستہ پر ہے

وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ھو — اگر خدا تجھکو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا کوئی اسکا دور کرنیوالا

وان یردک بخیر فلاراد لفضلہ یصیب بہ من یشاء من عبادہ۔ وھو الغفور الرحیم (۱۶/۱۱)	نہیں۔ اور اگر تجھکو کسی قسم کا فائدہ پہنچانا چاہے تو کوئی اسکے فضل کا ردکنے والا نہیں۔ اپنے بندوں میں سے جسکو چاہے فائدہ پہنچائے اور وہ بخشنے والا مہرباں ہے۔
قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا۔ ھو مولٰنا وعلی اللہ فلیتوکل المومنون (۱۳/۱۰)	کہو کہ پہنچے گا ہم کو مگر وہی جو اللہ نے ہمارے واسطے لکھدیا وہی ہمارا کارساز ہے اور مومنوں کو چاہیئے کہ بس اللہ ہی پر بھروسا رکھیں
یضل اللہ من یشاء ویھدی من یشاء (۱۶/۲۹)	وہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے
قل کل یعمل علی شاکلتہ (۹/۱۵)	کہدو ہر ایک شخص اپنی فطرت کے مطابق عمل کرتا ہے۔
لا یکلف اللہ نفسا الا	اللہ کسی پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اسکی

وسعہا۔ لہا ما کسبت و — قوت برداشت کے مطابق ۔ مضل
علیہا ما اکتسبت (پ۳) — جسنے جو کمایا وہ اس کو ملیگا اور
جس نے جو کیا اس کا بدلہ وہی پائیگا۔

لا یسئل عما یفعل — جو کچھ وہ کرتا ہے اس کی بازپرس
وھم یسئلون (۲/۱۷) — اس سے نہیں کی جاسکتی اور
ہاں لوگوں سے انکے کئے کی
بازپرس ہوتی ہے

ان اللہ لا یظلم الناس — تحقیق اللہ لوگوں پر ذرا ظلم
شیئًا ولکن الناس — نہیں کرتا لیکن لوگ خود ہی
انفسہم یظلمون (۱۱/۱۱) — اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں
وما کان لی علیکم من — (قیامت کے دن شیطان کہیگا)
سلطٰن الا ان دعوتکم — میری کچھ تم پر حکومت تو تھی
فاستجبتم لی فلا تلومونی — نہیں۔ بات اتنی تھی کہ میں نے
ولوموا انفسکم (۱۶/۱۳) — تم کو اپنی طرف بلایا اور تم نے
میرا کہنا مان لیا تو اب مجھے

مفصل ۵

الزام نہ دو بلکہ اپنے نفسوں کو الزام دو

وما اصابك من حسنة	جو کچھ تجھکو بھلائی پہنچے وہ اللہ کی
فمن الله وما اصابك	طرف سے اور جو کچھ برائی پہنچے وہ
من سيئة فمن نفسك	تیرے نفس کی طرف سے۔
والذين آمنوا بالباطل	اور جو لوگ باطل کو مانتے ہیں اور
وكفروا بالله اولئك	اللہ کے منکر ہیں تو یہی لوگ
هم الخاسرون (۲/۱۲)	نقصان پانے والے ہیں۔
خذوا ما آتيناكم بقوة	(یہ کتاب) جو ہم نے تم کو دی
واذكروا ما فيه لعلكم	ہے مضبوطی کے ساتھ لئے رہو
تتقون (۱/۹)	اور جو کچھ اس میں لکھا ہے اسکو
	یاد رکھو عجب نہیں کہ تم پرہیزگار
	بن جاؤ
ان سعيكم لشتى فاما	بیشک تم لوگوں کی کوشش
من اعطى واتقى وصدق	مختلف (طور کی) ہے جس نے
بالحسنى فسنيسره لليسرى	راہ خدا میں دیا اور پرہیزگاری

واما من بخل واستغنی	کا شیوہ اختیار کیا اور اچھی بات
وکذب بالحسنیٰ فسنیسرہ	(دین اسلام) کو سچ سمجھا تو ہم آسانی
للعسریٰ (۳۰/۱۱)	کی جگہ (یعنی بہشت) اسکے لئے
	آسان کر دینگے اور جس نے راہ
	خدا میں دینے سے بخل کیا اور
	(آخرت کی) پروانہ کی اور عمدہ بات
	(یعنی دین اسلام) کو جھوٹا جانا تو
	تو ہم مشکل کی جگہ (یعنی دوزخ
	پہنچنا) اسکے لئے آسان کر دینگے
انما تنذر الذین یخشون	(اے پیغمبر) تم تو بس انہی لوگوں
ربھم بالغیب واقاموا	کو ڈرا سکتے ہو جو بے دیکھے اپنے
الصلوۃ ومن تزکیٰ فانما	پروردگار سے ڈرتے اور نماز
یتزکیٰ لنفسہ والی اللہ	پڑھتے ہیں اور جو شخص سدھرتا ہے
المصیر (۲۲/۱۵)	تو اپنے ہی لئے سدھرتا ہے ۔
	اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے

نفس ۵ من عمل صالحاً فلنفسہ و	جس نے نیک کام کئے اپنے واسطے
من اساء فعلیہا وما	اور جس نے گناہ کئے وہ اسی کے
ربک بظلام للعبید ۱۹/۲۴	اوپر ہیں اور تیرا پروردگار بندوں پر کسی طرح بھی تو ظلم نہیں کرتا۔
ان ھذہ تذکرہ فمن شاء	یہ ایک یادداشت ہے پس جو
اتخذ الی ربہ سبیلا ۱۳/۲۹	چاہے اپنے رب کی راہ اختیار کرلے۔
وما توفیقی الا باللہ (۸/۱۲)	اور مجھ کو جو توفیق ہے اللہ ہی کی (طرف سے) ہے۔
وما تشاؤن الا ان یشاء	اور نہیں ارادہ کرتے تم مگر ارادہ
اللہ ۲۹/۲ ع ۲۰	کرتا ہے اللہ
ولا تقولن لشیئ انی فاعل	اور نہ کہو کسی کام کو کہ میں یہ کل
ذلک غدا۔ الا ان یشاء	کرونگا مگر یہ کہ اللہ چاہے اور
اللہ واذکر ربک اذا	یاد کرلو اپنے رب کو جب
نسیت (۱۵/۱۵)	بھول جاؤ

واذکر اسم ربک وتبتل الیہ تبتیلا۔ رب المشرق والمغرب لا الہ الا ھو فاتخذہ وکیلا ۱۲/۲۹

اور اپنے پروردگار کا نام لیتے رہو فصل ۵ اور (سب سے) ٹوٹ کر اسی کے ہو رہو مشرق و مغرب کا مالک ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کو اپنا کارساز بناؤ

ایاک نعبد وایاک نستعین

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں

احادیث نبویہ صلعم

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ان اول ما خلق اللہ القلم فقال لہ اکتب قال ما اکتب قال اکتب القدر فکتب ما کان وما ھو کائن الی الابد (ترمذی)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے خلقت میں سے اول قلم کو پیدا کیا۔ پس فرمایا کہ لکھ کہا کیا لکھوں فرمایا کہ لکھ تقدیر کو پس لکھا کہ جو کچھ ہوا اور جو کچھ

فصل ۵

ہونے والا ہے ابد تک

یا ابا ھریرۃ جف القلم بما انت لاق بخاری	اے ابی ہریرہ سوکھ گیا قلم ان چیزوں پر کہ جو تمہیں پیش آنے والی ہیں۔
جف القلم علی علم اللہ بخاری احمد و ترمذی	اور خشک ہو گیا قلم اللہ کے علم پر
عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلعم کل شیٔ بقدر حتی العجز والکیس مسلم	ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر شے تقدیر میں ہے یہاں تک کہ نادانی و دانائی
قال انس ابن مالک رضی اللہ عنہ خدمت رسول اللہ صلعم عشر سنین فما قال لی	کہا حضرت انس بن مالک رضی اللہ نے کہ میں نے دس برس تک رسول علیہ السلام کی خدمت کی ہے

فصل ۵

اردو	عربی
اگر میں نے کوئی کام کیا تو آپ نے	لشئ فعلته لم فعلته ولا
یہ فرمایا کہ تو نے کیوں کیا اور اگر	شئ لم افعله لم لا فعلته
نہ کیا تو یہ فرمایا کہ تو نے کیوں	ولا قال فی شئ کان لیته
نہ کیا اور کوئی چیز ہو گئی تو اسکو	لم یکن ولا فی شئ لم
یہ نہ فرمایا کہ کاش نہ ہوتی اور اگر	یکن لیته کان وکان اذا
نہ ہوئی تو یہ نہ فرمایا کہ کاش ہوتی	خاصمنی مخاصم اهله یقول
اگر آپ کے گھر والوں میں سے	دعوه لو قضی شئ لکان
کوئی مجھ سے جھگڑتا تو فرماتے	قاضی عیاض فی الشفاء
کہ اسے چھوڑ دو جو کچھ تقدیر میں	
ہوتا ہے وہی ہوگا	

اردو	عربی
کہا ابو ھریرہ رضی اللہ نے کہ	عن ابی هریرة رضی الله عنه
تحقیق فرمایا ان سے رسول اللہ	قال قال رسول الله صلی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت	الله علیه وسلم اکثر
کہا کر لا حول ولا قوۃ الا باللہ	من قول لا حول ولا قوة
یعنی نہیں ہے حول اور قوت	الا بالله فانها من

مفص کنز الجنۃ ترمذی سوا ئے اللہ تعالیٰ کے کہ یہ خزانہ جنت سے ہے۔

لاحول و لا قوۃ الا باللہ۔ حول و قوت خدا ہی کی بدولت ہے حول سے مراد حرکت ہے اور قوت سے مراد قدرت پس جو شخص کہ ان امور کا مشاہدہ ان الفاظ سے کریگا اس کو وہ ثواب عظیم جو ان کلمات کے کہنے سے احادیث میں دیا ہے ہوگا۔ ورنہ بڑا تعجب ہوتا ہے کہ اتنا ثواب سب کا سب اتنے الفاظ سے جو زبان پر سہولت سے گذر جائیں اور ان کے معانی کا دل میں آسانی سے اعتقاد آجائے کس طرح ملتا ہے۔ اور جب معلوم ہو کہ یہ ثواب اس مشاہدہ کا ہے جو ہم نے توحید کے ذکر میں بیان کیا ہے تو تعجب نہیں رہتا اور نسبت اس کلمہ کی اور اس کے ثواب کی کلمہ لا الہ الا اللہ اور اس کے ثواب کے طرف ایسے ہیں جیسے ایک کلمہ کے معنوں کی نسبت دوسرے کلمہ کے معنوں کی طرف یعنی لاحول ولا قوۃ الا باللہ میں صرف دو چیزوں یعنی حول و قوت ہی کو خدا تعالیٰ کے طرف منسوب کیا ہے اور کلمہ لا الہ الا اللہ میں سب چیزوں کی نسبت اس کی طرف ہے

تو جو فرق کل چیزوں اور دو چیزوں میں ہے وہی فرق ان دونوں فصل۵
کلموں کے ثواب میں بھی ہے اور جیسا کہ ہم نے پہلے لکھا ہے کہ توحید
متضمن دو پوست اور دو مغز کو ہوتی ہے ویسے ہی یہ کلمہ اور تمام
کلمات بھی ان ہی چاروں چیزوں پر متضمن ہے اور اکثر لوگ صرف
دو پوست کے پابند ہیں (اقرار باللسان تصدیق بالقلب) مغزوں کے طرف نہیں
جھکتے (ہمہ از وست ہمہ اوست) جن کے طرف اشارہ اس حدیث شریف میں
ہے وما من قال لا الہ الا صادقاً من قلبہ مخلصاً وجبت لہ الجنۃ

احیاء العلوم جلد ۴

حول و قوۃ کا معاملہ ایسا مشکل ہے کہ معتزلہ اور فلاسفہ اور بہت سی جماعتیں
جنکو دعویٰ اپنی باریک بینی اور عقل و رائے کا اور بال کی کھال نکالنے کا ہے سب اس میں
دنگ ہیں اس سے معلوم ہوا کہ یہ دونوں بڑی ہلاک اور خطرے کی جگہ اور لغزش
چاہیں ہیں غافل لوگ اس میں ہی سے تباہ ہوئے کہ اپنے لئے ایک امر ثابت کیا
حالانکہ یہ توحید میں شرک ہے اور سوائے خدائے تعالیٰ کے دوسرا خالق کا ٹھہرانا پس
جو شخص اس گھاٹی کو خدا تعالیٰ کی توفیق سے طے کرتا ہے اس کا رتبہ اعلیٰ اور درجہ بلند
ہوتا ہے اور وہی کلمہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ کی تصدیق کرتا ہے (احیاء العلوم جلد ۴)

فصل ۵

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم — فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
لاحول ولا قوۃ الا باللہ — لاحول ولا قوۃ الا باللہ
دواءٌ من تسعۃ وتسعین — دوا ہے ننانوے بیماریوں کی
داءً ایسرها الهم البیہقی — ادنیٰ ان میں سے غم ہے
ان قلوب بنی آدم کلها — تمام بنی آدم کے دل اللہ تعالیٰ
بین اصبعین من اصابع — کی دو انگلیوں کے درمیان
الرحمٰن کقلب واحد — ہیں مثل قلب واحد کے ہیں
یصرفه حیث شاء — وہ جس طرح چاہتا ہے اس کو
(من حدیث عمر) — پلٹاتا ہے

قال (جبریل علیہ السلام) — کہا (جبریل علیہ السلام) نے آنحضرت
عن رسول اللہ صلی اللہ — صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مجھکو
علیہ وآلہ وسلم فاخبرنی — ایمان سمجھائیے فرمایا حضرت نے
عن الایمان قال ان — یہ کہ ایمان لاوے تو ساتھ اللہ کے
تومن باللہ وملئکته — اور اسکے فرشتوں اور اس کی

وکتبہ ورسلہ والیوم	کتابوں اور اسکے رسولوں پر نفعہ
الآخر وتؤمن بالقدر	اور آخرت پر اور تقدیر پر ایمان
خیرہ وشرہ قال صدقت	لاؤکہ بھلائی و برائی اسکی طرف سے ہے
مسلم بخاری	کہا سچ فرمایا آپ نے

اصبحنا واصبح الملک اللہ	صبح کی ہم نے اور صبح کی ملک نے
رب العلمین اللھم انی	واسطے اللہ کے کہ پروردگار ہے
اسئلک خیر ھذا لیوم	سارے جہان کا یا اللہ تحقیق
فتحہ ونصرہ ونورہ ھ	میں مانگتا ہوں تجھ سے بھلائی
برکتہ وھدہ واعوذبک	اس دن کی اور فتح اور مدد اسکی
من شرما فیہ وشرھا	اور روشنی اور برکت اسکی اور ہدایت
بعدہ ابوداؤد	اس کی اور پناہ مانگتا ہوں میں
	تجھ سے اس کی برائی سے جو اس میں
	ہے اور اس شر سے جو اسکے بعد ہے

فصل۸ اللّٰھم ما اصبح من نعمۃ او	یا اللہ جس چیز نے صبح کی ساتھ
باحد من خلقک فمنک	میرے کسی نعمت سے یا ساتھ
وحدک لا شریک لک	کسی کے مخلوق تیری سے پس وہ
فلک الحمد ولک الشکر	تیرے ہی طرف سے ہے تو ایک
ابو داؤد و نسائی و ابن حبان وغیرہ	ہی ہے (یعنی جو نعمت دین و
	دنیا کی حاصل ہوئی ہے مجھکو
	یا کسی اور کو مخلوق سے پس وہ
	خاص تیری ہی عنایت سے ہے)
	نہیں کوئی شریک تیرا پس تیرے
	ہی لئے تعریف ہے اور تیرے
	ہی لئے شکر ہے
سبحان اللہ وبحمدہ لا قوۃ	پاک ہے اللہ اور تسبیح کرتا ہوں
الا باللہ ماشاء اللہ	اس کی تعریف کے ساتھ نہیں
کان ومالم یشألم یکن	ہے قوت بندے کو حرکت اور
اعلم ان اللہ علی کل شئ	سکون پر مگر ساتھ قدرت دینے

قدیر وان اللہ قد احاط	اللہ کے جو چاہا اللہ نے ہوا اور فصل ہ
بکل شیٔ علما۔	جو نہ چاہا نہ ہوا میں جانتا ہوں
ابو داؤد نسائی ابن سنی	کہ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر
	ہے اور بے شک اللہ نے گھیرا
	ہر چیز کو از روے جاننے کے
	یعنی وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔
یا حی یا قیوم برحمتک	یا حی یا قیوم تیری رحمت سے
استغیث اصلح لی شانی	فریاد کرتا ہوں کہ میرے جملہ حالونکو
کلہ ولا تکلنی الی نفسی	درست کر دے ایک چشم زدن
طرفۃ عین (نسائی حاکم)	کے لیئے بھی مجھکو میرے نفس
	کے تفویض نہ کر۔
اللھم انی اسئلک الرضا	یا اللہ میں تجھ سے چاہتا ہوں خوشنودی
بعد القضاء وبرد العیش	اپنی بعد تقدیر کے یعنی جو
بعد الموت ولذۃ النظر	مصیبت و بلا کی تقدیر جاری ہو
الی وجھک وشوقا	اُس پر راضی ہوں اور مرنیکے

فصلٍ الی لقائك فی غیر ضرّاء مضرّة ولا فتنة مضلة (حصن حصین)

بعد ٹھنڈک عیش کی اور لذت دیکھنے کی طرف تیری ذات کے اور تجھ سے ملنے کا شوق غیر حالت سختی ہیں اور بغیر فتنہ گمراہ کرنے والے کے

عن ابن عباسؓ قال کنت خلف رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یوماً فقال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یا غلام احفظ الله تجده تجاهك واذا سألت فاسأل الله واذا استعنت فاستعن بالله واعلم انّ الامة لو اجتمعت علی ان ینفعوك بشیءٍ

روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ تھا میں پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس فرمایا آپ نے کہ اے لڑکے نگاہ رکھ اللہ کو تو پاویگا اسکو اپنے روبرو اور جب سوال کرے تو اللہ تعالیٰ سے اور جب مدد چاہے تو مدد مانگ اللہ تعالیٰ سے اور جان لے بہ تحقیق تمام لوگ اکٹھا ہوں کچھ نفع پہنچانے پر

فصل ۵

لن ینفعوک الا بشیٔ قد	تیرے تو نہ پہنچا وینگے نفع مگر
کتبہ اللہ لک ولو اجتمعوا	اتنا ہی جتنا لکھا ہے اللہ تعالیٰ نے
ان یضروک بشیٔ لن	تیرے لئے اور اگر اکٹھا ہوں یہ کہ
یضروک الا بشیٔ قد	نقصان پہونچاویں تجھکو کچھہ تو
کتبہ اللہ علیک	ہرگز نقصان نہ پہونچیگا تجھکو مگر
(احمد و ترمذی)	اتنا ہی جتنا کہ لکھدیا ہے اللہ
	تعالیٰ نے تیرے لئے

اقوال صدیقین و مقربین ؓ

(از حجۃ الاسلام امام غزالی علیہ الرحمۃ)

توحید فعل یعنی فاعل کا ایک جاننا بھی سالکوں کے حق میں بڑا مقصد عالی ہے۔ جو شخص سب باتوں کو خدا ے تعالیٰ ہی کی طرف منسوب کرے وہ ایسا محقق ہے کہ حق اور حقیقت کے مقدار کو جانتا ہے۔ کیونکہ فاعل حقیقت میں ایک ہے اور وہی قابل خوف ورجا ہے اور اسی پر توکل واعتماد بیجا ہے کہ فاعل سوا خدا تعالیٰ

فصل ۵ کے اور کوئی نہیں اور جتنی موجود چیزیں ہیں یعنی خلق اور
زرق اور بخشش اور عطا موت اور حیات نفع و ضرر تونگری اور
مفلسی وغیرہ جن کا کوئی ایک اسم ہو سکتا ہے ان کا موجد
و مبدع و مخترع اللہ تعالیٰ ہی ہے کوئی اس کا شریک نہیں
جب آدمی پر یہ بات کھل جاوے گی تو پھر اور کی طرف نہ دیکھیگا
بلکہ خدائے تعالیٰ ہی سے خائف و متوقع ہوگا اور اسی پر بھروسہ
اور توکل کرے گا اسلئے کہ کرنے والا کاموں کا تو صرف وہی ہے
دوسرا اور کوئی نہیں جو اسکے سوا ہیں وہ سب مسخر ہیں خود ایک
ذرہ بھی آسمانوں اور زمین کے ملکوت میں سے نہیں ہلا سکتے
اور جب باب مکاشفہ آدمی کے اوپر کھل جاتا ہے تو یہ امر اس کو
آنکھ کے مشاہدہ سے بھی زیادہ واضح ہو جاتا ہے۔

اب جاننا چاہیئے کہ اس توحید سے آدمی کو شیطان
ایسی جگہ میں روک دیتا ہے جہاں اس کو یہ معلوم ہو کہ اس کے
دل پر کچھ ملاؤ شرک کا چل جاوے گا اور اس کی دو صورتیں
ہیں اول حیوانات کے اختیار پر التفات کرنے سے دوم جمادات کے

التفات سے شرک ایسے کراتا ہے کہ مثلاً آدمی کھیتی کے نکلنے
اور جمنے میں مینہ پر اعتماد کرے اور پانی کے برسنے کے لیئے ابر
پر اور ابر کے اکٹھا ہونے کے واسطے سردی پر اعتماد کرے اور
کشتی کے برابر رہنے اور چلنے میں ہوا پر اعتماد کرے تو یہہ
سب باتیں توحید کے باب میں شرک ہیں اور حقیقت امور سے
جہالت کی دلیل ہے۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ
"فاذا رکبوا فی الفلک دعوا اللہ مخلصین له الدین فلما
نجاهم الی البر اذا هم یشرکون" پھر جب سوار ہوئے
کشتی میں پکارنے لگے اللہ کو اسی کے لئے نیت کو خالص پھر جب
بچا لایا ان کو زمین کی طرف اسی وقت لگے شرک کرنے) اسکے
معنی بعض مفسرین یہ فرماتے ہیں کہ کشتی کے سوار کہنے لگتے ہیں
کہ اگر ہوا اچھی نہ ہوتی تو ہم نہ پہونچتے اور جس شخص کو حال عالم
کا واقعی معلوم ہو گیا ہے وہ جانتا ہے کہ ہوا موافق بھی ایک
ہوا ہے اور ہوا اپنے آپ سے نہیں چلتی جب تک اس کو کوئی
حرکت دینے والا نہ ہو اسی طرح اس کے محرک کو ایک اور محرک

فصل ۵ چاہیئے یہاں تک سلسلہ محرک اول پر پہونچے کہ اس کا کوئی محرک نہیں اور نہ وہ بذات خود متحرک ہے پس نجات کے باب میں بندہ کا التفات ہوا کی طرف ایسا ہے جیسا کوئی شخص گردن زدنی کے لئے پکڑا جائے اور بادشاہ اس کی رہائی اور عفو قصور کا حکم لکھدے تو یہ شخص دوات اور کاغذ اور قلم کو جن سے کہ حکم لکھا گیا ہے یاد کرے اور کہے کہ اگر قلم نہ ہوتا تو میں نہ بچتا اور اپنی نجات قلم سے سمجھے جس نے قلم کو ہلایا اس سے نہ سمجھے تو یہ نہایت جہالت ہے اور جو شخص جانے کہ قلم کچھ حکم نہیں دیسکتا بلکہ وہ کاتب کے ہاتھ میں مسخر ہوتا ہے تو وہ قلم کی طرف التفات نہیں کریگا اور سوا کاتب کے اور کا شکر گزار نہ ہوگا بلکہ بعض اوقات نجات کی خوشی اور بادشاہ کے شکر میں دل پر قلم اور سیاہی وغیرہ کا خطرہ بھی نہیں ہوگا پس آفتاب اور چاند اور ستارے اور مینہ اور ابر اور زمین اور ہر ایک حیوان اور پتھر وغیرہ سب خدا تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں اس طرح مسخر ہیں جیسے کاتب کے ہاتھ میں قلم بلکہ یہ مثل بھی صرف سمجھانے کے واسطے لکھدی

گئی کہ لوگ یہی اعتقاد رکھتے ہیں کہ دستخط بادشاہ کیا کرتے ہیں مضمون اور واقع میں کاتب خدائے تعالیٰ ہی ہے۔ چنانچہ ارشاد فرماتا ہے کہ "ومارمیت اذرمیت ولکن اللہ رمی" (اور تو نے نہیں پھینکی مشت خاک جس وقت پھینکی لیکن اللہ نے پھینکی) پس جب آدمی پر یہ بات کھل جاتی ہے کہ تمام چیزیں آسمان وزمین کی اسی طرح مسخر ہیں تو شیطان اس سے ناامید پھرتا ہے کہ اب اس کی توحید میں یہ شرک جمادات کا تو نہیں ملا سکتا مگر دوسری صورت سے پیش آتا ہے یعنی التفات حیوانات کے اختیار کا اپنے افعال اختیاری ہیں، دل میں ڈالتا ہے اور کہتا ہے کہ تو سب باتوں کو اللہ کی طرف سے کیسے اعتقاد کرتا ہے دیکھ فلاں شخص تجھکو اپنے اختیار سے رزق دیتا ہے اگر چاہے دے اور چاہے بند کردے اور بادشاہ کو اختیار ہے کہ چاہے تیری گردن تلوار سے اڑا دے چاہے معاف کردے تو خوف بادشاہ ہی سے چاہیئے اور اسی سے توقع رکھنی چاہیئے۔ کیونکہ تو اسی کے قابو میں ہے اور یہ بات تو اپنی آنکھ سے دیکھتا ہے

فصل ۵ اور اس میں کچھ شک نہیں اور یہ بھی کہتا ہے کہ اگر قلم کو تو کاتب نہیں جانتا اس جہل سے کہ وہ کاتب کے ہاتھ میں مسخر ہے تو کاتب تو اس سے باختیار خود لکھتا ہے اس کو کاتب کیوں نہیں جانتا اس خطرہ میں اکثر لوگوں کے قدم لغزش کھا جاتے ہیں۔ بجز اللہ تعالی کے مخلص بندوں کے جن پر شیطان مردود کو قابو نہیں وہ لوگ البتہ چشم بصیرت سے کاتب کو بھی مسخر اور مضطر دیکھتے ہیں جیسے ضعفا قلم کو مسخر دیکھتے ہیں اور ان کو معلوم ہو گیا ہے کہ ضعفا نے اس باب میں ایسی غلطی کی جیسے کہ چیونٹی مثلاً کاغذ پر پھرتی ہو اور دیکھے کہ قلم کی نوک کاغذ کو سیاہ کر رہی ہے اور اس کی بینائی ہاتھ اور انگلیوں پر نہ پہونچتی ہو۔ چہ جائیکہ کاتب کو دیکھے تو غلطی سے یہی جانیگی کہ کاغذ کی سفیدی کو قلم ہی سیاہ کرتا ہے اور اس کی غلطی کی وجہ یہی ہے کہ اس کی بینائی قلم کی نوک سے اوپر نہیں جا سکتی اس واسطے کہ اسکی آنکھ کا حدقہ بہت تنگ ہے پس اسی طرح جس شخص کا سینہ اسلام کے لئے خدائے تعالی کے نور سے نہیں کھلا اس کی بصیرت آسمان اور زمین

کے جبار کے دیکھنے سے قاصر ہے وہ نہیں دیکھ سکتا کہ وہ واحد فعل اور یکتا سب کے اوپر غالب ہے اس لیئے کاتب ہی پر انتظار راہ میں ٹھہر گیا اور یہ صرف جہالت ہے اور ارباب قلوب و مشاہدات کا حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انکے لیئے آسمان اور زمین کے ہر ذرہ کو اپنی قدرت کاملہ سے گویا کر دیتا ہے یہاں تک کہ وہ لوگ ان ذرات کی تقدیس اور تسبیح خدائے تعالےٰ کیلئے سنتے ہیں اور ان کے گوش حق نیوش میں آواز ان اشیاء کے اقرار کی اپنی عاجزی پر بدوں کسی حرف اور صوت کے سنائی دیتی ہے جن کے کان ہی نہیں وہ اسکو البتہ نہیں سنتے ہ

برگ درختاں سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

ایک شخص سالک نور الٰہی جو مشغل راہ رکھتا تھا کاغذ کو دیکھا کہ اس کا رخ سیاہی سے کالا ہو گیا ہے اس نے پوچھا کہ تیرا منہ تو سفید گالا تھا اب تو نے کالا کیوں کیا۔ اس کی کیا وجہ ہے کاغذ نے جواب دیا کہ یہ کیا انصاف ہے کہ یہ بات مجھ سے پوچھتا ہے، میں نے اپنے آپ تو کالا نہیں کیا روشنائی سے پوچھ کہ وہ دوات

فصل ۵ میں جہاں اس کا ٹھکانا اور وطن تھا بیٹھی تھی وہاں سے نکلی
اور میرے صفحہ رُخ پر زبردستی تاخت کی اس نے کہا کہ تو سچا ہے
پھر روشنائی سے پوچھا کہ کیا سبب ہے کہ جو تو نے کاغذ کا منہ
سیاہ کیا۔ اس نے کہا کہ بھلا مجھ سے پوچھتے ہو میں تو دوات میں
چپ چاپ بیٹھی تھی میرا قصد نہ تھا کہ اس جگہ سے نکلوں مگر قلم نے
اپنی طمع فاسد سے مجھ پر زیادتی کی اور مجھکو وطن سے بے وطن کر دیا
اور میری جماعت کو تتر بتر کر ڈالا سارے صفحہ پر تم کو متفرق معلوم
ہی ہوتی ہوں عیاں راچہ بیاں۔ تو اس کی وجہ قلم سے پوچھنی چاہیئے
مجھ سے کیا علاقہ اس نے کہا کہ تو درست کہتی ہے پھر قلم سے وجہ
اس کی ظلم و زیادتی کی روشنائی پر پوچھی اس نے کہا کہ یہ امر مجھ سے
پوچھتے ہو میں تو ایک سنیٹھا تھا کہ نہروں کے کنارے ہرے ہرے
درختوں میں کھڑا تھا ہاتھ چھری لیکر پوہنچا اور مجھکو جڑ سے
اکھاڑ کر میرا پوست اُتارا اور کپڑے پھاڑے اور پوریاں جدا کیں
پھر تراشا اور سر چیرا اور قط لگایا پھر سیاہی میں ڈبویا اب مجھ سے
خدمت لیتا ہے اور مجھکو سر کے بل چلاتا ہے تو مجھ سے پوچھکر کیوں زخم

پر نمک چھڑکتا ہے الگ رہ اور ہاتھ سے پوچھ کہ جسنے مجھے دبا رکھا ہے اس نے کہا کہ تیرا قول درست ہے۔ ہاتھ سے پوچھا کہ تو نے قلم پر کیوں ظلم کیا ہے اس سے خدمت کیوں لیتا ہے ہاتھ نے کہا کہ میاں صاحب میں تو گوشت اور ہڈی اور خون ہوں تم نے کہیں دیکھا ہے کہ گوشت ظلم کرتا ہو یا کوئی جسم اپنے آپ حرکت کرتا ہو میں تو ایک سواری ہوں مجھپر ایک سوار قدرت نام سوار رہتا ہے مجھے وہی پھراتا اور دوڑاتا ہے تمام زمین پر لئے پھرتا ہے دیکھو درخت اور پتھر کوئی بھی اپنی جگہ سے نہیں ہلتا اور نہ اپنے آپ حرکت کرے کیونکہ ان پر یہ زبردست سوار نہیں مردوں کے ہاتھ میں اور مجھ میں صورت و شکل میں کچھ فرق نہیں وہ کیوں قلم نہیں پکڑتے غرضکہ مجھ سے اور قلم سے کچھ واسطہ نہیں یہ سوال قدرت سے کرنا چاہیئے میرا کچھ قصور نہیں میں صرف سواری ہوں سواری مجھے ہلاتا ہے اس نے کہا بجا ہے ۔ پھر قدرت سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ تو ہاتھ سے خدمت لیتی ہے اور اسے ادھر ادھر پھراتی ہے اسنے کہا کہ تم مجھے عتاب اور ملامت مت کرو بہت ایسا ہوتا ہے

فصل ۵ کہ ملامت گر پر خود ملامت عاید ہوتی ہے اور جسکو ملامت کرتے
ہیں اس کا قصور نہیں نکلتا تم کو میرا حال کیا معلوم نہیں کیسے
جانا کہ میں نے ہاتھ پر سوار ہونے سے زیادتی کی میں تو اس پر
ملنے سے پہلے بھی سوار تھی بیجھے اس کے ہلانے سے کیا مطلب
تھا میں تو چپ چاپ سوتی تھی اور ایسے خواب خرگوش میں تھی
کہ لوگ یہ جانتے کہ مردہ ہے یا معدوم ہے یعنی نہ خود متحرک تھی
نہ دوسرے کو حرکت دیتی تھی یہاں تک کہ ایک موکل آیا اور اس نے
مجھکو ہلایا اور زبردستی مجھ سے یہ کام لیا جس پر تم ملامت کرتے ہو مجھکو
طاقت اسکی موافقت کی تھی نہ تاب مخالفت اس موکل کا نام ارادہ
ہے میں اسکو نام ہی سے جانتی ہوں یا اسی سے پہچانتی ہوں کہ
ایک بارگی اس نے چڑھائی کرکے مجھکو گہری نیند سے جگا دیا اور
بزور مجھ سے وہ کام لیا اگر میری تجویز تھا کوئی پوچھتا تو مجھ کو
گنجایش تھی کہ میں کچھ بھی نہ کرتی اس نے کہا کہ درست ہے
پھر ارادہ سے پوچھا کہ تجھکو کیا ہوا تھا کہ قدرت پر جو چپ چاپ
اطمینان سے سو رہی تھی جا پڑا اور اسکو حرکت دینے میں لگا دیا اور

ایسی زبردستی کی کہ اس کو تاب مخالفت نہ ہوئی اور بدون تیری فصل ۵
اطاعت کے کوئی گریز اور مفر نظر نہ آیا ارادہ نے کہا کہ جلدی
مت کرو شاید تمہارے عتاب کا عذر میرے پاس موجود ہے
یعنی میں اپنے آپ نہیں اُٹھا بلکہ مجھکو ایک زبردست حکم نے اٹھایا
اور بھیجا ہیں اس کے آنے سے پیشتر ٹھہرا ہوا تھا مگر بارگاہ حضرت
دل سے علم کا قاصد عقل کی زبانی میرے پاس آیا اور یہ پیام
سنایا کہ قدرت کو اُٹھادے ہیں نے مجبوری قدرت کو حرکت
دی اسلئے کہ ہیں بیچارہ تابع علم و عقل کا ہوں مجھے خبر نہیں کہ مجھکو
ان کی خدمت گزاری کا کیوں حکم ہے اور کس لئے ہیں ان کی
اطاعت کیلئے مجبور ہوں اتنا جانتا ہوں کہ جب تک یہ ایلچی نہیں
آتا تب تک چپ چاپ سے رہتا ہوں یہی میرا حاکم ہے خواہ عادل
ہے یا ظالم ہے اسی کے لئے میں مستعد ہوں اور اسی کی اطاعت
مجھپر واجب و لازم ہے بلکہ جب یہ حکم قطعی کردیتا ہے تو مجھکو
تاب مخالفت نہیں اپنی جان کی قسم ہے کہ جب تک وہ خود اپنے
جی ہیں متردد اور حکم میں متحیر رہتا ہے تو میں چپکا رہتا ہوں مگر

فصل ۵ چوکنا اور حکم کا منتظر رہتا ہوں اور جب حکم اس کا یقینی ہوتا ہے
تو اپنی سرشت کی رو سے میں اس کی اطاعت اور فرماں برداری کے
لئے مضطر ہو جاتا ہوں اور قدرت کو تعمیل مقتضائے حکم کیلئے
اٹھا دیتا ہوں اب تم اپنا سوال اور عتاب مجھ سے الگ رکھو علم سے
میرا حال پوچھو بقول شخصے کہ مردہ بدست زندہ حکم حاکم مرگ مفاجات
محکوم کو بجز اطاعت کیا چارہ ہے سالک نے کہا سچ ہے ۔
پھر علم اور عقل اور دل سے جاکر مطالبہ اور عتاب کیا کہ تم نے
ارادہ کو اپنا تابع قدرت کے اٹھانے کے لئے کیوں کیا اور اس سے
خدمت کیوں لی عقل نے تو جواب دیا کہ میں تو ایک چراغ ہوں
خود روشن نہیں ہوا کسی اور نے روشن کیا ہے اور دل نے کہا کہ
میں ایک تختی ہوں خود نہیں پھیلی کسی نے پھیلایا ہے اور علم نے
کہا کہ میں ایک نقش ہوں جو تختی دل کی سفیدی پر چراغ عقل کے
روشن ہونے کے بعد منقوش ہو جاتا ہوں اور میں خود منقوش
نہیں ہوا بہت دنوں یہ تختی مجھ سے پیشتر خالی ہی تھی ۔ پس جس
قلم نے کہ مجھکو نقش کیا اس سے پوچھو کیونکہ نقش بدون قلم کے

نہیں۔ اس وقت سائل عاجز ہو کر جواب پر قانع نہوا اور کہنے لگا
کہ اس راہ میں میں بہت پھرا اور بہت سی منزلیں طے کیں اور جس
مجھے توقع ہوئی کہ یہ بتلاویگا وہ دوسرے ہی پر حوالہ کرتا گیا مگر
پھرنے کی کثرت سے میں خوش ہی ہوتا تھا اس لئے کہ ہر کوئی ایک
جواب معقول دل پسند تو دیتا تھا اور دفع سوال میں ایک عذر ظاہر
بیان کرتا تھا مگر تو جو کہتا ہے کہ میں خط اور نقش ہوں مجھکو قلم نے
لکھا ہے یہ بات میں نہیں سمجھتا اس لئے کہ میں صرف قلم نے وغیرہ
کا جانتا ہوں اور تختی بھی لوہے لکڑی کی دیکھی ہے اور نقش
سیاہی و سرخی وغیرہ معلوم ہے چراغ آگ سے روشن دیکھا ہے
مگر اب جو ذکر تختی اور چراغ اور خط اور قلم کا ہے ان میں سے
کوئی چیز نہیں دیکھی عجیب بات ہے کہ کچھ سنتا ہوں اور کچھ
نہیں دیکھتا علم نے کہا کہ تم جو کہتے ہو ٹھیک ہے اس کی وجہ یہ ہے
کہ تمہارے پاس مایہ اور زاد کم ہے اور سواری کم زور اور جس راہ
کے طے کرنیکا قصد رکھتے ہو اس میں مہلکے اور مخاوف بہت ہیں
بہتر یہ ہے کہ اب اس خیال سے درگذرو اور اپنی راہ لو۔ تم ہر وا س

فصل ۵ میدان کے نہیں ہو جس کا کام انہی کو ساجھے اور اگر تم مقصد کی راہ
پوری ہی کرنی چاہتے ہو تو لو کان لگاؤ اور سنو کہ تمہارے اس راستہ
کے عالم تین ہیں اول عالم ملک وشہادت ہے جس میں کی چیزیں
کاغذ اور قلم اور روشنائی اور ہاتھ وغیرہ تھے ان سے تم بتدریج
بڑھ آئے دوسرا عالم ملکوت ہے وہ میرے بعد ہے جب تم مجھ سے
آگے چلو گے تو اس عالم کی منزلوں میں جا پہونچو گے اس عالم میں
جنگل وسیع اور بڑے بڑے دریا اور اونچے اونچے پہاڑ ہیں مجھے
نہیں معلوم کہ تم ان میں کیسے بچو گے۔ اور تیسرا عالم جبروت ہے۔
وہ ملک اور ملکوت کے درمیان میں ہے اسی میں سے تم تین منزلیں
طے کر چکے ہو اسلئے کہ اس کے شروع میں منزل قدرت اور ارادہ
اور علم ہے اور یہ عالم ملک اور ملکوت میں واسطہ ہے یعنی عالم
ملک کا راستہ بہ نسبت اس کے سہل ہے اور عالم ملکوت کا راستہ
اس کی نسبت نہایت سخت اور دشوار گزار ہے اس عالم کو ان دونو
عالم کے درمیان ایسا جاننا چاہیئے جیسے کشتی کی چال زمین اور
پانی کے درمیان ہے۔ یعنی نہ تو وہ مضطرب پانی کی طرح ہوتی ہے

نہ ساکن زمین کی طرح اور جو شخص زمین پر چلتا ہے وہ عالم ملک اور فضل
شہادت میں چلتا ہے۔ پس اگر اس کی قوت زیادہ ہو اور کشتی پر
سوار ہو سکے تو ایسا ہوگا کہ گویا عالم جبروت میں سیر کرتا ہے اور
اگر اس سے بھی زیادہ قوی ہو اور پانی پر بے کشتی چلنے لگے تو
بلا تردد عالم ملکوت میں سیر کرے گا۔ پس اگر تم پانی پر بدوں کشتی
نہیں چل سکتے تو پھر جاؤ کہ زمین سے تجاوز کر چکے کشتی کو پیچھے
چھوڑا اب تو نرا پانی ہی رہ گیا ہے اور آغاز عالم ملکوت کا یہ ہے
کہ جس قلم سے کہ دل کی تختی پر علم لکھا جاتا ہے وہ نظر پڑے اور
جس یقین سے کہ پانی پر چل سکتے ہیں وہ حاصل ہو جاوے۔ تم نے
یہ حدیث آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کے حال میں نہیں سنی کہ جب آپ کے سامنے مذکور ہوا کہ حضرت
عیسیٰ علیہ السلام پانی پر چلتے تھے تو آپ نے فرمایا کہ "ما لو ازداد یقیناً
لمشی علی الھواء" یعنی اگر انکو یقین اور زیادہ ہوتا تو ہوا پر
چلتے۔ سالک نے کہا کہ میں اپنے معاملہ میں حیران ہوں اور تو نے
جو رستہ کا خوف بتایا اس سے میرا دل تھراتا ہے مجھے معلوم نہیں

فصل کہ جو جنگل تو نے بتائے ہیں مجھ میں طاقت انکے قطع کی ہے یا
نہیں۔ اس کی کچھ پہچان بھی ہے۔ علم نے کہا کہ علامت کیوں نہیں
یہ علامت ہے کہ تم اپنی آنکھ خوب نظر باندھ کر میری طرف کھولو اگر
تم کو وہ قلم جس سے میں دل پر منقوش ہوتا ہوں نظر آوے تو ایسا
لگتا ہے کہ تم اس راہ کے اہل ہو گئے کیونکہ جو شخص عالم جبروت
سے بڑھ کر ملکوت کے دروازے پر دستک دیتا ہے اس کو
وہ قلم سوجھنے لگتا ہے دیکھو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
ابتداء نبوت میں وہ قلم معلوم ہوا تھا جبکہ یہ آیت اتری "اقرأ
وربك الاكرم الذي علم بالقلم علم الانسان ما لم
يعلم" (پڑھ تیرا رب بڑا کریم ہے جس نے علم سکھایا قلم سے آدمی کو وہ جو جانتا
تھا) سالک نے کہا کہ میں نے اپنی آنکھ کھولی اور خوب تاکا مگر
مجھکو تو نہ قلم نظر آتا ہے نہ لکڑی اور میں نے تو قلم ان ہی چیزوں
کے دیکھے ہیں علم نے کہا کہ تم کیسی بات کہتے ہو تم نے نہیں سنا
کہ گھر کا سامان مثل مالک مکان کے ہوا کرتا ہے تمہیں معلوم
نہیں کہ اس کی ذات کسی ذات سے مشابہ نہیں نہ اس کا ہاتھ اور

ہاتھوں کے مانند قلم اس کا اور نہ قلموں کی صورت نہ اس کا خط فصل ۵
اور خطوں کی طرح نہ اس کا کلام اور کلاموں کے موافق یہ امور الٰہی
ہیں اور عالم ملکوت میں سے ہیں جس طرح کہ اور اجسام مکان میں
ہوتے ہیں خدا تعالیٰ کی ذات نہ تو جسم ہے اور نہ کسی مکان میں
اور نہ اس کا ہاتھ مرکب گوشت و ہڈی و خون سے ہے جیسے اور
ہاتھ ہوتے ہیں نہ قلم اس کا نے کا نہ تختی لکڑی کی نہ کلام حروف
اور آواز کا نہ کتابت نقش و نگار کی نہ روشنائی پھٹکری مازو وغیرہ
کی پس اگر تم کو یہ باتیں ایسی نہیں سوجھتیں تو ہماری دانست میں
تم مخنث ہو یعنی جو لوگ خدا تعالیٰ کو منزہ اور پاک سمجھتے ہیں وہ
تو مرد ہیں اور جو اس کو تشبیہ اور اجسام سے دیتے ہیں وہ مونث
ہیں اور تم ان دونوں کے درمیان مخنث ہو نہ ادھر ہو نہ اُدھر ہو بتاؤ
تو خدائے تعالیٰ کی ذات و صفات کو اجسام سے کیسے منزہ کیا اور
اس کے کلام کو معانی اور حروف کو آوازوں سے کس طرح پاک
سمجھا کہ اب اس کے ہاتھ اور قلم اور تختی اور کتابت پر توقف
کرتے ہو اور انکو نہیں سمجھتے ہو پس اگر ارشاد آن حضرت صلی اللہ علیہ

نصلی وسلم کہ ان اللہ خلق آدم علیٰ صورتہ کے یہ معنی سمجھے ہو کہ جیسی
صورت ظاہری حضرت آدم علیہ السلام کی آنکھ سے محسوس ہوتی
تھی خدائے تعالیٰ اسی صورت کا ہے تو تمہاری صاحب تشبیہ ہونے
میں کیا شبہ ہے جیسے کہتے ہیں کہ صرف یہودی ہو جاؤ ورنہ توریت
سے مت کھیلو یعنی توریت سے کھیلنا دلالت خالص یہودی
ہونے کی ہے۔ اسی طرح سے جو شخص خدائے تعالیٰ کو اجسام
ظاہری جیسا جانے وہ بھی نرا صاحب تشبیہ ہے اور اگر تم اس
حدیث سے صورت باطنی جو چشم باطن سے معلوم ہوتی ہے نہ چشم
ظاہر سے سمجھے ہو تو بے شک تم خدائے تعالیٰ کو پاک سمجھتے ہو
نری تنزیہ کا اور پاکی کے میدان کے مرد ہو۔ اب منزل طے کرو
کہ تم طویٰ کی وادی مقدس میں ہو اور سر قلبی سے سنو کہ کیا حکم
ہوتا ہے شاید اس بات سے تم کو تجلی پیدا ملے اور کیا عجب ہے
کہ حجب عرش سے تم کو بھی وہی آواز پہونچے جو حضرت موسیٰ
علیہ السلام کو پہونچی تھی کہ انی انا ربک فاخلع نعلیک"۔
جب سالک نے علم کی تقریر یعنی اپنے قصور سے واقف ہوا اور معلوم

کیا کہ واقع میں میں تشبیہ اور تنزیہ کے درمیان میں مخنث ہوں فصل ۵
اور اس کا دل نفس کو عین نقصان میں دیکھکر مارے غصہ کے
جل گیا اور چونکہ اس کے دل کا تیل ایسا تھا کہ بدوں آگ لگے ہی
قریب جلنے کے تھا جب علم کی اشتعالک اسکو پہونچی وہ تیل
روغن ہوگیا اور نور علی نور بن گیا علم نے اس سے کہا کہ لو اب
مواقع غنیمت جانو اور اپنی آنکھ کھولو شاید تجلی کی راہ ملے سالک
نے آنکھ جو کھولی تو اس کو وہ قلم الٰہی معلوم ہونے لگا دیکھا تو
جیسا علم نے بتایا تھا ویسا ہی ہے کہ نہ وہ سنٹے کا ہے نہ لکڑی
کا نہ اس کے نوک ہے نہ منہ وہ سب آدمیوں کے دلوں پر طرح
طرح کے علوم لکھتا ہے اور اس کی ایک نوک ہر ایک دل پر ہے
حالانکہ اس کے کوئی نوک نہیں سالک کو اس سے بڑا تعجب ہوا
اور کہا کہ علم عجب رفیق ہے کہ اللہ تعالی اس کو میری طرف سے
جزائے خیر دے کہ جو کچھ اوصاف اس نے قلم کے بتائے تھے
وہ سب مجھے ظاہر ہوگئے واقع میں یہ قلم اور قلموں کی طرح کا نہیں
پھر سالک علم کا شکر گزار ہوکر رخصت ہوا اور کہا کہ میں تیرے

حصّہ پاس بہت ٹھہرا اور بہت کچھ پوچھا اب میرا قصد ہے کہ قلم کی خدمت
میں جاکر اس کا حال دریافت کروں غرض وہاں سے چلکر قلم سے
پوچھا کہ تیرا کیا حال ہے کہ تو ہمیشہ لوگوں کے دلوں پر ایسے علم
لکھتا ہے جن سے ارادہ جاکر قدرت کو اٹھا دیتا ہے اور اقوال اختیاری
سرزد ہونے لگتے ہیں قلم نے کہا کہ تم نے عالم ملک وشہادت میں
جو کچھ دیکھا تھا اور وہاں کے قلم کا جواب سنا تھا وہ تم بھول گئے
یعنی جب تم نے اس قلم سے پوچھا تھا تو اس نے ہاتھ حوالہ کر دیا
تھا اس نے کہا کہ میں بھولا نہیں قلم نے کہا کہ تو وہی جواب میرا
ہے جو اس قلم کا تھا اس نے کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے تو تو اسکی
صورت کا نہیں قلم نے کہا کہ تم نے نہیں سنا کہ ان اللہ خلق
ادم علی صورتہ سالک نے کہا کہ میں نے سنا ہے قلم نے کہا
کہ میرا حال بادشاہ کے دہنے ہاتھ سے پوچھو کہ میں اسی کے قبضہ
میں رہتا ہوں وہی مجھکو پھیرتا ہے میں اس کے قابو میں مسخر ہوں
یعنی قلم الہی اور قلم آدمی میں مسخر ہونیکی بات سے کچھ فرق نہیں اگر فرق
ہے تو ظاہر صورت کا ہے سالک نے پوچھا کہ بادشاہ کا دہنا ہاتھ

کیا ہے قلم نے کہا کہ جس کا مذکور ہم نے اس آیت میں سنا ہے۔ مفصل
"والسموات مطویات بیمینہ" (آسمان لپٹے ہیں
اس کے دہنے ہاتھ میں) ہیں اس کے دہنے ہاتھ کے قبضہ میں
ہوں وہ جس طرح چاہتا ہے ان کو پھیرتا ہے سالک قلم کے
پاس سے یمین کے پاس گیا اور اس میں قلم سے بھی زیادہ عجائب
دیکھے جن میں سے کسی کا وصف بیان نہیں ہو سکتا بلکہ ہزار ہا دفتر
میں اس کی شرح و وصف کا دسواں حصہ بھی نہیں لکھا جا سکتا خلاصہ
یہ کہ وہ یمین یعنی دہنا ہاتھ ہے نہ اور دہنوں کی طرح اور بازو ہے
نہ اور بازوؤں کی طرح کا اور انگلیاں ہیں نہ اور انگلیوں کی موافق
اس ہاتھ میں قلم کو حرکت کرتے ہوئے دیکھ کر معلوم کیا کہ قلم کا
عذر درست ہے۔ تب دہنے ہاتھ سے اس کا حال پوچھا کہ
قلم کو حرکت کیوں دیتے ہو اس نے جواب دیا میرا وہی جواب ہے
جو عالم شہادت کے ہاتھ نے دیا تھا یعنی حوالہ قدرت پر کیا کیونکہ
ہاتھ کو خود بخود حرکت نہیں اس کی محرک قدرت ہوتی ہے سالک
قدرت کے عالم کو گیا اور وہاں ایسے عجائبات دیکھے جن کے

فصل ۵ سامنے پیشتر کے عجائبات گردتے قدرت سے حال حرکت یمین کا پوچھا اس نے جواب دیا کہ میں صرف صفت ہوں قادر سے پوچھ کہ اس کا بتانا موصوف کا کام ہے نہ صفت کا اور اس وقت قریب تھا کہ سالک کو لغزش ہو جاتی اور زبان سوال کشادہ کر بیٹھا مگر اس کو استقلال مرحمت ہوا اور سرا وقات عظمت قادر مطلق سے آواز آئی کہ "لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون" (اس سے پوچھا نہ جاوے جو کچھ وہ کرے اور ان سے پوچھا جاویگا) اس امر کو سنکر سالک پر ہیبت چھا گئی اور پچھاڑ کھا کر بے ہوش ہو گیا اور اسی بے ہوشی میں دیر تک تڑپتا تھا جب ہوش آیا تو کہا کہ الٰہی تو پاک ہے تیری شان کیا بڑی ہے میں نے تیرے سامنے توبہ کی اور تجھ پر بھروسہ کیا اور اس بات پر ایمان لایا کہ تو بادشاہ ہے جبار و قہار یکتا کردگار ہے میں تیرے سوا کسی سے نہ ڈروں گا نہ دوسرے سے توقع کرونگا اور پناہ نہ مانگونگا مگر تیرے عفو کی تیرے عذاب سے اور تیری رضا کی تیرے غصے سے اور مجھے اب کچھ کام نہیں بجز اس کے کہ تیرے سامنے گڑگڑا کر سوال کروں۔

اور منت وسماجت سے میں کہوں کہ میرا راستہ کھولدے تاکہ میں تجھ کو پہچان لوں اور میری زبان کی گرہ دور کردے تاکہ میں تیری تعریف کروں حجاب کی آڑ سے خطاب ہوا کہ خبردار ثنا کی طمع مت کر اور سرورِ کائنات مفخرِ انبیاء سے آگے بڑھ کر قدم مت دھر انہیں کے پاس جا جو تجھکو وہ دیں وہ لے لے اور جس چیز سے روکیں اس سے باز رہ اور جو کچھ اُنہوں نے کہا دیکھ زبان پر لا دیکھ اُنھوں نے اس درگاہ میں اس قول کے سوا کچھ نہیں کہا۔ سبحانك

لا احصی ثناء علیك انت کما اثنیت علیٰ نفسك،

پاک ہے تو میں نہیں پوری کرسکتا تیری تعریف تو ایسا ہے جیسا تو خود کرے اپنے نفس کی تعریف۔ سالک نے عرض کیا کہ الہی اگر زبان کو یارا تیری ثنا کا نہیں تو یہی معلوم ہو جاوے کہ دل کو بھی تیرے معرفت کی توقع ہوسکتی ہے یا نہیں آواز آئی کہ کیا صدیقوں کی گردن پر سے کودا چاہتا ہے خبردار اور ہوش سنبھال صدیق اکبرؓ کا حال دیکھ اور ان کی پیروی کر اسلئے کہ سید الانبیاءؐ کے اصحاب ستاروں کے مثل ہیں جن کی اقتدا کرے گا راستہ

وفصل۵ ملیگا۔ صدیق اکبرؓ کہتے ہیں "العجز عن درك الادراك ادراك" ادراک کے دریافت کرنے سے عاجز ہونا ہی ادراک ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہماری درگاہ سے تیرا بہرہ اسی قدر بہت ہے کہ تو یہ جان لے کہ میں اس دربار سے محروم ہوں اور جمال اور جلال کے ملاحظہ سے عاجز ہوں کیوں ۵

کہ خاصان دریں رہ فرس رانده اند　　بلا احصی از تگ فرو مانده اند

اسکے بعد سالک پھر اور اپنے سوال اور عتاب کا عذر یمین اور قلم اور ارادہ اور قدرت اور بعد کی چیزوں سے کیا۔ اور کہا کہ مجھ کو معذور رکھو اسلئے کہ میں اجنبی تھا اور ان ملکوں میں نیا آیا تھا اور جو شخص اجنبی چلا آتا ہے اس کو وحشت ہوتی ہی ہے میرا انکار تم پر صرف قصور و جہالت سے تھا اب مجھکو تمہارا عذر معلوم ہوگیا اور ظاہر ہوا کہ ملک اور ملکوت اور عزت و جبروت میں یگانہ ذات اور حکم کی رو سے وہ خدائے واحد و قہار ہے تم لوگ اسکے قبضہ قدرت میں مسخر و متحرک ہو وہی اول ہے اور وہی آخر وہی ظاہر ہے اور وہی باطن۔

پس توحید فعلی سالکین کی اس طرح تھی یعنی جن لوگوں پر کھل فصل ۵
گیا تھا کہ فاعل ایک ہی ہے ان کا طریق توحید اس طرح تھا۔
خلق اللہ تعالیٰ کی قدرت اور ارادہ کے جاری ہونے کی جگہ اور اسکے
افعال کا محل ہے گو خلق خود بھی اسکے افعال ہی میں سے ہے لیکن
خدائے تعالیٰ کا بعض فعل بعض کا محل ہوتا ہے مثلاً حدیث شریف
میں لفظ اعملوا ہر چند زبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکلا مگر
افعال الٰہی میں سے وہ بھی ایک فعل ہے اور اس بات کا سبب
ہے کہ خلق کو معلوم ہو جائے کہ عمل کرنا مفید ہے اب لوگوں کا
جاننا بھی ایک خدا کا فعل ہے اور وہ بھی ایک اور بات کا سبب
ہے یعنی علم ہی کے باعث ارادہ پختہ حرکت وطاعت کا پیدا
ہوتا ہے پھر ارادہ وشوق بھی فعل الٰہی ہے اور حرکت اعضا کا سبب
ہے اور حرکت اعضا بھی خدا کے افعال میں سے ہے اسی طرح
سب باتیں اس کے افعال میں سے ہیں مگر ایک دوسرے کا
سبب ہوتی ہیں یعنی فعل اول شرط ہوتا ہے دوسرے کی
جیسے جسم کا پیدا ہونا عرض کے لئے شرط ہے یعنی عرض سے پہلے

فصل ۵ جسم کے نہیں پیدا ہوتا اور زندگی کا پیدا ہونا علم کی پیدائش کے
لئے شرط ہے اور علم کا پیدا ہونا ارادہ کی پیدائش کے لئے شرط
ہے یہ سب افعال خدا تعالیٰ کے ہیں اور ایک دوسرے
کے لئے اسی اعتبار سے سبب ہیں ان کے سبب ہونے سے
یہ مقصود نہیں کہ وہ ایک دوسرے کے موجد ہیں بلکہ یہ غرض ہے
کہ غیر کے حاصل ہونے کے لئے شرط ہیں کہ اول یہ ہو چکے
تو دوسرا امر ہو جیسے زندگی جب ہو کہ جب اول جوہر ہو چکے اور
علم کے قبول کی استطاعت جب ہو جب پہلے حیات ہو لے
اور ارادہ اس وقت ہو جس وقت علم پیشتر آ چکے اس طرح اگر آدمی
تحقیق کرے گا تو جو رتبہ توحید کا ہم اوپر لکھ آئے ہیں اس تک
ترقی کر جاوے گا۔ (احیاء العلوم جلد ۴ باب توکل)

از قطب الاقطاب غوث الاعظم سید محی الدین عبد القادر جیلانی رضؓ

کیف یحسن منک العجب فی — گھمنڈ اور خود بینی کرنا اپنے اعمال
اعمالک ورؤیۃ نفسک — میں اور اپنے نفس کو دیکھنا ان میں کیا

فيها وطلب الاعواض عليها	عوض مانگنا ان پر کس طرح تجھے زیبا ہے
وجميع ذالك بتوفيق الله	معلوم ہوتا ہے حالانکہ یہ سب کچھ
وعونه وقوته وارادته	اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کی مدد
وفضله	اور اس کی قوت اور اس کے ارادہ
	اور اسکے فضل سے ہے
كيف تعجب بمجرد فعلك	اپنے مجرد فعل پر کیونکر عجب ہو سکتا
واضافة ذالك اليه في الاحوال	ہے (حالانکہ کل احوال میں فعل)
كلها الا الشر والمعاصي فانك	کی نسبت حق تعالیٰ کی طرف ہے
تضيفها الى نفسك فهي احق	مگر شر و عصیان کی نسبت نفس
بذالك لانها ماوى كل	مضاف ہے کہ وہی اس کا احق
شر وان كان هو عزوجل	ہے کہ وہ ماوی ہر شر کا ہے اگرچہ
خالقك وخالق افعالك	اللہ سبحانہٗ تعالیٰ تیرا اور تیرے
مع كسبك انت الكاسب	افعال و کسب کا خالق ہے پس تو
وهو الخالق والله خلقكم	کاسب ہے اللہ تعالیٰ خالق ہے
وما تعملون	وَاللہ خلقکم وما تعملون =

فصل ۵ فیما کسبت ایدیکم (فتوح الغیب المقالة السبعون)

تحقیق این سخن آنست که در آدمی صفتے ہست کہ یکے از دو جانب فعل و ترک را ترجیح میکند اگر چیزے موافق و ملایم خواہش و طبع اوست جانب فعل را ترجیح میکند و اگر نا ملایم است جانب ترک را ترجیح مینماید و معنی اختیار و مراد بکسب این ست[لہ] و پروردگار عالم جلت قدرتہ ہر چیز را سببے ساختہ چنانکہ آتش برائے سوختن و آب برائے تر کردن و سبب پیدا کردن افعال بندگان قصد ایشاں را ساختہ ہر گاہ آدمی قصد بفعل یا ترک کرد حق سبحانہ و تعالیٰ پیدا می کند در وے آنرا پس ہمہ از خدا است بجہت خالقیت و از بندہ بحیثیت کاسبیت ولیکن ادب آنست کہ در جانب خیر ہماں جہت خالقیت ملحوظ و منظور دارند و در شر حیثیت کاسبیت معتبر انگارند و حق سبحانہ در قرآن مجید بندگان را تعلیم این ادب کردہ است و گفتہ "ما اصابک

لہ و این اختیار و کسب تابع عین ثابتہ اوست کہ مطابق مقتضیات عین ثابتہ کہ غیر مجعول اند خلق الہی واقع می شود۔ تفصیلش از عارف کامل بجواہ (مولف)

من حسنة فمن اللہ وما اصابک من سیئة فمن نفسک فصرہ
اسے قل ان الحسنة من اللہ والسیئة من نفسک و
سید عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرمود در الخیر کلہ بیدیک
والشر لیس الیک" یعنی نیکی ہم از تست وبدی ہم اگرچہ پیدا کردہ
تست ولیکن او را نسبت بتو کردن بے ادبی است ونیز خلق شر
شر نیست از جہت وجود حکم ومصالح در وجود آن فعل شر شر است الخ
(شرح از مولنا شاہ عبد الحق
محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

فلا یری الا فعل الحق عزو جل	پس نہیں دیکھتا ہے مگر فعل الٰہی
فیصایر موقنا موحدا ضرورة	جل شانہ کو پس ہوتا ہے صاحب
فیقطع ان لا فاعل علی	یقین وتوحید بحکم اضطرار پس یقینا
الحقیقة الا اللہ ولا محرک	پاتا ہے کہ حقیقتاً کوئی فاعل نہیں
ولا مسکن الا اللہ ولا خیر	ہے مگر اللہ تعالیٰ اور نہیں ہے
ولا شر ولا ضر ولا	کوئی محرک ومسکن مگر اللہ تعالے
نفع ولا عطاء ولا منع	اور نہ خیر وشر اور نہ ضرر ونفع اور نہ

فصل ۵ ولا فتح ولا غلق ولا موت	عطا و منع اور نہ فتح و قبض اور نہ
ولا حیوة ولا عز ولا ذل	موت و حیات اور نہ عزت و ذلت
ولا غنی ولا فقر الا بید	اور نہ غنیٰ و فقر مگر اللہ ہی کے ہاتھ
اللہ - فیصیر حینئذ فی القدر	میں ہے - پس اس موقع پر قدر
کالطفل الرضیع فی ید	کے ماتحت ایسا ہوتا ہے جیسا
الظئر والمیت الغسیل	طفل شیر خوار کے ہاتھ میں اور
فی ید الغاسل والکرة فی	میت غسال کے ہاتھ میں اور
صولجان الفارس - یقلب	جیسے گیند چوگان سوار کے سامنے
ویغیر و یبدل ویکون ولا	منقلب و متغیر و متبدل ہوتا ہے
حراک بہ فی نفسہ ولا فی	کہ اس کی کوئی ذاتی حرکت باقی
غیرہ فہو غایب عن نفسہ	نہیں رہتی وہ اللہ تعالےٰ کے
فی فعل مولاہ	فعل میں غایب و مستغرق ہوتا ہے

(فتوح الغیب مقالۃ الثالثۃ)

یعنی می باید ترا بطریق ہدایت و وجدان بے اختیار فکر و نظر اگرچہ بنظر و فکر نیز بتواں یافت کہ فاعل حقیقی و موثر تحقیقی باید کہ ذات

حق باشد کہ واجب بوجود و قادر مطلق است زیرا کہ چوں ذات بندہ فعل و وجود وے اسباب و آلات و مبادی فعل ہمہ از حق است وقدرت بندہ را دران دخلے نہ فعلی کہ صادر گردد و از آن نیز از حق باشد ثبت الجدار ثم النقش بیت

چیزے کہ وجود او بخود نیست ہستیش نہادن از خرد نیست

(شرح از مولنا شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

وکلّ ذالک بفعل فاعل	تمام احوال خلق ایک فاعل
وتدبیر مدبّر وھو اللّٰہ	ومدبر کے فعل وتدبیر کے ماتحت
لتکون موحدًا للرّب ولا	ہیں اور وہ (فاعل) اللہ تعالی
تنس مع ذالک کسبھم	ہے تا آنکہ رہیگا تو موحد اپنے
لتخلص من مذھب الجبریۃ	اللہ عزوجل کے لئے اور یاد جو
واعتقاد الافعال	اسکے فراموش نہ کر نسبت
لا تتھم دون اللّٰہ تعالی	کسب کو اس صورت میں مذہب
کیلا تعبدھم وتنسی اللّٰہ	جبریہ سے خلاصی پاوے گا۔

فصل ۵ ولا تقل فعلهم من دون اللہ فتکفر فتکون قدریا ولکن قل ھی للہ خلقا وللعباد کسبا
(فتوح الغیب المقالۃ العاشرہ)

اور اعتقاد رکھ کہ افعال بندگان انکی قدرت پیدا تمام نہیں ہوئے بغیر قدرت حق تعالی کے تاکہ لوگوں کی پرستش نہ کرسکے اور حق تعالیٰ سے فراموشی نہ ہوسکے اور نہ کہو کہ ان کا فعل محض ان ہی کے قدرت سے بغیر قدرت حق تعالےٰ کے ہے اگر ایسا کہوگے تو کافر و قدری ہوجاوگے مگر یوں کہو کہ افعال کی نسبت حق تعالی کے طرف خلقاً اور بندہ کی طرف کسباً ہے

جبریہ می گویند کہ بندہ را در فعل اصلاً اختیارے نیست و حرکت او مثل حرکت جمادات است و قدریہ طائفہ اند کہ میگویند بندہ خالق افعال خود است و آنچہ صادر می گردد از وے

حرکات و سکنات به قدرت او واقع میگردد نه بقدرت حق و اسناد فصل ۵

افعال عباد بحق بجهت اقتدار و تسبب است و این قول بدعت است

و بغایت شنیع و اشراک است به پروردگار تعالیٰ در خالقیت

و نزدیک است که منجر بکفر گردد و بعضے علما گفته اند که ایشان

درین قول بدتر اند از ثنویه که گویند خالق عالم دو است و ایشان

شرکا لا یعد و لا یحصیٰ اثبات کنند و در واقع کردارہاے

بندگان داخل عالم است و چون پروردگار تمام عالم اوست

پیدا کننده کردارہاے بندگان نیز او باشد و نیز چون ذات صفات

بندگان و اسباب و آلات همه از وست همه کردارہاے بندگان

که اثر و نتیجه آنست نیز از وے باشد ذات و صفات بندگان همه

از حق و افعال از ایشان معقولیت ندارد ثبت الجدار ثم النقش ۵

چیزے که وجود او بخود نیست — هستیش نهادن از خرد نیست

افعال عباد مر خدا را است از روے آفریدن و پیدا کردن و مر بندگان

را است از روے ورزیدن و گرد آوردن و این مذهب اهل سنت

والجماعت است و اسطه است میان جبر و قدر و باین اشارت کرد

فصل ۵ استناد اہل معرفت امام بحق ناطق ابو عبداللہ جعفر صادق علیہ وعلیٰ آبائہ الکرام التحیۃ والسلام بقول خود "لا جبر ولا قدر ولکن امر بین امرین"۔ وتحقیق این کلام آنست کہ پیدا کردن پروردگار تعالیٰ اشیا را دو نوع است با اسباب وبے اسباب وآنرا اسباب عادی خوانند چنانکہ آتش را برائے گرم کردن وطعام را برائے سیر گردانیدن وآب را برائے سیراب ساختن آفریدہ وعادت الٰہی تعالیٰ بران جاری شدہ کہ مسببات را بے اسباب پیدا نہ کند وبا وجود آن قادر است کہ بے آن نیز کند واگر خواہد با وجود آن ہم نکند وآنرا خارق عادت خوانند وقصد وارادت بندگان را سبب ساختہ برائے پیدا کردن حرکات وسکنات ایشان را وآیات واحادیث نیز دلالت وارد بران۔ وقضیہ امر ونہی نیز مبنی است بر وجود کسب ومدخلت بندگان در افعال چنان کہ می فرمایند کما جاءت بہ الآثار چنانکہ آمدہ است بوجود کسبیت مر بندگان را آثار واخبار از شارع لبیان موضع الجزاء من الثواب والعقاب۔ برائے بیان کردن جائے پاداش

کردار ہا از ثواب وعقاب ولفظ موضع مفخم است یا مراد بداں مفصلہ بہشت ودوزخ است چہ ایں آثار کہ درجزاے اعمال ورود یافتہ است ہمہ مثبت فعل وعمل اندمر بندگان را واسناد واضافت آنہا بایشاں دلالتاً وصریحاً ناطقند بداں وباوجود آن در اثبات خالقیت حق علی الاطلاق چہ افعال وچہ غیر افعال ونیز آیات آثار ورود یافتہ وکریمہ واللہ خلقکم وما تعملون مثبت ہر دو جانب است پس بہر دو باید گروید وبہر دو باید ایماں آورد و ہر دو جانب را نگاہ داشت واللہ اعلم بحقیقتہ الحال ؎

فردا کہ پیشگاہ حقیقت شود پدید — شرمندہ رہ روی کہ عمل بر مجاز کرد

(شرح از مولٰنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

از حضرت شیخ اجل عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

لاحول ولاقوۃ الا باللہ

العلی العظیم

سالکان طریق تحقیق وواقفان سر حقیقت ہر کارے وہر عملے

فصل ۵ کہ کنند از حول و قوت خود متبری باشند و از رویت عمل و اختیار خود خالی و فانی - و تدبیرے و اختیارے کہ مولی تعالی برائے ایشاں کردہ و وضع نمودہ است از وظائف عبادات و اقسام طاعات توزیع اوقات بجا آرند و نظر بر سببیت و عمل و ترتیب جزا و استحقاق ثواب نگمارند - و در نظر ایشاں جز فضل حق و توفیق و قدرت وے سبحانہ نماند جمع بین الشریعة والحقیقة کہ گویند این باشد و آنکہ در کن وکن عمل در زجر و منع نفس بر حول و قوت خود استادہ بود و بتدبیر و اختیار خود گرفتار بسبب عمل ناظر و خواہد کہ بسعی قدرت و زور بازوے عمل براہ رود و حق را بجزائے عمل خود بر حکم وعدہ او مطالبہ کند این نیز اگرچہ در حساب ظاہر و ایماں معاملہ شریعت صورتے دارد - اے کاش کسے کارے کند و بہر حال باعث عمل پیدا کند تا اینجا برسد پس ازاں بگذرد اما از حلیہ ادب طریقت و مشاہدہ سر توحید و حقیقت عاطل غافل بود و از وصول مقام فقر و فنا محروم باشد - اعمال و افعال بندگاں ہمہ بخلق قدرت الہی تعالی است -

(کتاب المکاتیب صفحہ ۱۱۸)

واللہ خالق والعبد کاسبٌ (عقاید نسفی)

اور اللہ خالق (افعال) ہے اور فصل عبد کاسب ہے۔

حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

تمام عالم اور اس کے حرکات و سکنات بالکل ایسے ہیں جیسے بازی گر کی پتلیاں اور ان کی حرکات و سکنات ان سب کا مرجع ایک ہے اور یہ سب اسی کے فعل کے ساتھ وابستہ ہیں۔

لا فاعل فی الوجود الا اللہ (ملخصاً از ہمعات)

از مقدمہ فصوص الحکم

ہمہ از دوست کو توحید افعالی کہتے ہیں یعنی اول سالک کو یہی توحید پیش آتی ہے اسلئے کہ تمامی افعال سے یگانگی اور معرفت ذات کی ثابت ہوتی ہے اس لئے کہ جو کچھ کہ خیر و شر رنج و راحت نفع و ضرر موت و حیات کفر و ایمان طاعت و عصیان وغیر ذالک کہ افعال موجودات سے ہیں حق تعالی ہی سے ہیں کہ فاعل حقیقی وہی ہے جیسا کہ والقدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالی، وارد ہے پس

فصل۔ بجز ارادہ حق تعالےٰ کے صدور افعال مخلوق کا محال ہے جو کچھ کہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہی سے ہوتا ہے۔

فصل ششم

توحید فی الصفات

آیات قرآنی

قرآن کریم میں بکثرت اسما و صفات الہی کا ذکر ہے تحقیق ہوا کہ مکررات کو حذف کیا جائے تو ننانوے باقی رہتے ہیں۔ چنانچہ بخاری شریف کی حدیث ہے:-

اسماء الله تعالیٰ الحسنیٰ	الله تعالیٰ کے اسما مبارک جن سے
التی امرنا بالدعاء بھا	دعا کرنے کے لئے ہم محکوم ہیں۔
تسعة وتسعون اسمًا من	ننانوے نام ہیں جو شخص یاد کرے
احصاھا دخل الجنة۔	انکو داخل ہوگا بہشت میں

(بخاری ومسلم وترمذی ونسائی وغیرہ)

لا یحفظھا احد الا دخل الجنة۔ نہ یاد کریگا انکو کوئی مگر کہ داخل ہوگا جنت میں

فصل ۶ فہرست اسماء مبارک حسب ذیل ہے۔

نمبر	اسم	معنی	نمبر	اسم	معنی
۱	اللہ	خدا۔ معبود	۱۵	الغفار	بہت بخشنے والا
۲	الرحمٰن	نہایت رحم والا	۱۶	القہار	زبردست غلبہ رکھنے والا
۳	الرحیم	بہت مہربان	۱۷	الوھاب	بخشش عطا کرنے والا
۴	الملک	بادشاہ	۱۸	الرزاق	مخلوقات کو روزی پہونچانیوالا
۵	القدوس	تمام عیبوں سے پاک	۱۹	الفتاح	مشکلکشا یا بندوں میں حکم کرنے والا۔
۶	السلام	تمام نقصانات سے محفوظ	۲۰	العلیم	بہت جاننے والا
۷	المومن	اپنے وعدہ میں سچا یا۔ یا مخلوق کو امن دینے والا	۲۱	القابض	گرفت کرنے والا
۸	المھیمن	نگہبان یا گواہ	۲۲	الباسط	فراخ کرنے والا
۹	العزیز	غالب۔ قوی۔ قاہر	۲۳	الخافض	پست کرنے والا
۱۰	الجبار	بڑا دباؤ والا	۲۴	الرافع	بلند کرنے والا
۱۱	المتکبر	عظمت و بزرگی والا	۲۵	المعز	عزت دینے والا
۱۲	الخالق	ہر چیز کا پیدا کرنیوالا	۲۶	المذل	ذلیل کرنے والا
۱۳	الباری	ہر چیز کا موجد	۲۷	السمیع	بہت سننے والا
۱۴	المصور	مخلوق کی طرح طرح کی صورتیں بنانیوالا	۲۸	البصیر	بہت دیکھنے والا

۲۹ الحکم مخلوقات کا حاکم

۳۰ العدل عدل کرنے والا

۳۱ اللطیف باریک بین

۳۲ الخبیر آگاہ دانا عالم

۳۳ الحلیم بردبار

۳۴ العظیم بزرگ بڑا

۳۵ الغفور بہت بخشنے والا

۳۶ الشکور بڑا قدر شناس

۳۷ العلی بہت عالی مرتبہ

۳۸ الکبیر بڑا بزرگ

۳۹ الحفیظ نگہبان

۴۰ المقیت غذا پہنچانے والا

۴۱ الحسیب کفایت کرنے والا

۴۲ الجلیل بزرگ قدر

۴۳ الکریم بزرگ بخشش کرنے والا

۴۴ الرقیب نگہ رکھنے والا فصل ۶

۴۵ المجیب دعا قبول کرنیوالا

۴۶ الواسع وسیع سموٰت یا وسیع الفضا

۴۷ الحکیم حقایق اشیا کا عالم

۴۸ الودود نیک بندوں کو دوست رکھنے والا

۴۹ المجید بزرگ شریف

۵۰ الباعث اٹھانے والا اور زندہ کرنے والا

۵۱ الشہید —

۵۲ الحق ثابت

۵۳ الوکیل کارساز

۵۴ القوی توانا کامل قدرت والا

۵۵ المتین استوار

۵۶ الولی محب مددگار

۵۷ الحمید مستحق حمد

۵۸ المحصی ہر چیز کو احاطہ علم میں کرنے والا

فصل ۹

۵۹ المبدی ابتداءً پیدا کرنے والا

۶۰ المعید دوبارہ پیدا کرنے والا

۶۱ المحیی مخلوق کو زندہ رکھنے والا

۶۲ الممیت مارنے والا

۶۳ الحی زندہ

۶۴ القیوم کارخانۂ عالم کا سنبھالنے والا

۶۵ الواجد غنی

۶۶ الماجد بزرگی والا

۶۷ الواحد یگانہ تنہا

۶۸ الصمد بے نیاز

۶۹ القادر قدرت والا

۷۰ المقتدر صاحب مقدرت

۷۱ المقدم آگے بڑھانے والا

۷۲ المؤخر پیچھے ہٹانے والا

۷۳ الاول سب سے پہلا

۷۴ الآخر سب سے پچھلا

۷۵ الظاہر آشکارا ہے

۷۶ الباطن پوشیدہ ہے

۷۷ الوالی تمام امور کا متولی

۷۸ المتعالی مخلوقات کی صفات سے منزہ

۷۹ البر نیکی کرنے والا

۸۰ التواب توبہ قبول کرنے والا

۸۱ المنتقم بدلا لینے والا

۸۲ العفو گناہوں کا مٹانے والا

۸۳ الرؤف بہت شفقت کرنے والا

۸۴ مالک الملک ملک کا مالک

۸۵ ذوالجلال والاکرام بزرگی و عزت والا

۸۶ الجامع تمام مخلوقات کو جمع کرنے والا

۸۷ الغنی بے پروا

۸۹ المغنی لوگوں کو بے پروا کرنے والا

۹۰ المعطی عطا کرنے والا

۹۱ المانع روکنے والا

۹۲ الضار ضرر و شر کا خالق

۹۳ النافع نفع و خیر کا پیدا کرنے والا

۹۴ النور روشن کرنے والا

۹۵ البدیع موجد

۹۶ الباقی باقی رہنے والا

۹۷ الوارث ناموجودات کے بعد باقی رہنے والا

۹۸ الرشید صاحب رشد

۹۹ الصبور بڑا صبر کرنے والا

احادیث نبوی صلعم

عن ابی ھریرۃ کان یقرء ھذہ الآیات
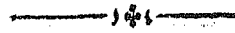
روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ آں حضرت صلی اللہ

فصلٌ ان اللہ یامرکم ان تؤدوا
الامانات الی اھلہا
الی قولہ سمیعا بصیراً قال
رایت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم
یضع ابھامیہ علی اذنیہ
التی تلیہا علی عینہ قال
ابو ھریرۃ رایت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقرءھا یضع اصبعیہ
(نسائی ابوداؤد)

وآلہ وسلم پڑھتے تھے اس
آیت کو ان اللہ یامرکم ان
تؤدوا الامانات الی اھلہا
کو سمیعاً بصیراً تک
کہا ابوہریرہ نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھتے تھے
اپنے دونوں انگوٹھوں کو اپنے
دونوں کانوں پر اور اس انگلی
کو انگوٹھے کے نزدیک ہے
اپنے دونوں آنکھوں پر اور
کہا ابوہریرہ نے دیکھا میں نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
پڑھتے اس آیت کو تو رکھ لیتے
تھے دونوں انگلیوں کو اپنے
کانوں پر

قال ابوهریرة قال رسول اللہ
صلعم ان اللہ تعالی قال
من عادی لی ولیا فقد
اذنته بالحرب وما تقرب
الیّ عبدی بشیٔ احب
الیّ مما افترضته علیه وما
یزال عبدی یتقرب الی
بالنوافل حتی احبه
فاذا احببته کنت سمعه
الذی یسمع به وبصره
الذی یبصر به ویده
التی یبطش بها ورجله
التی یمشی بها الی آخر
حدیث (بخاری)

کہا ابوھریرہ رضی اللہ
تعالے عنہ نے کہ فرمایا
رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم
نے بیشک اللہ تعالے
فرماتا ہے کہ
جس نے دشمنی رکھی میرے
ولی یعنی دوست ومحب کیساتھ
پس بہ تحقیق آگاہ کرتا ہوں میں ساتھ
جنگ کے اور نہیں نزدیک ہوتا
مجھ سے بندہ میرا کسی اور چیز سے
جو محبوب تر ہو نزدیک میرے بہ نسبت
اس چیز کے کہ جو فرض کیا ہے
میں نے اس پر اور ہمیشہ بندہ میرا
نزدیک ہوتا ہے مجھ سے بذریعہ

فصل ۶

نوافل سے کے تا آنکہ دوست رکھتا ہوں

میں اسکو تو ہوتا ہوں میں شنوائی

اس کی جو سنتا ہے وہ اس سے

بینائی اس کی جو دیکھتا ہے اس سے

اور ہاتھ اس کا جو پکڑتا ہے اس سے

اور پیر اس کا جو چلتا ہے اس سے

قرب فرائض سے مراد ذات الٰہی سے محقق ہونا ہے چنانچہ

ارشاد نبوی ہے لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک

مقرب ولا نبی مرسل۔ قرب نوافل سے مراد صفات الٰہی

سے متصف ہونا ہے جس کی تفصیل حدیث بالا میں مذکور ہے

(للمولف)

اقوال

اکابرِ دین رحمہم اللہ علیہم اجمعین

العلامة الاوحد الشیخ الامام العارف کامل امام الائمة قطب الاقطاب والغوث الاعظم محی الدین ابی محمد عبدالقادر الحسنی الحسینی رض

فتكون فی هذه الحالة کانك احييت بعد الموت فی الآخرة فتكون بكليتك قدرة تسمع بالله وتبصر بالله وتنطق بالله وتبطش بالله وتسعی

پس ہوگا تو اس حال میں گویا کہ تو زندہ کیا گیا ہے موت کے بعد آخرت میں پس ہو جاتا ہے تیرا سارا وجود مظہر قدرت الٰہی تعالیٰ بلکہ عین قدرت سنتا ہے خدا سے اور دیکھتا ہے خدا سے اور

بضرٍ با للہ و تعقل باللہ	بولتا ہے خدا سے اور چلتا ہے
و تطمئن و تسکن باللہ	خدا سے اور سمجھتا ہے خدا سے
فتعمی عما سواہ و تصم	قرار پاویگا تو اور آرام لیگا تو خدا
عنہ فلا تری لغیرہ وجوداً	سے یعنی تمام کاموں تمام چیزوں
(فتوح الغیب)	میں منظور و موجود تیرے نظر شہود
	میں بجز اللہ تعالیٰ اور اس کی
	قیومیت کے کچھہ نہ رہیگا اور تو مطلق
	فانی ہوگا۔ پس حق تعالیٰ کے
	سوا ہر چیز سے اندھا بہرہ ہوجائیگا
	اور وجود میں اس کے غیر کو نہ دیکھہ
	سکے گا

بی یبصر بی یسمع بی یبطش بی یمشی

سر بست بسے غامض تدریہ ولا تعنی

رفت او ز میاں ہمیں خدا ماندہ خدا

الفقر اذا تم فہو اللہ ایں ست

فصل

این مقام فنا فی التوحید است که وجود بنده و فعل و ذات و صفات
وے فانی شده و در نظر شهود وے جز حق و ذات و صفات و فعل
وے نمانده واین مرتبه اعلی واکمل و نهایت مراتب قرب توحید است
وشامل است جمیع مراتب و اقسام آنرا۔

وبعضی از متاخرین صوفیه مراتب قرب را بر چهار قسم نهاده اند
اول مراتب قرب نوافل و گفته اند که بنده درآنجا فاعل است و حق آلت
یعنی شهود بنده در وے چنان نشسته که اشارات انا در وے
بجوهر ذات خودش است اما شهود فاعلیت وے از نظرش ساقط
گشته۔ واین مرتبه فناء صفات است که از مواظبت و مداومت
بر نوافل خیرات و مرضیات حق حاصل می گردد چنانچه منطوق حدیث
نبوی صلی الله علیه وآله وسلم که حق تعالی میگوید که چون بنده مداومت
ومواظبت بر نوافل می نماید وتقرب می جوید بدان سوے من
دوست میدارم من اورا پس می شوم سمع او و بصر او و جمیع اعضاے
او پس بمن می شنود و بمن می بیند الی آخره وایشان بی یسمع وبی
یبصر را برین معنی حمل کنند و مرتبه دیگر است که آنرا قرب فرایض

فصل میگویند که از عمل فرائض حصول می پذیرد چنانکہ آں نیز از سیاق
حدیث مذکور معلوم گردد۔ وگویند کہ فاعل درانجا حق است وبندہ
آلت و ایں مقام فنائے ذات است واِنّ الحق ینطق
بلسان عمر درین مقام است ومقامے دیگر است جامع قربین
مارمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ اشارت بداں است
کہ مقامے دیگر است در قرب کہ ارفع واعلیٰ مقامات است ودرانجا
شہود عبد مقرب ہیچ یکے از فاعلیت وآلیت مقید نیست وبنہایت
وکمال ایں مقام مخصوص بحضرت سید السادات وخاتم النبیین است
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وآن مقام خلافت واتحاد است اِنّ الذین
یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم ومن یطع
الرسول فقد اطاع اللہ اشارت باوست وایں اصطلاحی
جدید است از بعضے متاخرین این قوم وکلام وے رضی اللہ
عنہ اشارت بہ مجمل مقام قرب مطلق است بے ملاحظہ واعتبار
این تقسیم ومخصوص نیست بقسمے ازاں کہ آنرا ایں قوم قرب نوافل
نام کردہ اند ومفہوم بی یبصر وبی یسمع صریح ومنحصر نیست درین

قسم بلکہ معنی شے حصول فنا و توحید است ولہذا مترتب ساختند فصل ۲
بر آن این را کہ فلا تری لغیرہ وجوداً بالاتر ازیں چہ باشد
و لفظ حدیث نیز نص نیست در اختصاص آں بعمل نوافل بلکہ دلالت
می کند کہ حاصل می شود ایں مقام بفرایض باتتمیم و تکمیل آں
بنوافل چنانکہ بنظر در سباق و سیاق حدیث ظاہر می گردد پس
توہم کردہ شود کہ آنچہ حضرت ایشان فرمودہ اند بعضی مرتبہ فنا ست
نہ کل و آن ادنی مراتب اوست (شاہ عبدالحق محدث دہلوی)

حضرت شیخ احمد سرہندی امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

و صوفیہ چوں کمالات خود را ظلال کمالات واجب تعالیٰ یافتہ اند و وجود
و سایر توابع وجود را عکوس آں کمالات دانستہ ناچار خود را پیش
از امانت دار کمالات او ندیدہ اند و غیر را از ہر پایہ ان کمالات
نیافتہ چوں بحکم ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الیٰ
اھلھا، ایں امانت را باہل امانت بسپارند و این کمالات را درست
بذوق باصل بدہند خود را معدوم یابند و میت دانند چہ وجود
حباب چوں باصل رفت معدوم و میت ماند و فنا متحقق گشت

فصل ہفتم

توحید فی الوجود

(۱) آیات قرآنی

ونحن اقرب الیہ من حبل الورید (۱۶/۲۶) — اور ہم اس کی (انسان کی) شہ رگ سے بھی قریب ہیں

پتلی کی طرح نظر سے مستور ہے تو — آنکھیں جسے ڈھونڈتی ہیں وہ نور ہے تو

نزدیک رگ جاں سے ہو اس پہ یہ بعد — اللہ اللہ کس قدر دور ہے تو

ونحن اقرب الیہ منکم ولا کن لا تبصرون (۱۶/۲۷) — اور ہم بہ نسبت تمہارے بہت زیادہ اس (جاں بلب) کے قریب ہیں۔ مگر تم نہیں دیکھتے

وھو معکم اینما کنتم (۱۷/۲۷) — اور وہ (خدا) تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو

ان ربی قریب مجیب (۵/۱۲) — تحقیق میرا پروردگار قریب ہے اور

دعا قبول کرتا ہے۔

اننی معکما اسمع واری (۲۰/۴۶)	بیشک میں تمہارے ساتھ ہوں سنتا اور دیکھتا ہوں
فلما اتٰھا نودی من شاطیٔ الواد الایمن فی البقعۃ المبارکۃ من الشجرۃ ان یموسٰی انی انا اللہ رب العلمین (۲۸/۳۰)	پھر جب موسیٰ آگ پاس پہنچے تو اس مبارک جگہ میں میدان کے دہنے کنارے (ایک) درخت (تھا اس میں) سے انکو آواز آئی کہ موسیٰ (یہ تو) ہم اللہ ہی سارے جہاں کے پروردگار
فلما جاءھا نودی ان بورک من فی النار ومن حولھا و سبحن اللہ رب العلمین ۝ یاموسی انہ انا اللہ العزیز الحکیم (۲۷/۸-۹)	پھر جب موسیٰ آگ پاس آئے تو انکو آواز آئی کہ مبارک ہے وہ (ذات) جو اس (نورانی) آگ میں جلوہ فرما ہے۔ اور مبارک ہیں جو اس آگ کے ارد گرد ہیں اور اللہ رب العلمین پاک ذات ہے

فصل ۷

موسیٰ یہ تو ہم اللہ ہیں زبردست حکمت والے

ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم (۹/۲۶)

تحقیق جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ انکے ہاتھوں پر ہے

وفی الارض ایات للموقنین وفی انفسکم افلا تبصرون (۱۸/۲۶)

یقین لانے والوں کے لئے زمین میں خدا کی نشانیاں موجود ہیں اور خود اپنے آپ میں کیوں نہیں دیکھتے۔

مظاہر سب اسکے ہیں ظاہر ہے وہ — تکلف ہے یاں جو چھپاتے ہیں لوگ
عجب کی جگہ ہے کہ اس کی جگہ — ہمارے تئیں ہی بتاتے ہیں لوگ
پہنچا جو آپکو تو میں پہنچا خدا کے تئیں — معلوم اب ہوا کہ بہت میں بھی دور تھا

ام خلقوا من غیر شی ام ھم الخالقون (۳/۲۷)

کیا یہ پیدا کئے گئے کسی غیر شئے سے کیا یہی خالق ہے

انی خالق بشراً من طین	میں بناتا ہوں ایک انسان مٹی فصل
فاذا سویتہ ونفخت فیہ	کا اور پھر میں جب ٹھیک بنا چکوں
من روحی فقعوا لہ ساجدین	اور پھونکوں اس میں اپنی روح تو
(۱۴/۲۴)	تم (فرشتو) گر پڑو اسکے آگے
	سجدے میں
انا عرضنا الامانۃ علی	البتہ ہم نے پیش کی امانت
السموات والارض والجبال	آسمانوں اور زمیں اور پہاڑوں
فابین ان یحملنہا واشفقن	پر ہر سب نے اسکو قبول نہ کیا
منہا وحملہا الانسان	کہ اٹھائیں اور اس سے ڈر گئے۔
انہ کان ظلوماً جہولا (۶/۲۲)	اور انسان نے اسکو اٹھا لیا یہ بڑا
	ہی ظالم اور بیخبر تھا
ان اللہ یامرکم	اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ
ان تؤدوا الامانات الی	امانتیں امانت والوں کے حوالے
اہلہا (۵/۵)	کردو
اللہ غنی وانتم الفقراء (۲/۲۶)	اللہ غنی ہے اور تم سب فقیر

مضن حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا۔ اقض عنی الدین
واغننی من الفقر۔ پھر حضرت صلعم کا ارشاد الفقر فخری
والفقر منی' (للمولف)

شہد اللہ انہ لا الہ الا ھو	(خود) اللہ گواہی دیتا ہے۔ کہ
والملٰئکۃ واولوا العلم	اسکے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور
قائماً بالقسط لا الہ الا	فرشتے اور علم والے بھی اس
ھو العزیز الحکیم (۳/۱۸)	بات پر گواہ ہیں۔ عدل کے
	ساتھ قائم ہے اسکے سوا کوئی
	معبود نہیں۔ زبردست حکمت
	والا ہے
الذی خلق السموات	جس نے آسمان وزمین اور جو
والارض وما بینھما	کچھ آسمان وزمین میں ہے۔
فی ستۃ ایام ثم استویٰ	(سب کو) چھ دن میں پیدا کیا۔
علی العرش۔ الرحمٰن	پھر عرش (بریں) پر جا ٹھہرا
فسئل بہ خبیرا (۲۵/۵۹)	(وہی خدائے) رحمٰن (ہے)

فصل

سو اس کی بابت تو کسی باخبر سے پوچھنا چاہیے

اے سید حقیقت مطلقہ ظہورات بے نہایت دارد اما کلیات او پنج ست ظہور اول ظہور علم اجمالی ست ظہور دوم ظہور علم تفصیلی ظہور سوم ظہور صور روحانیہ ظہور چہارم ظہور صور مثالیہ ظہور پنجم ظہور صور جسمانیہ است۔ اگر ظہور انسانی را جدا گیری ظہورات کلیہ شش بود۔ ایں ظہورات را تنزلات ستہ گویند اے سید انساں جامع ہمہ ظہورات است و بیان ایں جامعیت بوجوہ کثیرہ می آید (من عرف نفسہ فقد عرف ربہ) (رسالہ نور وحدت مصنفہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ)

ذالك بان الله هو الحق وان ما يدعون من دونه الباطل وان الله هو العلي الكبير (۲۱/۱۳)

یہ تصرفات اس بات کی دلیل ہیں کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے سوا جن کو وہ پکارتے ہیں سب باطل اور بیشک اللہ ہی سب سے بالا بڑی شان والا ہے

اولم يتفكروا في انفسهم

کیا ان لوگوں نے اپنے دلوں میں

مثن ماخلق السموات والارض
وما بینهما الا بالحق واجل
مسمیٰ وان کثیر من الناس
بلقاء ربھم لکفرون
(۴/۲۱)

غور نہیں کیا کہ اللہ نے آسمان اور
زمین اور جو کچھ ان کے درمیان
میں ہے نہیں پیدا کیا مگر حق کے
ساتھ اور وقت مقرر کے واسطے
اور اکثر لوگ اپنے رب کے
دیدار کے قائل ہیں

سنریھم ایاتنا فی الآفاق
وفی انفسہم حتی یتبین
لھم انہ الحق اولم یکف
بربك انہ علی کل شی
شہید الا انھم فی مریۃ
من لقاء ربھم الا انہ
بکل شی محیط (۱/۲۵)

قریب ہے کہ ہم دیکھ لینگے ان کو
اپنی نشانیاں آفاق اور انکے
نفسوں میں۔ یہاں تک کہ ظاہر
ہو جاوے کہ وہی حق ہے کیا
یہ بات کافی نہیں کہ تمہارا پروردگار
تمام چیزوں پر شاہد ہے۔ آگاہ
ہو کہ وہ لوگ اپنے رب سے ملنے
پر شک میں ہیں۔ آگاہ ہو تحقیق
وہ ہر چیز پر محیط ہے

غلط تھا آپ سے غافل گزرنا   نہ سمجھے ہم کہ اس قالب میں تو تھا فصل

گل و آئینہ کیا خورشید و مہ کیا   جدھر دیکھا تدھر تیرا ہی رو تھا

گر معرفت کا چشم بصیرت میں نور ہے   تو جسطرف کو دیکھیے اسکا ظہور ہے

آتی ہے دلمیں اور ہی صورت نظر مجھے   شاید یہ آئینہ بھی کسی کے حضور ہے

وللہ المشرق والمغرب   اور اللہ ہی کی ہے مشرق و

فاینما تولوا فثم وجہ اللہ   مغرب ۔ پس جدھر تم رخ کرو ۔

ان اللہ واسع علیم (۱۴/۱)   ادھر اللہ کا سامنا ہے بیشک

اللہ ہی گنجایش والا سب

کچھ جانتا ہے

آنکھیں جو ہوں تو عین ہے مقصود ہر جگہ   بالذات ہے جہاں میں وہ موجود ہر جگہ

اللہ نور السموات والارض ([illegible])   اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے

مہر ہر ذرہ میں مجھکو ہی نظر آتا ہے   تم بھی ٹک دیکھو تو صاحب نظراں کہتے ہیں

وھو اللہ فی السموات   وہی اللہ ہے آسمانوں اور زمین

وفی الارض (۶/۷)   میں

مفرد: جگ میں آکر ادھر ادھر دیکھا — تو ہی آیا نظر جدھر دیکھا

ھو الاول والاخر والظاھر — وہی اول ہے وہی آخر ہے وہی

والباطن وھو بکل شیء علیم — ظاہر ہے اور وہی باطن ہے اور

وہی کل چیزوں سے واقف ہے

(۱۲/۱۴)

ہے ما سوا کیا جو میر کہیے — آگاہ سارے اس سے ہیں آگاہ

جلوے ہیں اسکے شانیں ہیں اسکی — کیا روز کیا خور کیا رات کیا ماہ

ظاہر کہ باطن اول کہ آخر

اللہ اللہ اللہ

احادیث نبوی صلعم

ثم قال والذی نفس — پھر فرمایا آپ نے صلعم قسم ہے

محمد بیدہ لو انکم دلیتم — اس ذات کی جس کے ہاتھ میں

بحبل الی الارض السفلے — محمدؐ کی جان ہے اگر بہ تحقیق چھوڑ دو

لھبط علی اللہ ثم قرء ھو — رسی کو طرف زمین آخر کے البتہ

الاول والاخر والظاھر — پڑیگی وہ رسی اللہ تعالیٰ پہ پھر پڑھی

والباطن وھو بکل	آپ نے آیہ کریمہ ھو الاول والآخر فصل
شیٔ علیم (ترمذی)	والظاھر والباطن وھو بکل
	شیٔ علیم۔ یعنی وہی ہے
	اول اور آخر اور ظاہر اور باطن
	اور وہی ہے ہر شے کا جاننے
	والا
اللھم انت الاول	یا اللہ تو پہلے سے ہے پس
فلیس قبلک شیٔ و	نہیں ہے پہلے تیرے کوئی چیز
انت الاخر فلیس	اور تو ہی پیچھے ہے پس نہیں
بعدک شیٔ و انت	ہے پیچھے تیرے کوئی چیز اور
ظاھر فلیس فوقک	تو ہی ظاہر ہے پس نہیں ہے
شیٔ و انت باطن فلیس	اوپر تیرے کوئی چیز اور تو ہی
دونک شیٔ اقض عنی	باطن (پوشیدہ) ہے پس
الدین و اغننی من الفقر	نہیں ہے پیچھے تیرے کوئی
(مسلم ابوداؤد)	چیز ادا کر ہم سے قرض (استرداد

فصل ۶

امانت یعنی فنا فی اللہ) اور
محتاجی سے ہمکو غنی کردے

(بقا باللہ)

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اصدق کلمۃ قالھا الشاعر کلمۃ لبید الا کل شی ما خلا اللہ باطل (مسلم و بخاری)	کہا ابو ہریرہ رضؓ نے کہ فرمایا آں حضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچا کلمہ لبید کا ہے کہ دیکھو جو شئے کہ سوائے اللہ کے ہے وہ باطل ہے
عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلعم کان اللہ ولم یکن شیٔ غیرہ (بخاری)	عمران بن حصین رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تھا اللہ تعالیٰ اور نہ تھی کوئی شئے اسکے سوا

هو الآن کما کان	(وہ) اب بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ تھا نقل
لا تسبوا الدهر فان	زمانہ کو بُرا مت کہو بیشک اللہ
الله هو الدهر (مسلم)	ہی زمانہ ہے ۔
قال رسول الله صلعم قال	فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
الله تعالیٰ یوذینی بنی آدم	وسلم نے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے
یسب الدهر وانا الدهر	کہ ایذا دیتا ہے مجھکو بنی آدم
بیدی الامر اقلب اللیل	بسبب بُرا کہنے زمانہ کے حالانکہ
والنهار	میں ہی زمانہ ہوں میرے ہی
(بخاری مسلم ابو داؤد)	دست قدرت میں ہر ایک
	کام ہے لوٹاتا ہوں شب و روز کو
یا ابن آدم مرضت	قیامت کے اللہ تعالیٰ فرمائیگا
فلم تعدنی یا ابن آدم	کہ آدم کے بیٹے میں بیمار ہوا
استطعمتک فلم تطعمنی	تھا تو نے میری عبادت کی
یا ابن آدم استسقیتک	اے بنی آدم میں نے تجھ سے
فلم تسقنی	کھانا مانگا تو نے نہ کھلایا اسے

فصل ۲

بنی آدم میں نے تجھ سے پانی مانگا
تو تو نے نہ پلایا

یا ابن آدم مرضت فلم
تعدنی قال یا رب کیف
اعودک وانت رب
العالمین قال اما علمت
ان عبدی فلانا مرض
فلم تعدہ ما علمت انک
لو عدتہ لوجدتنی عندہ
(مسلم)

قیامت کے دن اللہ تعالے
فرمائیگا کہ اے بنی آدم میں بیمار
تھا تو نے میری عیادت نہیں
کی یہ کہیگا اے میرے رب کیونکر
تیری عیادت کرتا تو تمام عالم کا رب
ہے اللہ تعالی فرمائیگا کہ کیا تونے
نہیں جانا کہ میرا فلان بندہ
بیمار تھا پس نہیں عیادت
کی تو نے اس کی کیا تو نہیں جانتا
کہ اگر اسکی عیادت کرتا تو ضرور مجھکو
اوس کے نزدیک پاتا

وما تقرب الی عبدی بشیء
احب الی مما افترضتہ علیہ

نہیں تقرب حاصل کرتا ہے میرا بندہ
میری طرف مثل ادائے فرایض کے

وما یزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل حتّی احبه فاذا احببته کنت عینه التی یبصر بها واذنه التی یسمع بها ویده التی یبطش بها ورجله التی یمشی بها وفواده الذی یعقل بها ولسانه الذی یتکلم بها

(احمد ترمذی وطبرانی)

فصل ع یعنی ادا فرائض سے تقرب خاص حاصل ہوتا ہے اور ہمیشہ بندہ نزدیک ہوتا ہے نوافل سے حتیٰ کہ میں اس کو دوست رکھتا ہوں اور جب میں دوست رکھتا ہوں تو اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اسکا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اُسکا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا اور اسکا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اسکا دل ہو جاتا ہوں جس سے وہ سمجھتا ہے اور اس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ بات کرتا ہے

قرب فرائض سے مراد ذات الہی سے متحقق ہونا ہے ولی معہ اللہ

مضمون وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل قرب نوافل
سے مراد صفات الہی سے متصف ہونا جسکی تفصیل حدیث بالا میں مذکور
ہے (للمولف ۱۲)

اتقوا فراسة المومن	مومن کی فراست سے ڈرو اسلئے
فانه ینظر بنور الله	کہ بیشک وہ خدا کے نور سے
(ترمذی)	دیکھتا ہے
اذا ضرب احدکم	جب کوئی کسی کو مارے تو منھ پر
فلیجتنب الوجه فان	مارنے سے اجتناب کرے کیونکہ
صورة الانسان علی صورة	صورت انسان یقیناً صورت رحمٰن
الرحمٰن (دار قطنی)	پر ہے
اذا قاتل احدکم فلیجتنب	جسوقت مارے کوئی کسیکو چاہئیے
الوجه فان الله خلق آدم	کہ بچاوے منھہ کو کیونکہ بیشک
علی صورته (بخاری مسلم)	اللہ تعالےٰ نے پیدا کیا ہے آدم
	کو اپنی صورت پر
رایت ربی عز وجل	میں نے دیکھا اپنے رب عز وجل کو

فی احسن صورۃ (ترمذی دارمی) اچھی صورت میں

انی رایت ربی فی احسن بیشک میں نے اپنے رب کو
صورۃِ شابٍ امردٍ ایک نوجوان کی اچھی صورت
(ترمذی وطبرانی) میں دیکھا۔

احفظ اللّٰہ تجدہٗ تجاھک اللہ کے مراقب رہو تو اپنے
(ترمذی) سامنے اسکو پاؤ گے

اذا کان احد کمُ جب کوئی تم میں سے نماز پڑھے
یصلی فلا یبصق قبل وجھہ تو اپنے روبرو نہ تھوکے کیونکہ
فان اللّٰہ قبل وجھہ اللہ تعالیٰ اس کے روبرو ہے
اذا صلّٰی (مسلم وبخاری) جبکہ وہ نماز پڑھتا ہے

انّ احدکم اذا قام جب تم میں سے کوئی شخص نماز
فی صلوٰتہ فانہ یناجی میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے
ربہ فانّ ربہ بینہ پروردگار سے سرگوشی کرتا ہے
وبین القبلۃ (بخاری) بیشک اس کا رب اس کے اور
قبلہ کے درمیان ہے

فصل

اذا رفعت من الركوع
فقل ربنا لك الحمد
فان الله يقول على لسان
عبده سمع الله لمن حمده

جب اُٹھے رکوع سے پس کہہ ربنا
لک الحمد تو تحقیق اللہ تعالےٰ
اپنے بندے کی زبان سے فرماتا
ہے سمع اللہ لمن حمدہ

(شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ فی الفتاویٰ)

قال صلعم ان الله
تعالى ليغفر لعبده مالم
يقع الحجاب قالوا يا
رسول الله وما
الحجاب قال ان تموت
النفس وهو مشركة
(احمد و بیہقی)

فرمایا رسول اللہ صلعم نے تحقیق
اللہ تعالیٰ بخشدیتا ہے اپنے
بندے کو جب تک حجاب واقع
ہو صحابہؓ نے دریافت کیا یا
رسول اللہ وہ حجاب کیا چیز
ہے تو فرمایا کسی کا اس
حال میں مرجاتا کہ وہ مشرک ہو

ان المومن من يخرج
نفسه من بين جنبيه
(بیہقی فی شعب الایمان)

بے شک مومن وہ شخص ہے
جو خارج کرے نفس کو اپنے پہلو
سے

انت نورالسموات — تو ہی نور آسمان اور زمین فصل

والارض ومن فیھن — کا اور جو کچھ اُن میں ہے

(مسلم و بخاری)

دو جہاں سایہ است و نور توئی — ہمہ را مایہ ظہور توئی

رای محمدؐ ربہ اذا — دیکھا محمد صلعم نے اپنے رب کو

تجلی بنورہ الذی ھو — جب تجلی فرمائی اپنے نور سے

نورہ (ترمذی) — جو وہ نور ہے

ھل رائت ربک قال — کیا دیکھا آپ نے رب کو فرمایا

رایت نورانی اراہ (مسلم) — کہ دیکھا میں نے نور

اللھم اجعل فی قلبی — اے اللہ پیدا کر میرے دل میں نور

نورًا وفی بصری نورًا و — میری آنکھوں میں نور میرے

فی سمعی نورًا ومن یمینی — کانوں میں نور میرے داہنے

نورًا ومن یساری نورًا — نور میرے بائیں نور میرے اوپر

ومن فوقی نورًا ومن تحتی — نور میرے نیچے نور میرے

نورًا ومن امامی نورًا — سامنے نور اور میرے پیچھے نور

فصل ومن خلفی نوراً وفی نفسی — میرے نفس میں نور میرے
نوراً واعظم لی نوراً — واسطے نور پھیلا (بروایت دیگر)
(وفی روایة) وفی عصبی — میرے اعصاب میں نور میرے
نوراً وفی لحمی نوراً وفی دمی — گوشت میں نور میرے خون
نوراً وفی شعری نوراً و — میں نور میرے بالوں میں نور
فی بشری نوراً واجعلنی نوراً — میرے جلد میں نور اور بنا مجھ کو
(بخاری مسلم ابوداؤد و ابن ماجہ) — نور ہی نور۔

فقال الناس لقد طال — لوگوں نے کہا کہ چچیرے بھائی (حضرت علی کرم اللہ وجہ) کے ساتھ مشورت وسرگوشی میں بہت دیر ہوئی رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میں نے ان سے مشورہ نہیں کیا بلکہ اللہ نے کیا

نجواہ مع ابن عمہ فقال
رسول اللہ صلعم ما
انتجیت ولکن
اللہ انتجاہ

(ترمذی وطبرانی)

فصل

قال رسول اللہ صلعم — فرمایا رسول اللہ صلعم نے جس نے
من رانی فقد رای الحق — مجھے دیکھا بے شک حق کو دیکھا

(بخاری ومسلم)

اقوال مقربین و صدیقین و اکابر دین رضوان اللہ تعالےٰ اجمعین

انا نقطۃ باء بسم اللہ — میں نقطہ باء بسم اللہ ہوں

انا جنب اللہ الذی — میں پہلو (مظہر) ہوں اس اللہ
فرطتم فیہ وانا القلم — کا جس کے باب میں تم افراط
وانا اللوح المحفوظ و — کرتے ہو اور میں ہوں قلم اور

وفص انا العرش وانا الکرسی	لوح محفوظ اور عرش و کرسی
وانا السبع السموات	اور میں ہی ہوں ساتوں آسمان
وانا الارضون وانا	اور زمین اور میں زندہ ہوں
حی لا یموت الخ	نہ مروں گا

(خطبہ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ منقول از فتوحات۔ جواہر الحقائق وغیرہ مذکور در تحفہ اثنا عشریہ مولفہ مولنا شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی)

انی انا اللہ	تحقیق کہ میں اللہ ہوں

(حضرت امام جعفر علیہ السلام)

لیس فی جبتی الا اللہ	نہیں ہے میرے جبہ میں مگر اللہ

(حضرت جنید بغدادی رض)

لا الہ الا انا فاعبدون	البتہ میں ہی اللہ ہوں پس میری
سبحانی ما اعظم شانی	ہی عبادت کرو اور میں پاک
(حضرت بایزید بسطامی رض)	بڑی شان والا ہوں

انا اقول وانا اسمع	میں ہی کہتا ہوں اور میں ہی سنتا نصل
وھل فی الدارین غیری	ہوں بھلا میرے سوا دونوں
(حضرت ابو بکر شبلیؒ)	جہاں میں کون ہے

انا الحق	میں خدا ہوں

(حضرت شاہ منصور علیہ الرحمۃ)

قال اللہ تعالیٰ انا الدھر الخ	اللہ جل شانہ فرماتا ہے میں ہی زمانہ ہوں

(بخاری۔ مسلم۔ ابو داؤد)

من عرف نفسہ	جس نے اپنے نفس کو جانا
فقد عرف ربہ	تو اُس نے اپنے رب کو پہچانا

مولانا روم ؎

ابلہاں حیراں کہ آیا حق کجاست	بر زمین است یا کہ او خود بر سماست
یا کہ بر خلد بریں ست جائے او	یا کہ بر عرش بریں ماوائے او
نقد عقل خویش را در باختم	فکرہا کردم بسے در ساختم

حق بتو حق را تو می جوئی کجا

خویش را بشناس تا یابی خدا

فصل حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ حضرت سیدنا حسینؓ کو تعلیم فرماتے ہیں

یا ولدی فکرک فیک یکفیک	اے فرزند ترا فکر تجھ میں تیرے لئے کافی ہے
فلیس شئ خارجاً منک	کیونکہ کوئی شئے تجھ سے خارج نہیں ہے
داءک فیک وما تشعر	تیرا درد تیرے اندر ہے اور تو نہیں جانتا
دواءک منک ولا تبصر	اور تیری دوا تجھ میں ہے اور تو نہیں دیکھتا
وتزعم انک جسم صغیر	تجھکو گمان ہے تو چھوٹا جسم ہے
وفیک انطوی عالم کبیر	اور حالانکہ تیرے اندر ایک عالم اکبر بیٹھا ہوا ہے
وانت ام الکتاب الذی	اور تو وہ ام الکتاب ہے کہ
ما حرفہ یظہر المضمر	اپنے حرفوں سے دل کی بات جتاتا ہے

از امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مکتوب ۸۹ ہشتاد و نہم جلد ثالث .... پوشیدہ نماند کہ عبارت

فصل ہمہ اوست ہرچند در قدما، صوفیہ قدس اللہ تعالیٰ سرارہم متعارف
نبودہ است اما مثل انا الحق و سبحانی ولیس فی جبتی
سوی اللہ و امثال آنہا بسیار بودہ است کہ مؤدائے ایں
عبارت و آں عبارات یکے ست - آب از سر چو گزشت چہ یک
نیزہ چہ یک مشت و در متاخراں صوفیہ ایں عبارت شایع و ذایع ست
و بے تکلف ہمہ اوست میگویند و براں قول اصرار دارند مگر
قلیلے از اینہا کہ دریں عبارت و امثال ایں عبارت تردد دارند
بلکہ صورت انکار اظہار می نمایند و انچہ ایں فقیر از اطلاقات
ایشاں معنے ہمہ اوست می فہمد آنست کہ ایں ہمہ جزئیات متفرق
حادث ظہور یک ذات اند - تعالیٰ و تقدس در رنگ آنکہ صورت
زید مثلاً در مرایاے متعددہ منعکس گردد و ظہور آنجا پیدا کند
گویند ہمہ اوست یعنی ایں ہمہ صور کہ در مرایاے متعددہ نمود
پیدا کردہ است ظہور یک ذات زید است اینجا کدام جزئیست
دانتحاد است و کدام حلول و تلون ذات زید با وجود ایں ہمہ
صور بر صرافت حالت اصلی خودست و ایں صور در وے نہ ہیچ

نفس افزوده است و نه هیچ کاسته۔ آنجا که ذات زید است این همه صور را آنجا نامی
و نشانی نیست تا با وی نسبتی از نسب جزئیت و اتحاد و حلول و سریان پیدا کنند
سر الان کما کان را اینجا باید جست چه در مرتبه که اوست تعالی چنانچه عالم را پیش از ظهور آنجا گنجایش
نبود بعد از ظهور هم آنجا هیچ گنجایش نباشد۔ فلا جرم یکون الان
کما کان۔ ..... از تحقیق سابق واضح گشت که درین عبارات
شطح نما هیچ حلول و اتحاد نیست اگر محل است باعتبار ظهور است نه باعتبار
وجود چنانچه فهمیده اند و بحلول و اتحاد برده۔ ماناکه این مسئله توحید
در متقدمان صوفیه نیک محرر و ملخص نشده بود هر کسی از اینها
که مغلوب حال می گشت کلمه در توحید که اتحاد نما باشد از وی
ظاهر میشد و از غلبهٔ سکر بسر آن در نمی رفت و ظاهر آن عبارات
را از شائبه حلول و اتحاد مصروف نمی ساخت و چون نوبت بشیخ
بزرگوار محی الدین بن العربی قدس سره رسید او از کمال معرفت
این مسئله دقیقه را مشرح و مبین ساخت و مبوب و مفصل گردانید
و در رنگ صرف و نحو در حد تدوین آورد مع ذلک جمعی ازین
طائفه مراد او را نافهمیده تخطیه او نمودند و مطعون و ملام ساختند

و دریں مسئلہ دراکثر تحقیقات شیخ محق ست و طاعنان او دور از صواب فصل
بزرگی و وفور علم شیخ را از تحقیق ایں مسئلہ باید دریافت نہ رد و
طعن او باید کرد .... وآنچہ مختار ایں حقیر ست دریں مسئلہ و مبنا
شان تقدیس و تنزیہ ست عبارت ہمہ از وست نہ بآں معنی کہ
علماء ظواہر برآن اقتصار نمایند و گویند صدور خلق ہمہ از وست
ایں خود صادق ست مع ذالک اینجا علاقہ دیگر ہم ست کہ علما
باں مہتدی نگشتہ اند و صوفیہ بدریافت آن ممتاز گشتہ و آن
ارتباط اصالت و ظلیت است یعنی اگر وجود ممکن ست ناشی
از وجود واجب ست تعالی و پر تو وجود اوست سبحانہ و ہمچنیں
اگر حیات ست ناشی از صفت حیات اوست سبحانہ و پر تو آں حیوت
مقدسہ است علی ہذا القیاس العلم والقدرۃ والارادۃ
وغیرہا پس بطور صوفیہ عالم ہم صادر از وست سبحانہ و ہم
ظل کمالات او ناشی از ان کمالات منزہ او تعالی مثلاً وجودیکہ
بممکن دادہ اند نہ امریست کہ بسر خود باشد و استقلال او را
حاصل بود بلکہ آں وجود پر تو ظل وجود واجب ست تعالے

فصل: ہمچنیں حیوۃ و علم و غیرہا کہ بہ ممکن بخشیدہ اند نہ امورے اند
کہ باستقلال ثبوت از صانع تعالیٰ پیدا کردہ اند بلکہ باوجود صدور
از صانع تعالیٰ اینہا ظلال کمالات وے اند سبحانہ و صور و
امثال آں کمالات ہمیں ارتباط اصالت و ظلیت کہ صوفیہ آں
مہتدی گشتہ اند معاملہ صوفیہ را با علائے علیین بردہ است و بفنا
و بقا رسانیدہ و بولایت خاص متحقق ساختہ و چوں علماء ظواہر
را ایں دید میسر نشدہ است از فنا و بقا بہرہ نہ رسیدہ و بولایت
خاصہ متحقق نشدہ۔ و صوفیہ چوں کمالات خود را ظلال کمالات
واجب تعالیٰ یافتہ اند و وجود و سائر توابع وجود را عکوس
آں کمالات دانستہ ناچار خود را بیش از امانت دار کمالات او
ندیدہ اند و غیر از مرایائے آں کمالات نیافتہ و چوں بحکم ان اللہ
یامرکم ان تؤدوا الامانات الیٰ اھلھا ایں امانت را
باہل امانت سپارند و ایں کمالات را درست بذوق با صل
بدہند۔ خود را معدوم یابند و میت دانند چہ وجود و حیوۃ چوں
باصل رفت معدوم و میت ماند و فنا متحقق گشت للمولوی ؎

چوں بدانستی تو او را از نخست   سوئے آں حضرت نسب کردی درست فصل
وآنکہ دانستی کہ ظلِ کیستی   فارغی گر مردی وگر زیستی

بارخدایا از تنگی عبارات، الفاظیکہ شرع باطلاق آں وارد نشدہ است ودر رنگ ظلیت وغیرہا اطلاق می نمائیم ومیگوئیم کہ وجود ممکن ظل وجود واجب است تعالی وصفات او ظلال صفات کاملہ او تعالیٰ ازیں اطلاق ترساں ولرزانیم۔ وچوں اولیاء تو بایں اطلاق سبقت نمودہ اند امیدوار عفوئیم۔ ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطأنا۔

مکتوب ۱۲۲ صد وبست ودوم جلد ثالث۔۔۔۔

سوال۔ تو در رسائل خود درمیان واجب تعالیٰ وممکن نسبت اصالت وظلیت اثبات کردہ وممکن را ظل واجب تعالیٰ گفتہ ونیز واجب را تعالیٰ اعتبار اصالت حقیقت ممکن کہ کالظل اوست نوشتہ ومعارف کثیرہ برآں مرتفع ساختہ اگر باین اعتبار شیخ (محی الدین بن العربی) قدس سرہٗ نیز واجب را تعالیٰ حقیقت ممکن گوید چہ محظور لازم می آید وچرا ملام بود۔

مضؔ جواب - ایں قسم علوم کہ اثبات نسبت نماید درمیان واجب تعالے
وممکن وشرع بہ ثبوت آنہا وارد نشدہ است ہمہ از معارف
شکریہ است واز نارسائی بحقیقت معاملہ ع ممکن چہ بود کہ ظلّ
واجب باشد تعالی و واجب را تعالی چرا ظل بود کہ ظل موہم
تولید مثل ست، ومنبی از شائبہ عدم کمال لطافت اصل ہرگاہ محمد
رسول اللہ را از لطافت ظل نبود خدائے محمد را چگونہ ظل باشد
موجود درخارج بالذات وبالاستقلال حضرت ذات است تعالے
وصفات ثمانیہ حقیقیہ او تعالی وتقدس وماسوائے آں ہرچہ
باشد بایجاد او تعالی موجود گشتہ است وممکن ومخلوق وحادث
ست وہیچ مخلوقے ظل خالق خود نیست وغیر از مخلوقیت
ہیچ انتسابے بخالق ماورائے آں نسبت کہ شرع بآں واردست
ندارد - ایں علم بظلیت عالم سالک را درراہ بسیار بکار می آید
وکشاں کشاں باصل می برد وچوں بکمال عنایت منازل ظلال
را طے کردہ باصل برسد بمحض فضل او تعالی می یابد کہ ایں اصل
ہم حکم ظل داشتہ است وشایان مطلوبیت نبود کہ بداغ امکان

متسم است و مطلوب ماورائے حیطۂ ادراک و وصل و انفصال ست۔ مصرع

دریں ورطہ کشتی فروشد ہزار ۔۔۔ کہ پیدا نشد تختہ بر کنار

مکتوب ۹۵ ۔ نود و پنجم جلد ثالث ۔... حضرت حق سبحانہ تعالیٰ ہمیشہ بر تنزیہ و تقدیس خود ست واز صفات حدوث و سمات نقص منزہ و مبراست تغیر و تبدل را دراں حضرت جل سلطانہ بار نیست و اتصال و انفصال را دراں بارگاہ گنجایش نہ تجویز حالیت و محلیت انجا کفر ست و حکم باتحاد عینیت عین الحاد و زندقہ خواص عباد او تعالیٰ ہر چند دراں حضرت قرب و وصل پیدا کنند از قبیل قرب جسم بجسم نخواہد بود واز جنس اتصال جوہر بعرض نہ ۔ آنجا اگر قرب ست بے چوں ست و اگر وصل ست ہم بے چوں ۔ ہمگی کاروبار ایں بزرگواراں دراں حضرت جل سلطانہ از عالم بیچونی ست ۔ و عالم چوں نسبت بعالم بیچوں حکم قطرہ دارد نسبت بہ دریائے محیط کہ آں ممکن ست و ایں واجب تعالیٰ و نیز عالم چوں در ضیق زمان و مکان کائن ست و عالم بیچوں از تنگی وارستہ است و از مکان و زمان گزشتہ

مفص: آرے میداں عبارت و تعبیر دراں عالم متسع ست و دریں عالم، تنگ و تاریک لعلوہ عن العبارۃ و بعدہ عن الاشارۃ ارحم الراحمین خواص عباد خود را نصیبے از بیچونی دادہ در عالم بیچوں سر دادہ است و بمعاملات بیچونی مشرف ساختہ است۔ اگر فرضاً تعبیر ازاں بیچونی بچوں نمایند بعید تر ازاں ست کہ بالغاں لذت جماع را نارسیدگان بلذت قند و شکر تعبیر کنند چہ ایں ہر دو لذت از یک عالم چوں ست و آں تعبیر و معبر از دو عالم متبائن ست ناچار چوں کسے تعبیر از بیچوں بچوں نماید و بر بیچوں احکام چوں اجرا کند جاے آں دارد کہ مورد طعن و طرد گردد و بالحاد و زندقہ متہم شود پس دقت و غموض آں اسرار از راہ عبارت و تعبیر آمد نہ از راہ تحقق و حصول آں زیرا کہ متحقق شدن بآں اسرار کمال ایمان ست و تعبیر نمودن ازاں بیچوں بعبارات چوں عین کفر و الحاد من عرف اللہ کل لسانہ را اینجا کار باید فرمود۔

مکتوب ۱۲۱ صد و بست و یکم جلد ثالث ... از بقا یا

سکریست کہ تجویز افشائے اسرار نمودہ می آید.... اگر صحو خالص محض باشد افشائے اسرار آنجا کفر بود..... بقیہ سکر در صحو در رنگ نمک است کہ مصلح طعام است اگر نمک نباشد طعام معطل و بے کار بود ؎

گر عشق نبودے و غم عشق نبودے
چندیں سخن نغز کہ گفتے کہ شنودے

مکتوب ۹۵ نود و پنجم جلد ثالث .... در اسرار یکہ مخصوص بولایت حضرت امام ربانی ست قدس سرہ..... اگر شمہ از آں کاروبار کہ بایں ولایت مربوط ست اظہار نماید و یا اشارتے از آں معاملات کہ بآں دو ولایت منوط ست ظاہر سازد۔ قطع البلعوم و ذبح الحلقوم (یعنی بریدہ شود راہ گزر طعام از حلق و ذبح کردہ شود حلق) ہر گاہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ در اظہار بعضے علوم کہ از حضرت پیغمبر گرفتہ است علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام قطع البلعوم گوید از دیگراں چہ گفتہ آید۔ غوامض اسرار الٰہی ست جل سلطانہ کہ باخص خواص عباد خود درمیاں میدارد و نامحرمے در حوالی آں نمی گذرد۔ و حضرت خاتم الرسل

مضیٰ علیہ و علیہم الصلواۃ والتسلیمات کہ رحمت عالمیاں ست
از کمال معرفت وو فور قدرت آں اسرار را با ابو ہریرہ وغیرہ
درمیاں آورد و قابلیت مستمعان دانستہ آں درہاے مکنونہ
را بایشاں ایثار فرمودہ و مثل من مفلس کم بضاعت از تذکرد
خطور آں اسرار ہراساں و لرزاں ست و ہیچگونہ مناسبت خودرا
با ایں خرابی و آوارگی باں مطالب علیا نمی یابد امامیدانند ع
باکریماں کارہا دشوار نیست

حضرت سہل تستری رحمتہ اللہ علیہ

قال سہل تستری رضیا	فرماتے ہیں کہ اے مسکین خدا
مسکین کان و لم تکن	تعالیٰ موجود تھا اور تو نہ تھا اور وہ
و یکون ولا تکون فلما	ہوگا اور تو نہ ہوگا آج جو تو ہوگیا
کنت الیوم صرت تقول	تو کہنے لگا ہیں تو اب بھی
انا وکن الاٰن کما	ایسا ہی ہو جا جیسا پہلے نہیں
لم تکن فانہ الیوم کما	تھا کیونکہ آج ویسا ہی وقت ہے
کان	جیسا پہلے تھا

حضرت شیخ ابوالحسن مغربی شاذلی رضی اللہ عنہ فصل

انا لا نری مع الحق من — ہم خدا کے ساتھ کسی مخلوق کو کچھ
الخلق احداً وان کان ولا — بھی نہیں دیکھتے اور اگر ضروری
بد فکالھباء فی الھواء ان — ہو تو ایسا دیکھتے ہیں جیسا کہ ایک
فتشتہ لم تجد شیئاً — ذرہ ہوا میں ہوتا ہے اگر اس کی
نفحات الانس ص۶۰۶ — تفتیش کرو تو کچھ بھی نہیں ہوتا

حضرت خواجہ خواجگان خواجہ بہاء الدین نقشبند رضی اللہ عنہ

یا ایھا الذین آمنوا آمنوا باللہ ارشاد است بآنکہ در ہر طرفۃ العین نفی وجود طبیعی می باید کرد و اثبات واجب الوجود جل ذکرہ کہ وجودک ذنب لا یقاس بھا ذنب (از ملفوظات حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ عنہ

معلوم گردد کہ موجود و موثر مطلق نیست الا خداوند تعالیٰ و باید کہ جملہ ذوات و صفات و افعال را با ذات و صفات و افعال او محو و ناچیز دانی ہر کجا علمے و ارادتے و سمع و بصرے یابی اثرے از آثار علم

فصل ۷ وارادت و قدرت او دانی (عوارف المعارف)

حضرت غریب نواز خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ

روزے فرمودند کہ ہر آنکہ بایاد دوست ہمیشہ خیزد گوے نجات از میدان سعادت ببرد و از حال خود فانی بمشاہدہ دوست باقی و حق تعالے متولی اعمال او بود داورا بخود اختیار دبا غیر قرار نباشد

(از ملفوظات خواجہ)

فرمودند کہ وقتیکہ من از پوست خود بیروں آمدم عاشق و معشوق و عشق را یکے دیدم گفت ہست عارف حق باشد واز حق بہ ہیچ باز نہ گردد گفت صادق اوست کہ در ملک او چیزے نباشد او در ملک ہیچ کس نباشد (از رسالہ حالات خواجہ)

توحید وجود

حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ

فصل ۴

شہدت بان اللہ	میں گواہی دیتا ہوں
لا شیئ غیرہ۔ ان	کہ اللہ تعالے ہے اور
کل مکلف	نہیں ہے (موجود) کوئی شے
مامور بمعرفت اللہ	اس کی غیر ہر مکلف
تعالے ومعنے	معرفت الٰہی کے لئے
المعرفت ان یعلم	مامور ہے۔ اور معرفت
المعلوم علے ماھو	کے معنی ہیں معلوم
علیہ بحیث	کو ویسا ہی جانتا
لا یخفیٰ علیہ	جیسا کہ وہ ہے تا کہ اسکے
من صفات المعلوم	صفات سے کوئی صفت
شیئ لا با لظن	مخفی نہ رہے ظن و
والتقلید لا یحصل	تقلید سے کوئی علم

العلم والمعرفۃ لان
معنی الظن تجویز
الامرین احدھما
اظھر عن الاخرہ
ومعنی التقلید
قبول قول من لا
یدری ما قال
ومن این قال
وذلک لا یکون علما

(میزان التوحید)

معرفت حاصل نہیں
ہو سکتی اس لیئے کہ معنی
ظن جائز رکھتا ہے
دو امروں سے ایک امر
کو جو ظاہر تر ہو دوسرے
امر سے - اور تقلید
کے معنی ہیں کسی کی
بات کو مان لینا
بغیر سمجھے اسکے کہ وہ کیا کہتا
ہے اور کہاں سے کہتا
ہے علم و معرفت کے
لیئے ظن و تقلید
کافی نہیں ہے

حضرت حجۃ الاسلام
امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

والرابعۃ ان لا یری فی الوجود الا واحداً

(توحید کا) چوتھا مرتبہ یہ ہے کہ وجود میں سوا ذات واحد یکتا کے اور کسی کو نہ دیکھے

والرابع موحد بمعنی انہ لم یحضر فی شہودہ غیر الواحد فلا یری الکل من حیث انہ کثیر بل من حیث انہ واحد وھذہ ھی الغایۃ القصوی فی التوحید

اور یہ چوتھا اس نظر سے موحد ہے کہ اس کے مشاہدے میں بجز واحد یکتا کے اور کوئی نہیں آتا وہ سب کو کثرت کی راہ سے نہیں دیکھتا بلکہ وحدت کی راہ سے اور یہی توحید کی انتہائی منزل ہے

فصل

مجرد الاعتقاد من غیر	صرف اعتقاد بدون کشف کے
کشف کثیرا النفع بالاضافۃ	زبانی قول کی نسبت بہت مفید
الی مجرد نطق اللسان ناقص	ہے مگر کشف ومشاہدہ کی
القدر۔ بالاضافۃ الی	نسبت جو سینے کی کشادگی اور
الکشف والمشاہدۃ التی	نور حق کی اس میں تابش سے
تحصل بانشراح الصدر	حاصل ہوتا ہے اس کی قدر
والمفساحہ واشراق نور	کم ہے
الحق فیہ	
	(اس باب میں دو اعتبار ہیں)
ونقول ھٰھنا نظران نظر	ایک اعتبار تو صرف توحید و
بعین التوحید المحض و	وحدت وجود کا ہے جس سے
ھذا النظر یعرفک قطعاً	یقینی یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاکر اور
انہ الشاکر وانہ المشکور	مشکور محب اور محبوب ایک ہی چیز ہے
وانہ المحب وانہ المحبوب	اور یہ نظر ایسے لوگوں کی ہے جو
وھذا النظر من عرف انہ	جانتے ہیں کہ سوائے خدائے
لیس فی الوجود غیرہ وان کل	تعالیٰ کے اور کوئی معبود نہیں کل شئے

شیٔ هالك الا وجهه وان — ہالک الا وجہہ انکے دل میں ٹھنی ہے فصل
ذالك صدق فی كل حال — اور اسبات کو ہر حال میں ہر زمانہ میں
ازلاً وابداً — ازلاً اور ابداً سچ جانتے ہیں
ای فناء عن نفسه وعن غیر — سالک اپنے نفس اور غیر اللہ
الله فلم یرا الا الله تعالی — سے فانی ہوکر سوائے خدا سے
فمن لم یفهم هذا ینكر علیهم — تعالی کے اور کچھ نہیں دیکھتا
ویقول كیف فنی وطول ظله — جس شخص کی فہم میں یہ بات نہیں
اربعة اذرع ولعله یاكل — آئی وہ اس حالت کا انکار کرتا
فی كل یوم ارطالاً من الخبز — ہے اور کہتا ہے کہ بھلا جس شخص
فیضحك علیهم الجهال لجهلهم — کا سایہ چار ہاتھ لنبا ہو اور دن
بمعانی كلامهم وضرورة قول — بھر میں سیروں روٹیاں چٹ
العارفین ان یكونوا اضحكة — کرجاتا ہو وہ فنا کیسے ہو جاتا ہے
للجاهلین والیه الاشارة — اور باتیں جہالت کی کہہ کر ان پر
لقوله تعالی ان الذین — ہنستے ہیں انکی تقریر کے معانی نہیں
اجرموا كانوا من الذین امنوا — سمجھتے عارفوں کے لئے یہ بھی ضرور ہے کہ

فصل یضحکون واذا مروابھم
یتغامزون واذا انقلبوا
الی اھلھم انقلبوا فاکھین
واذا راؤھم قالوان
ھؤلاء لضالون وما
ارسلوا علیھم حافظین
ثم بین ان ضحک العارفین
علیھم غداً اعظم اذ قال
اللہ تعالی فالیوم الذین امنوا
من الکفار یضحکون
علی الارائک ینظرون

جاہلوں کے لئے باعث خندہ ہیں
اور اسی کی طرف اشارہ ہے اس آیت
میں وہ جو گناہگار ہیں وہ تھے ایمان
والوں پر ہنستے اور جب گزرتے
ان کے پاس سے تو آپس میں
اشارے کنائے کرتے اور جب
پھر کر جاتے اپنے گھر اور جب
انکو دیکھتے کہتے بیشک یہ لوگ
بہک رہے ہیں حالانکہ وہ (ہنسنے
والے) ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجے گئے
وہ پھر فرمایا کہ عارفوں کا ہنسنا کل
کو ان کے خندہ سے بڑھکر ہے۔
چنانچہ ارشاد ہے کہ 'ولو' آج ایمان
والے منکروں پہ ہنستے ہیں تخت
پر بیٹھے دیکھتے ہیں

النظر الثانی نظر لم یبلغ الی
مقام الفناء عن نفسه و
هؤلاء قسمان قسم لم
یثبتوا الا وجود انفسهم
وانکروا ان یکون لهم
رب یعبد و هؤلاء هم
العمیان المنکوسون وعماهم
فی کلتا العینین لانهم
نفوا ما هو الثابت تحقیقاً
وهو القیوم الذی هو قائم
بنفسه وقائم علی کل
نفس بما کسبت وکل قائم
فقائم به ولم یقتصروا علی
هذا حتی اثبتوا انفسهم
ولو عرفوا لعلموا انهم من حیث هم

فصل

دوسرا اعتبار یہ ہے کہ وجود کے
طرف نظر مذکورہ بالا سے نہ دیکھا
جائے پس جو لوگ اس رتبہ
پر نہیں پہونچے ان کی دو قسمیں
ہیں ایک قسم تو وہ ہے کہ اپنے
وجود کے سوا اور کسی کو موجود ہی
نہیں مانتے۔ اور اس بات کو برا
جانتے ہیں کہ انکا کوئی معبود ہو
ایسے لوگ بالکل اوندھے اور
دونوں آنکھوں کے اندھے
ہیں اوندھے اور الٹے اس جہت
سے ہیں کہ جو چیز کہ تحقیقاً ثابت
تھی یعنی ذات قیوم کہ قائم بالذات
ہے اور ہر ایک شخص کے اعمال کا قائم رکھنے
والا ہے اور جتنی چیزیں موجود ہیں

فصل ۶

ثبات لهو ولا وجود لهم
وانما وجود هم من حيث
اوجدوا الا من حيث وجدوا
وفرق بين الموجود وبين
الموجد وليس في الوجود
الا موجود واحد موجد
فالموجود حق والموجد باطل
من حيث هو والموجود
قايم وقيوم والموجد هالك
وفان واذا كان كل
من عليها فان فلا يبقى
الا وجه ربك ذو
الجلال والاكرام

وہ سب اسی کے باعث موجود ہیں
اس کو نہ جانا اور ان لوگوں نے
اسی پر اختصار نہ کیا بلکہ اس کے
مقابل میں اپنے نفسوں کو قائم
بالذات ٹھہرایا انکو اور اگر سوچیئے
تو معلوم ہوتا کہ نہ کچھ قیام ہے
نہ وجود۔ انکا وجود اس لیئے ہے
کہ دوسرے نے انکو ایجاد فرمایا
ہے اپنے آپ سے موجود نہیں
ہوئے اور ظاہر ہے کہ موجود اور
ایجاد کی ہوئی چیزوں میں بہت فرق
ہے اور موجود دو ہی چیزیں ہیں
یا موجود یکتا یا ایجاد کی ہوئی اشیا جن میں
سے موجود حق ہے اور ایجاد کی ہوئی
چیزیں بذات خود باطل اور موجود

فصل

حقیقی قایم اور قیوم ہے اور ایجاد
کی چیز ھالک وفانی ہے یہاں
تک کہ جب کوئی بھی نہ رہیگا تب
ذات پاک ہی رہیگی۔

الفریق الثانی لیس بهم عمی ولکن
بهم عور لانهم یبصرون
باحدی العینین وجود الموجود
الحق فلا ینکرونه والعین
الاخری ان لم یعمها لم
یبصر بها فناء غیر الموجود
الحق فاثبت موجودا اخر
مع الله تعالی وهذا
مشرک تحقیقا کما ان
الذی قبله جاحد
تحقیقا فان جاوز

دوسری قسم کے لوگ اندھے تو نہیں
مگر کانے ہیں یعنی ایک آنکھ سے
وجود موجود حقیقی کا دیکھتے ہیں اور
اوسی کے منکر نہیں مگر دوسری آنکھ
اگر بالکل چوپٹ ہوئی تو یہ نہیں
سوجھتا کہ سوائے موجود برحق کے
اور سب فانی ہیں اسی لئے اللہ
تعالے کے ساتھ دوسرے
کو بھی موجود ثابت کرتے
ہیں یہ لوگ مشرک ہیں
جیسے کہ اول (والے) منکر تھے

فمن هذا العمى الى العمى ادرك — اور اگر دوسری آنکھ میں کچھ
تفاوتا بين الموجودين — بینائی ہوئی تو چندھے ہوئے
فاثبت عبدا وربّا فبهذا — تو اس بینائی کے باعث دونوں
القدر من اثبات التفاوت — موجودوں میں فرق ثابت
والبعض من الوجود الآخر — کرتے ہیں ایک کو رب ایک
دخل فی حدّ التوحید ثم — کو بندہ کہتے ہیں اور اس قدر
ان کحل بصره بما یرید — تفاوت ثابت کرنے اور دوسرے
فی انواره فیقل عمشه — موجود کو ناقص سمجھنے سے حد توحید
وبقدر ما یزید فی بصره — میں داخل ہو جاتے ہیں گو پورے
یظهر له نقصان ما اثبته — موحد نہیں ہوتے پھر اگر
سوی الله تعالی فان — آنکھ میں سرمہ لگایا جائے
بقی فی سلوکه کذالک — اور چندھا پن کم ہو تو جتنا نور
فلا یزال یقتضی به — آنکھ کا بڑھتا جاوے گا
النقصان الی المحو — اتنا ہی وجود ماسوے اللہ کا
فینتهی عن رؤیته ماسوی — کم ہوتا جاوے گا اور سلوک

الله فلا یری الا الله فیکون
قد بلغ کمال التوحید
وحیث ادراک نقصا
فی وجود ماسوی الله
تعالیٰ دخل فی اوائل
التوحید وبینهما درجات
لا تحصی فیها بتفاوت
درجات الموحدین و
کتب الله المنزلة علی
سنة رسله هی الکحل
الذی به یحصل انوار
الابصار۔

راہ معرفت میں بھی حال گزرتا تو عشق
کم ہوتے ہوتے دوسرا وجود محو
ہو جاوے گا اور خدا کے سوا
کچھ نہ سوجھے گا اس وقت پوری
توحید کا رتبہ حاصل ہوگا۔ اور
جہاں سے دوسرے وجود
کو ناقص سمجھا تھا وہ ابتدائی
توحید تھی اور ان دونوں مرتبوں
کے درمیان میں درجات
بے انتہا ہیں اور اسی سے
درجات موحدین کے مختلف
ہوتے ہیں اور جس سرمہ سے
کہ نور بصر زیادہ ہوتا ہے وہ خدا
کی کتابیں ہیں جو اپنے رسولوں
پر نازل کی ہیں۔

قسم والانبیاء هم الکحالون
قد جاؤا داعین الی
التوحید المحض و ترجمته
قول لا اله الا الله -
و معناه ان لا یری الا
الواحد الحق - الخ

اور پیغمبر سرمہ لگانے والے ہیں
کہ سب کو توحید محض کے طرف لے
جاتے ہیں جس کا مضمون لا اله
الا اللہ میں موجود ہے یعنی
اس کلمہ طیبہ کے معنی یہ ہیں کہ
سواء خدا و تعالیٰ واحد برحق کے
اور کچھ نہ دیکھے - الخ

حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ

لا تطمع ان تدخل فی زمرة
الروحانیین حتی تعادی
جملتك و تباین جمیع الجوارح
والاعضاء و تنفرد عن
وجودك و حرکاتك و سکناتك
و سمعك و بصرك و کلامك
و بطشك و سعیك

فرمایا حضرت غوث الثقلین رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے روحانیوں کی جماعت
میں داخل ہونے کی آرزو مت کر یہاں
تک کہ تو اپنے تمام وجود کا دشمن
ہو جائے اور اپنے تمام اعضا و جوارح
سے جدا اور اپنی ہستی سے علیحدہ و تنہا
اور اپنے حرکات و سکنات اور سننے

وعملك وعقلك وجميع — اور دیکھنے اور کلام کرنے اور پکڑنے فعل

ماكان منك قبل وجود — اور چلنے اور اپنے عمل اور اپنی عقل

الروح فيك وما اوجد — اور تمام اس چیز سے جو تجھ میں روح

فيك بعد نفخ الروح لان — پہلے موجود تھی اور جو کچھ روح کے

جميع ذالك حجابك عن — پھونکے جانے سے بعد میں نمود ہوئی

ربك فاذا صرت روحا — سب سے تنہا ہو جانے کیونکہ یہ سب

منفردة سر السر وغيب — تیرا پردہ ہیں تیرے خدا عزوجل

الغيب مباينا الاشيأ — سے پس جب تو نری روح ہو جا

في سرك جدّ متخذا الكل — اور سر السر وغیب الغیب تو ہو جائیگا

عدوّ وحجابا وظلمة كما — اشیا سے الگ ظاہر و باطن میں

قال ابراهيم الخليل — پس حجاب اور ظلمت کو دشمن سمجھ

عليه الصلواة والسلام — جس طرح کہ حضرت ابراہیم ؑ نے

فانهم عدوّ لي الا رب — فرمایا فانہم عدو لی الا رب

العالمين وقال ذالك — العالمین وہ سب میرے دشمن

للاصنام فجعل انت جملتك — ہیں مگر خدا رب العلمین حضرت ابراہیم ؑ

مثل واجزاءك اصنامًا — نے بتوں کی بابت کہا تھا پس تو اپنے

سائر الخلق ولا تطع — تمام وجود اور اپنے تمام اجزا کو تمام مخلوقات

شيئًا من ذالك ولا تتبعه — کے بت تصور کرے اور ان میں سے

جملته فيه تومن على الاسرار — کسی چیز کی فرماں برداری نہ کرے

والعلوم اللدنية وغرائبها — اور اس کے طرف التفات تک

وترد عليك التكوين — نہ کرے پس اس وقت تو اسرار

وخرق العادات التى — اور علوم لدنیہ اور اس کے عجائبات

هى من قبيل القدرة — پر امین کیا جاویگا اور تجھ کو

التى تكون المؤمنين فى — کرامتیں عطا فرمائی جائینگی خوارق

الجنة فتكون فى هذه — عادات اس سے ظاہر ہونگے جو کہ

الحالة كانك احييت — از قسم ان قدرتوں کے ہیں جو

بعد الموت فى الآخرة — اہل ایمان کو جنت میں عطا ہونگی پس

فتكون كليتك قدرة — تو اس حالت میں ایسا ہوگا کہ گویا مرنے کے

تسمع بالله وتبصر بالله — بعد قیامت کے دن زندہ کیا گیا ہے پس

وتنطق بالله وتبطش — تجھے سب کچھ قدرت ہو جاوے گی

بالله وتسعى بالله و
تعقل بالله وتطمئن
وتسكن بالله فتعمى عما
سواه تصم عنه فلا ترى
لغيره وجوداً معه فحفظ
الحدود ولزوم الاوامر
والنواهي فان انخرم
فيك شيء من الحدود
فاعلم انك مفتون متلاعبة
بك الشياطين
فارجع الى حكم الشرع
والزمه ودع عنك الهوس
كل حقيقة لا يشهد لها
الشرع فهي زندقة
(فتوح الغيب)

تو اللہ کیساتھ سنیگا اللہ ہی کیساتھ [illegible]
دیکھیگا اور اللہ ہی کے ساتھ بولیگا
اللہ ہی کیساتھ پکڑیگا اللہ ہی کے
ساتھ چلیگا اللہ ہی کے ساتھ
سمجھے گا اللہ ہی کے ساتھ اطمینان
اور سکون حاصل کرے گا سو تو اسکے
ماسوا سے اندھا اور بہرہ ہوجاویگا
پس تو اس کے غیر کا وجود ہی نہ
دیکھیگا یا وجود حدود کی حفاظت
کرنے اور امر و نہی کے لازم پکڑنے
کے پس اگر تجھ سے حدود میں سے
کوئی ٹوٹ جائے تو جان لے کہ تو
فتنہ میں ڈالا گیا ہے شیطان تجھ سے
کھیلتے ہیں پس تو شرع کے حکم کے
طرف رجوع کر اور اسکو لازم پکڑ اور ہوس

کو اپنے پاس سے دور کردے کیونکہ
جس حقیقت کی شریعت شہادت
نہ دے وہ زندقہ اور الحاد ہے -

قال الله تعالی یا غوث الاعظم
ما اظهرت کظهوری فی
الانسان سألت یا رب
هل لک اکل وشرب قال
لی یا غوث الاعظم اکل
الفقیر اکلی وشربه شربی
ثم سألت یا رب من ای
شیء خلقت الملئکة قال
خلقت الملئکة من نور
الانسان وخلقت الانسان
من نور ذاتی

اللہ تعالی نے فرمایا اے غوث
الاعظم میرا ظہور اور کسی چیز میں ایسا
نہیں جیسا کہ انسان میں میں نے
پوچھا کہ اے میرے مولا کیا تیرے
لئے کھانا پینا بھی ہے خدا نے
فرمایا کہ اے غوث الاعظم فقیر ہی کا
کھانا میرا کھانا ہے اور اس کا پینا
میرا پینا ہے پھر میں نے سوال کیا کہ
اے میرے رب تو نے فرشتوں کو کس
چیز سے بنایا خدا نے فرمایا کہ میں نے
ملائکہ کو انسان کے نور سے اور انسان
کو اپنے نور ذات سے خلق کیا

یا غوث الاعظم جعلت — اے غوث الاعظم میں نے انسان کو مثل
الانسان مطیتی وجعلت — اپنی سواری بنایا ہے اور تمام دنیا
سائر الاکوان مطیتہ — کو اس کی سواری۔
یا غوث الاعظم الانسان — اے غوث الاعظم انسان میرا بھید
سری وانا سرہ ولو عرف — ہے اور میں اس کا بھید ہوں
الانسان منزلتہ عندی — انسان کی جو قدر منزلت میرے
لیقول فی کل نفس من — نزدیک ہے اگر اسے معلوم ہو جاوے
الانفاس انا الملک لا — تو ہر وقت یہی صدا دے کہ میں مالک
ملک الا انا — ہوں اور میرے سوا اور کوئی مالک نہیں

حضرت امام الائمہ شیخ محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ

ان اللہ تعالیٰ یقول کنت — اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اسکی سمع
سمعہ الذی یسمع بہ بصرہ — ہوتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور
الذی یبصر بہ ویدہ التی — میں اسکی بصر ہوتا ہوں جس سے
یبطش بہا ورجلہ التی — وہ دیکھتا ہے اور میں اس کا ہاتھ ہوتا ہوں

یسعی بھا فان کان ھویتہ
جس سے وہ گرفت کرتا ہے اور

ھی عین الجوارح التی ھی
میں اس کا پاؤں ہوتا ہوں جس سے

عین العبد فھو یتہ
وہ چلتا ہے پس اسی حدیث میں

واحدۃ والجوارح مختلفۃ
مذکور ہے کہ حق تعالیٰ کی ہویت
ان جوارح کی عین ہے اور یہ جوارح
بندہ کی عین ہیں پس ہویت ایک
ہی ہے اور جوارح مختلف ہیں

فالقرب الالھی من العبد
پس اخبار الہی میں خدا کے بندہ

لاخفاء بہ فی الاخبار
کے ساتھ قریب ہونے میں کوئی

الالھیۃ فلا قرب اقرب
خفا و استتار نہیں ہے اور کوئی

من ان یکون ھویتہ
قرب اس سے زیادہ نہیں ہے کہ

عین اعضاء العبد
حق تعالیٰ کی ہویت بندہ کے

وقواہ لان عینہ تعالیٰ
اعضا کی عین ہو اور بندہ بھی اعضا

بعینہ موجود فی کل
اور قویٰ ہے اور اسکے سوا سے وہ

صغیر و کبیر و لیس العبد
دوسری چیز نہیں ہے پس وہی

سوی ھذہ الاعضاء — حق ہے اور خلق موہوم ہیں حق فصل

والقوی فھو الحق مشہود — مشہود ہے پس خلق معقول

فی الخلق متوھم فالخلق — ہے اور حق تعالیٰ محسوس و مشہود

معقول والحق محسوس — ہے مومنین اور اہل کشف

مشہود عند المومنین — ووجدان کے نزدیک -

واھل الکشف والوجود الخ

فمن عرف ان الحق — پس جس نے جان لیا کہ حق تعالیٰ

عین الطریق عرف الامر — عین طریق ہے اس نے اصل امر کو اصلی

علیٰ ما ھو علیہ فان — طور سے پہچان لیا کیونکہ اسی

فیہ جلّ وعلا یسلک — ذات جل وعلا میں وہ چلتا ہے

و یسافر اذ لا معلوم الّا — اور سفر کرتا ہے اسلئے وہی معلوم ہے

ھو وھو عین السالک — اور وہی عین سالک و مسافر

والمسافر فلا عالم الا ھو — ہے پس عالم بھی سوا اس کے

فمن انت فاعرف — اور چیز نہیں ہے - اب

حقیقتک وطریقتک — تم کون ہو اپنی حقیقت پہچانو اور

فص فقد بان لك الامر على — اپنا راستہ جانو کیونکہ اصل الامر
لسان الترجمان ان — تم کو ترجمان الحق کے زبان سے
فهمت وهو لسان حق — ظاہر ہوگیا ہے اگر تم نے سمجھ لیا
فلا يفهمه الا من — ہے اور وہ ترجمان الحق کی
فهمه الحق فان للحق — زبان صحیح ہے اور اس کو وہی
نسبا كثيرة ووجوها — سمجھے گا جسکو حق تعالی سمجھا دے
مختلفة الخ — کیونکہ حق تعالی کی بہت نسبتیں
ہیں اور اس کے مختلف حیثیات
ہیں

تحققنا بالمفهوم وبالاخبار — ہم نے اسکے مفہوم اور حدیث
الصحيحة انه عين الاشياء — صحیح سے یقیناً جان لیا کہ وہ
والاشياء محدودة وان — (اللہ تعالی) اشیا کا عین ہے
اختلفت حدودها — اور اشیا محدود ہیں اور اگرچہ
فهو محدود بحد كل — مختلف ہیں حدود اشیا کے پس
محدود فما يحد شئ الا — وہ ہر محدود کی حد سے محدود ہے

وهو حد للحق فهو الساری — اور جب کسی شے کی حد ہوتی ہے — مفصل

فی مسمی المخلوقات — تو وہ حق تعالی ہی کی حد ہے

والمبدعات ولو لم یکن — اور وہی مخلوقات زمانی غیر زمانی

الامر کذالک ما صح — ہیں ساری ہے اور اگر یہ امر

الوجود فهو عین الوجود — اس طرح نہ ہوتا تو کسی موجود کا

فهو علی کل شیء حفیظ — وجود صحیح نہ ہوتا اور وہ عین

بذاته ولا یؤده حفظ — وجود ہے اور وہ ہر شے پر بذاتہ

شیء فحفظه للاشیاء — محافظ ہے اور اس کو شے کی

کلها حفظه لصورته — محافظت تھکاتی نہیں ہے

عن ان یکون الشیء — پس اس کو کل اشیا کی حفاظت

علی غیر صورته ولا — کرنی عین اپنی صورت کی حفاظت

یصح الا هذا فهو — ہے اور اس سے پاک اور برتر

الشاهد من الشاهد — ہے کہ کوئی شے اس کی صورت

والمشهود فی العالم — کی غیر ہو اور سوا اس کے دوسری

صورته وهو روح — صورت صحیح نہیں ہے۔ پس

فصح العالم المدبرة لہ — شاہد سے شاہد وہی ہے اور مشہود
فھو الانسان الکبیر — سے مشہود وہی ہے اور تمام عالم
(فصوص الحکم فص ہودیہ) — اس کی صورت ہے اور وہ حق تعالیٰ
تمام عالم کی روح ہے اور وہی عالم
کا مدبر ہے اور یہ تمام عالم ہی
انسان کبیر ہے جسکی حق تعالیٰ روح ہے

فان قلت بالتنزیہ — اور اگر تو تنزیہ کہتا ہے تو اس کو
کنت مقیداً۔ وان — مقید کرنے والا ہے۔ اور اگر تو
قلت بالتشبیہ کنت محدداً — تشبیہ کہتا ہے تو اس کو محدود
کرنے والا ہے۔

وان قلت بالامرین — اور اگر تو تشبیہ اور تنزیہ دونوں
کنت مسدداً۔ وکنت — کو کہتا ہے تو راہ راست پر ہے
اماماً فی المعارف و سیداً — اور تو معارف کا امام اور سردار ہے

فمن قال بالاشفاع کان — اور جو حق و خلق دونوں کو وہ کہتا ہے

مشرکاً۔ ومن قال بالافراد
کان موحداً۔ فایاک
والتشبیہ ان کنت ثانیاً
وایاک والتنزیہ ان
کنت مفرداً۔ فما انت
ھو بل انت ھو وتراہ فی
عین الامور مسرحاً
ومقیداً

(فصوص الحکم)

وہ شرک کرنے والا ہے اور جو شخص
دونوں کو ایک کہتا ہے وہی
موحد ہے پس بچا تو اپنے تئیں
تشبیہ محض سے اگر ہے تو دوئی
کا قائل اور بچا تو اپنے تئیں
تنزیہ محض سے اگر ہے تو ایک
کا قائل اور تو من حیث اطلاق
نہیں ہے بلکہ تو باعتبار عینیت
وہویت کے وہی ہے اور تو اس کو
اشیا کے عین میں مطلق اور مقید
دیکھتا ہے

اسرار العارفین حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

توحید عبارت از تخلیص قلب است از توجہ ما دون او سبحانہ تا زمانیکہ
دل را گرفتاری بما سوے متحقق اگرچہ اقل قلیل باشد از ارباب توحید

فصل نیست۔ بے تحصیل این دولت واحد گفتن و دانستن نزد ارباب اصول از فضول است آرے از واحد گفتن و دانستن کہ در تصدیق ایمان معتبر است لابد است اما بمعنی دیگر است فرقے درمیان لا معبود الا اللہ و درمیان لا موجود الا اللہ بین است۔ جلد اول مکتوب (۱۱۱)

توحید یکہ در اثنا راہ این طائفہ علیہ را دست می دہد دو قسم است توحید شہودی و توحید وجودی۔ توحید شہودی یکے دیدن است یعنی مشہود سالک جز یکے نباشد و توحید وجودی یک موجود دانستن و غیر او را معدوم انگاشتن۔ با وجود عدمیت مجالی و مظاہر ان یکے پنداشتن۔ پس توحید وجودی از قبیل علم الیقین آمد و شہودی از قسم عین الیقین۔ توحید شہودی از ضروریات این راہ است چہ فنا بے این توحید متحقق نمی شود و عین الیقین بے آن میسر نمی شود جلد اول مکتوب (۴۳)

در خارج غیر از ذات و صفات واجبی جل سلطانہ ہیچ چیز ثابت و موجود نبود۔ و باین معنی توان گفت الان کما کان مثال آن نقطہ جوالہ و دائرہ موہوم است کہ موجود ہمان نقطہ است و بس و دائرہ در خارج

معدوم است و نامے ونشانے درخارج ندارد۔ مع ذالک مثل
آن دائرہ در مرتبہ حس و وہم ثبوتے پیدا کردہ است الخ
باین تحقیق معلوم گشت کہ ہیچ چیز غیر از حق جل وعلا درخارج
موجود نیست چہ اعیان وچہ آثار اعیان بلکہ ثبوت اینہا در مرتبہ
حس و وہم است و ہیچ محظور لازم نیست الخ (جلد سوم مکتوب ۵۸)

حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی مجددی علیہ الرحمہ

یھدی اللہ لنورہ من یشاء عبارت است از ہدایت کردن
عارف بمراتب نور و معرفت سریان نور ذات در جمیع مراتب شیون
وصفات ظلال و ممکنات و ایجاد آنہم ذات قولہ تعالی اللہ نور السموات
والارض دلیل واضح است بر آن کہ ذات است کہ مایۃ الموجودیت
ہمہ اشیا است لاغیرھا (مکتوبات حضرت معصوم سرہندی کلمات طیبات)

حضرت مرزا جان جانان شہید مجددی علیہ الرحمہ

درعالم ہر چہ ہست از وجود و توابع آن ظلال و انعکاسات اوست

ازحضرت وجود جل شانہ فلاموجود بالوجود الحقیقی فی الخارج الحقیقی

الا اللہ فہذا ہو التوحید (مکتوب مندرجہ کلمات الطیبات)

حضرت مولنا شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس اللہ سرہ

وآنکہ گویند وجود یکے است وموجود یکے است وموجود جز یکے نہ

وغیرے درمیان نہ وگویند ؎ کجا غیر و کو غیر و کو نقش غیر

سوی اللہ واللہ ما فی الوجود حکایتے دیگر است شاید کہ حقیقت حال

ہمیں باشد۔ بناء ایں کار بر نفی ہستی و ترک وجود نہادہ اند نفی ہستی

و ترک وجود چہ باشد کدام ہستی وجود تا نفی آں نمایند و ترک دہند

مراد از نفی ہستی و ترک وجود یافت نیستی وادراک عدم خواہد

بود۔ چوں ذات وصفات ومال ومنال وتمام اوصاف

واحوال از حق باشد، دیگر آدمی را دریں جا مدخلے نماند۔ آدمی

بارے کیست کہ او را نام وجود نہند۔ ایں معنی از کتب ایں طائفہ

بہ تفصیل و تحقیق معلوم تواں کرد واگر از زبان مردے کہ آشنا

ایں راہ باشد بشنوند آنرا تاثیرے دیگر و نورانیتی دیگر باشد

فصل در جوہر فطرت را بحکم سعادت مندے باز اگر وکار گردد دل نشین تر گردد۔

ذات وے این معنی ابداع نمودہ باشند تا بے سابقہ تکلف در باطن

خود بذوق دریابد این پایہ از ہمہ بالاتر۔ و بحصول مقصود نزدیک تر باشد

اصل ہمیں است (کتاب المکاتیب)

حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اگر بالا نظر کنی ہمہ اللہ است و اگر پایین نظر کنی ہمہ اللہ است و اگر راست

بینی ہمہ اللہ است و اگر چپ بینی ہمہ اللہ است و اگر در خود نظر کنی ہمہ

اللہ است ہمہ حرکات و ارادات منجانب اللہ است پس ہمیشہ دریں

نسبت کوش و خود را از نظر خود بپوش ماند آں اللہ باقی جملہ رفت

اللہ لیس فی الوجود غیر اللہ قل اللہ ثم ذرھم (انفاس رحیمیہ)

حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس اللہ سرہ

بجواب مکتوب حضرت شاہ ابو سعید مجددی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد می

فرمایند کہ سیادت مآب حقایق و معارف آگاہ سلمہ اللہ تعالیٰ۔ نوشتہ بودند

منفعل که اولاً مشہود میشود که ذات مبدئی اثرہا دارد مانند آتش که اثرہا و صفات
فرق این قدر که ذات مبدئی صفات کامله غیر متناہی دارد لہذا بسبب
ظہور مراتب غیر متناہی می تواند بود و آتش ہمہ یک اثر دارد که ضوا
سیادت مآبا حاصل این شہود ظہور استعدادات وجود است
در مظاہر امکانیہ۔ و اطلاع بر عدم تناہی آن استعدادات جمیع صوفیا
چه قائل بوحدت وجود و چه قائل بوحدت شہود ہمہ بر آن متفق اند۔
باز نوشتند که مشہود می شود که وجود واحد است و قوالب مختلف
بسبب قوالب امتیاز ممکنات پیدا شد۔ ضو مصباح در خانه یک طور است
چو آنجا قوالب مختلف است اگر آئینہ ہا سرخ و سبز و زرد باشد در رنگ ہا
مختلف پیدا می شد سیادت مآبا این معرفت بوحدت وجود می کشد
باز نوشتند دو چیز مشہود میشود ذات که نور دقیق ست و صفات
در زید و فرس و حجر و غیرہ صفات مشہود می شود و دران میان بنظر دقیق
ذات ہم مشہود میگردد سیادت مآبا آن نیز از شعبہ ہائے وحدت
وجود است که حقیقت وجود رنگ ہائے مختلف که ظل قابلیات ذات
وجود است در ہمہ مشہود و ظاہر است سیادت مآبا آنچه بر لوح ضمیر ایشان

مشہود شدہ ہمہ موافق مکاشفات صوفیہ محققین است غلطی واقع نشد فضل

شکر نعمت واجب الوجود باید کرد و امید مزید باید داشت بالجملہ بحافظ

جمع درین سیر سلوک سعی نمایند ہمہ موافق سیر صوفیہ است و ہم

مطابق شریعت (مکتوب المعارف وکلمات طیبات)

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

وحدت الوجود حق و مطابق واقع است چراکہ دلائل عقلیہ و نقلیہ بر آن

قائم است علماء متکلمین در انکار این مسئلہ ہمگی دو وجہ است اول آنکہ

برین مسئلہ بسبب کمال دقت و باریکی شبہات عقلیہ و نقلیہ بسیار وارد

می شوند در نظر آنہا حل آن شبہات میسر نشدہ - ناچار بانکارش

آمدند - این ست حال شطحیات از متکلمین

دوم آنکہ این مسئلہ از اسرار است شرایع و ادیان موقوف

بہ دانستن این مسئلہ نیست الخ پس بیان این مسئلہ در کتب عقاید

بنا بر باریکی و دقت آن ممنوع و محذور است و امساک لسان ازان

واجب این است حال محققان متکلمین و معہذا این جماعت

فصل اجمالاً در تصانیف خود را ایماء اجمالی این مسئلہ وادہ اند کا لغزالی والرازی وغیرھما من الائمة فی ھذا الفن (فتاوی عزیزیہ)

قول بوحدت وجود بوجھی کہ مخالف احکام شرع نباشد یعنی جمیع موجودات را مظاہر حق دانند وجود را واحد انگارد وہر مرتبہ را از وجود حکم جداگانہ ثابت کند در بعضے مراتب موصوف بعبدیت ودر بعضے بالوہیت ودر بعضے حلال ودر بعضے حرام ودر بعضے طاہر ودر بعضے نجس ومراتب وجود راہم خلط نہ کند وبگوید ؎

ہر مرتبہ وجود حکمے دارد گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

ونیز بگوید العبد عبد وان ترقی والرب رب وان تنزل عین ایمان ومسلمانی است شائبہ کفر دریں نیست ومشائخ کبار وعلماء نامدار باین قول تصریحات ودر میان آں تصنیفات فرمودہ اند از قادریان این وپار شیخ عبدالرزاق واز چشتیان حضرت سید گیسودراز وسید جعفر مکی واز نقشبندیان حضرت خواجہ باقی باللہ وحضرت خواجہ عبیداللہ احرار ومولانا عبدالرحمن جامی ومولانا عبدالغفور لاری وشیخ عبدالرزاق کاشی واز مشائخ عرب شیخ محی الدین

عربی و شیخ صدر الدین قونوی و شیخ عبدالکریم جیلی و شیخ عبدالوہاب فضل و از علماء مدینہ منورہ حضرت شیخ ابراہیم کردی و از مشائخ مکہ معظمہ شیخ حسام الدین علی متقی و دیگر علماء مثل شیخ عبدالحق دہلوی در مرج البحرین باین قول رفتہ اند پس این قول را کفر دانستن تکفیر این ہمہ مسلمانان کردن است معاذ اللہ من ذالک

و در کلام حضرت غوث الاعظم و حضرت خواجہ بزرگ و حضرت قطب الدین اشارات باین یافتہ میشود و از حضرت خواجہ فرید الدین شکر گنج متواتر منقول است کہ مریدان خود را بزبان پنجابی تلقین ذکری فرمودند کہ در ہر جہت این لفظ را بگویند (دلیں تو) و این دلیل صریح بر اعتراف وحدت وجود است و در احادیث صحیحہ اشارت بہمین معنی آمدہ در حدیث ترمذی است " لو انکم ادلیتم بحبل الی الارض السفلی لھبط علی اللہ

و نیز در حدیث صحیح است کہ " اذا رفعت من الرکوع فقل ربنا لک الحمد فان اللہ یقول علی

نص لسان عبدہ سمع اللہ لمن حمدہ۔

بلکہ در آیات بسیار اشارت باین معنی واقع شدہ

صریح ترین آیات سنریھم ایاتنا فی الافاق

وفی انفسہم حتی یتبیّن لہم انہ الحق۔ اولم

یکف بربک انہ علی کل شیءٍ شہید۔

الا انہم فی مریۃ من لقاء ربہم الا انہ

بکل شئ محیط۔

فاینما تولوا فثم وجہ اللہ۔

وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی۔

ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ

ید اللہ فوق ایدیہم الخ

(فتاویٰ عزیزی جلد دوم)

اقتباس

از مکتوب حضرت مولانا حاجی امداد اللہ صاحب فاروقی چشتی
صابری رحمۃ اللہ علیہ محررہ ۲۱/ ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ در مقام مکہ معظمہ
بنام جناب مولوی محمد عبد العزیز صاحب چشتی صابری علیہ الرحمۃ بجواب
چند سوالات درباب مسئلہ وحدت الوجود وھو ہذا۔

سوال اول مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم معتقداں وحدت
الوجود و وحدۃ الموجود را ملحد و زندیق میگفتند مرید و شاگردشان
مولوی احمد حسین صاحب نیز ہمچنان میگویند و اقوال ضیاء القلوب
را ماؤل میدانند تاویل آن جز خود دیگرے را ملحی شمارند و مولوی
رشید احمد صاحب و مولوی محمد یعقوب صاحب نیز ہمیں مسلک
بودہ اند باوجود آنکہ اجازت از تو گرفتہ اند و مشرب اہل چشت میدارند
خلاف مشایخ چشت سخنان میگویند۔

جواب نکتہ شناسا مسئلہ وحدت الوجود حق و صحیح است دریں مسئلہ

شکے و شبہے نیست معتقد فقیر و ہمہ مشائخ فقیر و معتقد کسانیکہ با فقیر بیعت
کردہ و تعلق میدارند ہمین ست مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم و مولوی
رشید احمد صاحب و مولوی محمد یعقوب صاحب و مولوی احمد حسن صاحب
وغیرہم از عزیزان فقیر اند و تعلق با فقیر میدارند ہیچگاہ خلاف اعتقادات
فقیر و خلاف مشرب مشائخ طریق خود مسلکے نخواہند پذیرفت۔
مگر اعتقاد کیفیتے است قلبی کہ بندہ را از کمال علم و یقین صدق بر امرے در
دل مستحکم گردد این را در عرف شرع شریف تصدیق میگویند و اقرار
بلسان برائے اجرائے احکام مسلمانی ضرور افتادہ گرنہ بنا بر ثبوت اسلام
عند اللہ اقرار ضرورتے ندارد و تصدیق قلبی کافی ست این مسئلہ
وحدۃ الوجود چنان نیست بلکہ درینجا تصدیق قلبی و تیقن و کف لسان
واجب است چراکہ اسلام شرعی تعلق با خدا و با خلق میدارد و اسلام
حقیقی محض تعلق با خدا دارد آنجا تصدیق با اقرار ضرور است اینجا فقط
تصدیق باید سوائے آن در استتار این مسئلہ فائدہ ہمین کہ اسباب
ثبوت این مسئلہ بسیار نازک و نہایت دقیق فہم عوام بلکہ فہم علماء ظاہر کہ از
اصطلاح عرفا عاری اند قوت درک آن نمی دارد چہ علما بلکہ صوفیانیکہ ہنوز

سلوک خود تمام ناکرده باشند و از مقام نفس گزشته بمرتبه قلب نارسیده فصل
از ین مسئله ضرر می یابند و از مکر نفس و تنزلزل و لغزش پا در چاه اباحت
و قعر ضلالت سرنگون می افتند بلکه گروها افتاده اند کما نشهد نا ھھم
نعوذ باللہ من ذٰلک جناب ہم نیکو میدانند که این مسئله خاصیت
عجیب میدارد ع بعض را هادی و بعض را مضل هر چند نعمت خوشگوار
است اصحاب از ان لذت و حلاوت حاصل مرضا را تلخ و ناگوار و در حق شان
زہر قاتل برائے ہمین فرمودہ من صرح اسرار الربوبیة فقد کفر استتار
آن لازم افشائے آن ناجائز اول کسیکه درین مسئله خوض فرموده
شیخ محی الدین ابن عربی است قدس اللہ سرہ اجتہاد او درین مسئله
و اثبات آن ببراہین واضحه برگردن جمیع موحدان تا قیام قیامت
منت نہاد لطف اینجا است که شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی
قدس اللہ سرہ ہم عصر و ہم بلد او بود مردمان حال شیخ اکبر از و پرسیدند گفت
فهو زندیق مردمان از صحبت او احتراز می کردند چون وفات یافت
از شیخ الشیوخ حال آخرة او پرسیدند فرمود مات قطب الوقت
من کان ولی اللہ ہمه مردمان تعجب کردند و پرسیدند که چرا او را زندیق

مفصلہ گفتنی ما را از استناده محروم داشتی گفت او ولی و واصل بحق بود اما جذبہ
قوی داشت هر چند مقرب بارگاه بود قابل اتباع نبود در زمان اخیر
مجذوب شده بود زبان او در افشائے اسرار بے اختیار شده اگر شما
در صحبت او میرسید بیگراه می شدید چرا که از غلبۂ حال سخنان که
میگفت در فهم شما نمی آمد عوام را زبان وا داگر دانید بر شما سنت نهادم
پس اینجا غور باید فرمود که هر دمان را چه می رسد که با کس و ناکس بازار
مسئلہ وحدة الوجود گرم داریم و عوام را که جزوی از ایمان تقلیدی
میدارند از آن هم بے نصیب سازیم درینجا گفتگو بے حاصل است
وقت خود و اعتقاد عوام ضایع کردن است معارف آگاها برائے
همیں احتیاط احباب فقیر مثل فقیر زبان ازیں قیل و قال بستہ میدارند
و احتراز میکنند سائلان را اشارت بتاویلات مینمایند تا انکار آں
مسئلہ نگردد و بسا مردم جاہل بدستاویز این مسئلہ سر بشیخی برداشتہ
مجلس ها می آرایند خود گمراه شده گروه مسلمانان را گمراه میسازند چنانچہ
مشاهده می افتد پس ازیں قیل و قال چه فائده اگر بیاید مرد ما نرا
بطلب حق و ترک تعلق دنیا و کثرت ذکر و فکر تحریص باید فرمود و دران

باید کوشید چون ازین سلوک تزکیہ نفس و تصفیہ قلب حاصل گردد فضلِ خود ضرورت آن قسم مراقبہ کہ در ضیاء القلوب مرقوم شدہ پیش می آید خدا خود رہبری میکند والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا غرض از ہدایت کردن سبیل تجلی ذاتی است بر قلب سالک تا حقیقت مسئلہ وحدۃ الوجود منکشف گردد۔ این راہ رفتنی است گفتنی نیست از گفتن تا دانستن و از دانستن تا دیدن و شدن فرق بسیار است خدائے تعالٰی ما و احباب ما را شما و احباب شما را درین راہ از زلت پا نگہدارد پیر و شیخ اکبر حضرت جامی قدس اللہ سرہ السامی میگوید ؎

از ساحت دل غبار کثرت رفتن خوشتر کہ بہرزہ در وحدت سفتن

مغرور سخن مشو کہ توحید خدائے واحد دیدن نہ بود واحد گفتن

اگر از راہ انصاف نگذاریم و بتعمق نظر در حقیقت این مسئلہ نگریم جز حیرت در حیرت بدون فنا در فنا ہیچ بدست نمی آید چہ خاک گوئیم کہ چنین است و چنانست ع

آن سوختہ را جان شد و آواز نیامد

ضمیمہ

حضرت جلال الدین رومی رحمتہ اللہ علیہ

اللہ اللہ غیر اللہ نیست کس — اللہ اللہ گشت مارا ہم نفس

در بشر رو پوش آمد آفتاب — فہم کن واللہ اعلم بالصواب

اوست عین جملہ اشیا اے پسر — باتو گفتم راز پنہاں سر بسر

خود ہم او آب ست ہم ساقی و مست — ہر سہ یک شد چوں طلسم تو شکست

عقل اینجا ساکت آمد یا مضل — زانکہ دل یا اوست یا خود اوست دل

جملہ معشوق ست عاشق پردہ — زندہ معشوق است و عاشق مردہ

چشم نیکو باز کن در من نگر — تا ببینی نور حق اندر بشر

چوں مرادیدی خدارا دیدئی — گرد کعبہ صدق بر گردیدئی

باطنت بر جملہ عالم شد محیط — در مکان و لامکاں باشد بسیط

گرچہ آدم اندرون عالم است — در حقیقت عالم اندر آدم است

حق تو حق را تو می جوئی کجا — خویش را بشناس تا یابی خدا

بگذر از اسم و مسمیٰ را بیاب — بے مسمیٰ بر تو نہ بود فتح باب

حق عیاں است اے برادر جا و دل — تو عیاں را از چہ می جوئی نہاں

انفصالے بے تکیف بے قیاس　　ہست رب الناس را با جان ناس　فصل ع

گر بیابی قرب حق بے کیف وکم　　آن زمان واللہ گوئی حق منم

نیست از خود شو کہ تا یابی نجات　　چون تو بر خیزی نشیند حق بجات

چیست توحید خدا آموختن　　خویشتن را پیش واحد سوختن

گر بگوید جملہ حق است احمقی است　　ور بگوید جملہ باطل او شقی است

آن انا منصور رحمت شد یقین　　وان انا فرعون لعنت شد ببین

مسجدے کو اندرون اولیاست　　سجدہ گاہ جملہ است آنجا خداست

گر نبودے ذات حق اندر وجود　　آب و گل را کے ملک کردے سجود

تو بصورت رفتۂ گم گشتۂ　　زان نمی یابی کہ معنی ہشتۂ

صورت ظاہر چہ جوئی اے جوان　　رو معانی را طلب اے پہلوان

درگزر از اسم بنگر در صفات　　تا صفاتت رہ نماید سوئے ذات

گم شوی در ذات آسائی زخود　　چشم تو یکرنگ بیند نیک و بد

اختلاف خلق از نام اوفتاد

چون بمعنی رفت آرام اوفتاد

عاشق حقی و بینی غیر را　　کعبہ میخواہی کہ سازی دیر را

فصل غیر او را از نظر بیرون فگن | چشم دل نہ بر جمال ذوالمنن
کیست دیگر در جہاں غیر از خدا | از چہ احول گشتہ اے ترا از خطا
خود توئی کز غیر حق خود را بسوز | چشم دل بر وحدہ ہر دم بدوز
جز وجود مطلق و ہستی پاک | انچہ آید در خیالت ہست خاک
تو کجا و من کجا عالم کجا | ہست یک نور منزہ ای فتا
ظاہر و باطن نہان و آشکار | شمع یک شمع است قندیلش ہزار
در ہزاراں آئینہ یک صورت است | زین تکثر ہم خرد را حیرت است
کثرت آئینہ آمد از کجا | این ز اسما و صفات است ای کیا
شمع در آئینہ خانہ گر نہی | بینش ہر آئینہ اش را ہے وہی
در حقیقت یک بود ای ہوشیار | بینش چشم تو نمایان صد ہزار
ذات شمعان یک بود بے کثرتے | مر ترا ز آئینہ باشد حیرتے
بے تکثر شمع یک شد چون ہزار | وحدت ہستی مطلق ہوشدار
گر بپرسی آئینہ شد از کجا | شمع ہست آن خود قدیم با ضیا
آئینہ زاں جملہ اسما و صفات | اقتضا کردند فصل کائنات
و تو اول چشم را پیدا بکن | بعد ازاں دیدہ بسویش وا بکن

تیغ لا در قتل غیر حق براند   در نگر آخر که بعد لا چه ماند   فصل

ماند الا الله باقی جمله رفت   شاد باش ای عشق شرکت سوز زفت

قرب از پایین به بالا جستن است   قرب حق از حبس هستی رستن است

نفی را اثبات می پنداشتیم   دیدهٔ معدوم بینی داشتیم

عارفان که جام حق نوشیده اند   رازها دانسته و پوشیده اند

آنکه کف را دید آید در سخن   وانکه دریا دید شد بی ما و من

ای خنک آنرا که ذات خود شناخت   اندر ایں سرمدی قصری بساخت

هر که محجوب است او خود کودکی ست   مرد آن باشد که بیرون از شکی ست

از خودی خود ندارم هم خبر   نیست از هستی سر مویم خبر

هوش من از غیر حق آگاه نیست   در دل و جانم بجز الله نیست

از خودی بگذر که تا یابی خدا   فانی حق شو که تا یابی بقا

گر ترا باید وصال راستین

محو شو والله اعلم بالیقین

تو نمی دانی که آخر کیستی   جهد کن چندانکه دانی چیستی

آنکه آدم را بدن دید او رمید   وآنکه نور مؤتمن دید او خمید

فصل: پاسبان آفتاب اند اولیا / در بشر واقف ز اسرار خدا

آن ولی حق که خوی حق گرفت / نور گشت و تابش مطلق گرفت

مرده است از خود شده زنده برب / زان بود اسرار حقش در دو لب

جان بجانان داد از خود باز رست

بر سریر ملک جاویدان نشست

تو نه این جسمی بل آن دیده / وارهی از جسم گر جان دیده

آدمی دیده ست و باقی لحم و پوست / هر چه چشمش دیده است آن غیر اوست

این دوی اوصاف دید احول است / ورنه اول آخر آخر اول است

هین گذار از نقش خم در خم نگر / کاندرو بحریست بی پایان و سر

این چنین خم را تو دریا دان یقین / زنده از وی آسمان و هم زمین

بلکه وحدت گشته او را در وصال / شد خطاب او خطاب ذوالجلال

بعد ازان گوید حقم منصور وار / تا شود بردار شهرت او سوار

ما همه عینیم گر شد نقش عین / بل همه عینیم ما بی میغ و غین

غرق دریائیم گرچه قطره ایم / جملگی شمسیم گرچه ذره ایم

چیست عالم آن عرضها مجتمع / در یکی عین بسیط متسع

نیست چون اعراض را ہرگز بقا — ہر چہ موجود است ہست اکنون فنا فصل

عالم امواج است در بحر وجود — لیک چون آبست سیالی و دود

نیست در واقع بجز نقطہ دگر

این فساد از حس تو شد اے پسر

نور او در یمن و یسر و تحت و فوق — بر سر و بر گردنم مانند طوق

ما عدم ہائیم ہستی ہائے ما — تو وجود مطلق فانی نما

نور نور چشم خود نور دل ست — نور چشم از نور دلہا حاصل است

باز نور نور دل نور خدا است — کو ز نور عقل و حس پاک و جدا است

ہر کرا باشد ز سینہ فتح باب — او ز ہر ذرہ بہ بیند آفتاب

حق پدید است از میان دیگران — ہم چو ماہ اندر میان اختران

دو سر انگشت بر دو چشم نہ — ہیچ بینی از جہان انصاف دہ

ور نہ بینی این جہان معدوم نیست — عیب جز انگشت نفس شوم نیست

تو ز چشم انگشت را بردار ہین — وانگہانے ہر چہ می خواہی ببین

آئینہ ہستی چہ باشد نیستی — نیستی بگزین گر ابلہ نیستی

ہین بکن تعجیل اول نیست شو — چون غروب آری بر آر از شرق ضو

فصل ۷

حضرت خواجہ عطار رحمۃ اللہ علیہ

نکو گوئے نکو گفتہ است در ذات — کہ التوحید اسقاط الاضافات

ازان نا محرمی و ماندہ غافل — کہ این معنی نکردستی تو حاصل

یکے حرف است چندینی کتابست — یکے نور است چندینی حجابست

ازین معنی کہ می گویم نشکے نیست — کہ در حق الیقین غیر از یکے نیست

حجاب خویش اینجا صورت تست — اگر خواہی چو مردان خدا جست

حجاب صورتت بردار از پیش — کہ تا معنی بیابی مرد درویش

گمان بگذار و با نال یقین باش — چو مردان خدا تو پیش بین باش

توئی سلطان سر لامکانی — بہ معنی برتر از کون و مکانی

تو با اوئی و او با تست ہمیشہ — چرا در جستن و جوئی ہمیشہ

دلا حق بین کہ حق داری تو در خویش — طلب کن در بر خود و ہیر خویش

وجود تست اینجا عین بے چون — کہ ہمو داست رخ از کاف و از نون

چو سر اینجا بریدی ہم چو عطار — تو ہستی نقطۂ اسرار پرکار

نمی گویم کہ جان در باز اینجا — فنا شو تا بیابی راز اینجا

هزاراں شرح گفتم از حقیقت تو ماندستی ہنوز اندر طبیعت فصل

حقیقت چیست پیش اندیش بودن زخود بگذشتن و باخویش بودن

حقیقت بین و بگذر از ہمہ باز وجود خویش را اندر ہمہ باز

بداں ایں و چناں گم شو دریں کار کہ سرگرداں شوی مانند پرکار

چنیں خواہی شدن در آخر کار کہ ویرانی پذیرد نقش پرکار

کہ می داند کہ ایں اسرارہا چیست؟ کہ دل ہر لحظہ خوں بر جائے بگریست

بزن کوس معانی ہم چو عطار
برافگن پردۂ از روئے اسرار

حضرت شاہ بوعلی قلندر علیہ الرحمۃ

چوں کشائی چشم اے اہل یقیں ہر طرف تاباں جمال یار بیں

یار را می بیں تو در ہر آئینہ سوز و سازی اوست در ہر طنطنہ

اوست در ہر ذرہ پیدا و نہاں اوست در ارض و سماؤ لا مکاں

چوں الف در لام سے گرد نہاں خویش را گم ساز تا گردد عیاں

تا توئی کے یار گردد یار تو چوں نباشی یار باشد یار تو

فصل ہر کہ او از خویشتن بیزار گشت / بیشک آں کس محرم اسرار گشت

یار در پہلو چرائی بے خبر / یار در تو تو چہ گردی در بدر

چوں تو داری چشم احول اے پسر / کے در آید روئے جاناں در نظر

پیش مردن میر اے نیکو سیر / جاں بجاناں دہ و جاں از خود گزر

یک قدم باشد حریم دوست بس / چند گردی بے خبر اے بوالہوس

حضرت بہلول رحمۃ اللہ علیہ

اے برادر غیر حق خود نیست کس / اہل معنی را ہمیں یک حرف بس

گر تو غیر حق نہ بینی در جہاں / بر تو روشن گردد اسرار نہاں

جملہ را یک بینی اے مرد خدا / تا نباشی در مقام احولاں

چوں نماند نقشہا اندر میاں / آں زماں نقاش را بینی عیاں

با تو گویم سر اسرار نہاں / اے برادر نقش را نقاش داں

چوں ترا باشد کمال دین حق / خویش را ہرگز نہ بینی جز کہ حق

بغیر حق مبیں در ہر دو عالم / اگر ہستی ز ذریات آدم

کہ اندر ہر دو عالم جز یکے نیست — دریں معنی کہ می گفتم شکے نیست

ما و من بگذار بگذر از دوئی — تا دریں رہ مرد صاحب سر شوی فصل

چوں تو یکتا باشی اے مرد خدا — پس بقا باشد ترا بعد از فنا

دو مبیں اے مرد معنی درمیان — تا شود اسرار حق پیشت عیاں

دو مبیں اے مرد بگذر از دوئی — تا رسی در عالمے کہ بو دئی

اے دل آخر یکزماں بگذر ز جاں — تا رسی اندر مقام لامکاں

اے دل آخر بگذر از عقل فضول — چند باشی در پے ردّ و قبول

گر تو غیر حق بہ بینی اے پسر — در قیامت خستہ گردی کور و کر

گر تو غیر حق بہ بینی اے فقیر — ہر زماں از جاں بر آید صد نفیر

غیر حق اندر دو عالم خود مبیں — شک بسوزاں وگذر کن از یقیں

چوں تنت فانی شود در بحر نور

محو گردی و شوی اندر حضور

حضرت نظامی گنجوی علیہ الرحمۃ

پناہ بلندی و پستی توئی — ہمہ نیستند آنچہ ہستی توئی

نشاید ترا جز بتو یافتن — عناں باید از ہر درے تافتن

فضلش ہمہ صورتے پیش فرہنگ رائے | بہ نقاش صورت بود رہ نمائے
ترا ہیچم از ہرچہ پرداخت است | کہ ہستی تو سازندہ او ساختہ است

بسے منزل آمد ز من تا بتو
نشاید ترا یافت الّا بتو

حضرت سعدی رحمتہ اللہ علیہ

کہ تا با خودی در خدا راہ نیست | ازیں نکتہ جز بے خود آگاہ نیست
ندانی کہ چوں راہ ہر دم بدوست | ہر آنکس کہ پیش آمدم گفت اوست
کہ گر آفتاب است یکذرہ نیست | دگر ہفت دریاست یکقطرہ نیست
مے صرف وحدت کسے نوش کرد | کہ دنیا و عقبیٰ فراموش کرد
چو سلطان غیرت علم برکشد | جہاں سر بجیب عدم در کشد
اگر یاری از خویشتن دم مزن | کہ شرکت بود با یار و با خویشتن
تو خود را گماں بردۂ پر خرد | انائے کہ پرشد دگر چوں پرد
رہ عقل جز پیچ بر پیچ نیست | بر عارفاں جز خدا ہیچ نیست
ز دعوی تہی آئی تا پر شوی | تو از خود پری زاں تہی میروی

همه هر چه هستند ازاں کمترند   که با هستیش نام هستی برند

گر از هستی خود خبر داشتے   همه خلق را نیست پنداشتے

ز هستی در آفاق سعدی صفت

تہی گرد باز آئی پر معرفت

حضرت نجم الدین محمود شبستری رحمۃ اللہ علیہ

تعالی اللہ قدیمی کو بیکدم   کند آغاز و انجام دو عالم

جہان خلق و امر اینجا یکے شد   یکے بسیار و بسیار اندکے شد

همه از وہم تست ایں صورت غیر   که نقطه دائره است از سرعت سیر

یکے خط ست ز اول تا بآخر   برو خلق جہاں گشته مسافر

محقق را که از وحدت شہود است   نخستین نظر بر نور وجود است

دلے کز معرفت نور صفا دید   ز ہر چیزے که دید اول خدا دید

جہاں جمله فروغ نور حق داں   حق اندر وے ز پیدائیست پنہاں

چه نور حق ندارد نقل و تحویل

نیا مد اندرو تغییر و تبدیل

مفتی دل عارف شناسائے وجود است — وجود مطلق او را در شہود است

بجز ہست حقیقی ہست نشناخت — دیا ہستی کہ ہستی پاک در یافت

وجود تو ہمہ خارست و خاشاک — برون انداز از خود جملہ را پاک

چو تو بیروں شدی او اندر آید — بتو بے تو جمال خود نماید

تو ئی تو نسخہ نقش الہی
بجو از خویشتن ہر چیز کہ خواہی

انا الحق کشف اسرار ست مطلق — بجز حق کیست تا گوید انا الحق

چو کردی خویشتن را پنبہ کارے — تو ہم حلاج وار این دم برآری

برآور پنبۂ پندارت از گوش — ندائے واحد القہار بنیوش

درآ در وادی ایمن کہ ناگاہ — درختے گویدت انی انا اللہ

روا باشد انا الحق از درختے — چرا نبود روا از نیک بختے

ہر آنکس را کہ اندر دل شکے نیست — یقین داند کہ ہستی جز یکے نیست

انانیت بود حق را سزاوار — کہ ہو غیب ست و غائب ہم پندار

جناب حضرت حق را دوئی نیست
در آن حضرت در ما و توئی نیست

هر آنکو خالی از خود چون خلا شد — انا الحق اندر و صوت و صدا شد

شود با وجه باقی غیر هالک — یکے گردد سلوک و سیر و سالک

حلول و اتحاد این جا محال ست — که در وحدت دوئی عین ضلال ست

تعین بود کز هستی جدا شد — نه حق بنده نه بنده با خدا شد

وجود خلق و کثرت در نمود است — نه هر چه آن نماید عین بود است

جز از حق نیست دیگر هستی الحق — هو الحق گو و گر خواهی انا الحق

نمود وهمی از هستی جدا کن
نه بیگانه خود را آشنا کن

وصال حق نه خلقیت جدائیست — ز خود بیگانه گشتن آشنائیست

چو ممکن گرد امکان بر فشاند — بجز واجب دگر چیزے نماند

وجود هر دو عالم چون خیال ست — که در وقت بقا عین زوال ست

نه مخلوق ست آنکو گشت واصل — نگوید این سخن را مرد کامل

عدم کے راه یابد اندرین باب — چه نسبت خاک را با رب ارباب

تو معدوم و عدم پیوسته ساکن — بواجب کے رسد معدوم ممکن

نظر کن در حقیقت سوی امکان — که او بے هستی آمد عین نقصان

فصل۶ وجود اندر کمال خویش ساریست | تعینہا امور اعتباریست
خیال از پیش بر خیزد بیکبار | نماند غیر حق در دار دیار
ترا قربے شود آن لحظہ حاصل | شوی تو بے توئی با دوست واصل
وصال اینجا یکے فع خیال ست | خیال از پیش برخیزد وصال ست
نگو ممکن ز حد خویش بگذشت | نہ او واجب شد و نہ واجب او گشت

ہر آن کو در حقیقت گشت فائق
نگوید کیں بود قلب حقائق

حضرت معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ

تو چند در طلب یار در بدر گردی | بہ خود نگر کہ توئی مظہر ہمہ اسما
نقاب ہستی خود را تو از میاں بردار | دگر ببین کہ جمال کہ می شود پیدا
بکوش تا کہ ز چشمت غبار بر خیزد | کہ تا معائنہ بینی ظہور نور خدا

اگر تجلی نور قدم ہمی خواہی
معین نقاب حدوث از جمال خود بکشا

توئی کہ جز تو ترا خود حجاب دیگر نیست | بغیر نور رخت را نقاب دیگر نیست

شهود حق طلبی از وجود خود بگذر — که جز وجود تو او را حجاب دیگر نیست — فصل

ز قشر تن بگذر در لباب جان بنگر — دران لباب عجب گر کتاب دیگر نیست

چو محو تست معین نام او چه می پرسی

که جز محو تیش اکنون جواب دیگر نیست

چشم بکشا که آفاق پر از نور خداست — خالی از نور خدا در همه آفاق کجاست

معنی گر ز نظر خلق نهان بود مدام — نیک بنگر که نمودار ازین صورتهاست

آن جمالیکه نظر تیز دران محرم نیست — هم چو خورشید درین آئینها پیداست

شد معین با تو بخلوت گه وحدت محرم

تا که از هستی وا ز نیستی خویش جداست

بخدا غیر خدا در دو جهان نیست کسے — صد دلیل است ولے واقف ازان نیست کسے

لاجرم عاشق و معشوق بخود ساخت پدید — تا که بر وے بجز از وے نگران نیست کسے

زنده دل را چه غم از رفتن جان روز ازل — تا که دل زنده باین روح روان نیست کسے

بار عشق تو معینی بدل و جان بکشد

که هوادار تو تنها بزبان نیست کسے

کسے که عاشق و معشوق خویشتن همه اوست — حریف و خلوت و ساقی و انجمن همه اوست

اگر بینی بتحقیق سبک گر یکی دانی — که ناظر دل و منظور جان و تن همه اوست

اگر تو خود بہستی خویش پاره کنی — نظر کنی که درین زیر پیرهن همه اوست

گو که کثرت اشیا نقیض وحدت گشت

تو در حقیقت اشیا نظر فگن همه اوست

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ

آرزو گر بودت به تو دیدار خدا — زنگ ہستی ببرو دیدۂ معنی بکشا

تا زخود وا نرہی نیست ترا ہیچ علاج — گر کنی طاعت صد سالہ بیک روز ادا

یک قدم بر سر نفس ار بتوانی بنہاد — نیست حاجت کہ ریاضت کشی اندر شبہا

قطب دین سود و زیان دو جہاں ہیچ بہ ہیچ

گوشہ گیر و بجز ذکر خدا لب مکشا

خطا خطا بہستی خود در کشیدہ است — صاحب دلے کہ شربت وصلش چشیدہ است

فانی ز خویش گشتہ و باقیش با خدا است — آن قابلے کہ بار امانت کشیدہ است

زان قطب دین رشادی وصل دوست — گز راہ بیخودی بوصالش رسیدہ است

گذار خود پرستی خود قطب دین تمام — نا اہل کہ خود پرست خدا را ندیدہ است

فصل

تا گشته‌ام بکوی فنا آشنای دوست | تا گشته‌ام جدا از لقاء دوست
مهر دلم ربوده ز سودای غیر خویش | جز نماند در دل و جانم ورای دوست
خوش آنکه دل بدلبر جانی سپرده است | آری ولای هر که نیست لایش بتلای دوست
عقل تو عقیده است علم تو حجاب | هستی تو بر روی آب مانند حباب

معلوم که سرمایه عمرت چند است
بشتاب و جمال یار خود را دریاب

نیم شب از خواب غفلت باش بیدار ای پسر | منتظر بیا نشین تا دلبر کند سویت نظر
گر نه بیند دیده دل چهره دلدار را | پاک کن ز آئینه دل زنگ هستی و دگر
بر فروز از جذبه حق در دل خود آتشی | تا نماند در وجودت هیچ چیز از خشک و تر
کوششی کن اندرین راه و بر از خود میان | تا همه او گردی و از خود نماند هیچ اثر
از پی پندار بیرون که سد راه تست | هر چه داری جز هوای یار بیرون کن ز سر
هر چه بینی غیر حق را از هوایش جهد کن | نفی کن تو زود تر آنجمله را از خیر و شر
قطب دین تا کی ز هستی دور مانی از خدا | گر خدا خواهی تو از جود وجود خود گذر

چو من در بزم وصل یار خود بی‌نشان گشتم | بهشتی سرفراز این جهان آن جهان گشتم

ز دست ساقی باقی چو خوردم یک دو پیمانہ — شدم از خویشتن فانی و با دیگر زبان گشتم
بر آن بودم کہ محرم گردم اندر خلوت دلبر — بحمد اللہ کہ ہمت برگزیدم آنچنان گشتم
نیاورد و دم حیل در راه جانان قطب دین ہرگز
کنار فتم بدریاے حقیقت محض آن گشتم

حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ

من نہ انم بادہ ام یا بادہ را پیمانہ ام — عاشق شوریدہ ام یا عشق یا جانانہ ام
مبتلای چیرتم جان گویمت یا جانِ جان — اصطلاح شوق بسیار است من دیوانہ ام
با جمال ذاتیش حسن دگر در کار شد — چشم او را سرمہ ام یا زلف او را شانہ ام
غافل از خود ماند از صورت چو پر شد آئینہ — تا ترا بشناختم جانا ز خود بیگانہ ام
اے ایں بر ستیم نام تجرد تہمت است
راز ازل پیش ازیں تعمیر شد بیخانہ ام

فراغت یافتم از حج و عمرہ — چو احرام سر کوے تو بستم
چو دیدم روے زیباے نو جانا — ز تشویش وجود خویش رستم
بیا ساقی بدہ جام شرابے — کہ مخمور صبوحی الستم

توئی اول توئی آخر توئی ظاہر توئی باطن — توئی مقصود اہل دل توئی مشتاق ہمدم ہم

زیک منبع دریں جا مختلف فوارہ پیوستہ — مزاج حرص قارون نہ ہذا ابراہیم ادہم ہم

کدامی طرفہ نیرنگی دریں کاشانہ سر دادی

کہ عالم پائے کوباں در دست عشقت گشت آدم ہم

تحسین بادہ کاندر جام کردند — مزاجش عکس آن گلفام کردند

ہویدا شد در امکاں صورت حق — بآن صورت جہاں را رام کردند

ہمی بایست تفصیلی ازاں رو — مکارم را بہا اتمام کردند

شراب وحدت از خمخانۂ غیب — مراصبح ازل در کام کردند

چو غلطیدم ز مستیہا بہر سو — حریفاں مستی از من وام کردند

حقیقت را کہ مستور از نظر بود

بنا مشہود خاص و عام کردند

دلے دارم ز خود خالی حبابش میتواں گفتن — درو کیفیتے جوشش شرابش میتواں گفتن

وجود بے نمود معنئ ما دیدنی دارد — دریں نیرنگہا بوئے گلابش میتواں گفتن

سویدا و دل ما یابی اندر پیچ و تاب او — نقوش عالم الم الکتابش میتواں گفتن

فرو پاشید از ہم کثرت موہوم چوں شبنم — ز فیض معنی ما آفتابش میتواں گفتن

فصلے بزلف پیچ در پیچ کسے گم کردہ ام خود را
خرد شے در دل شبہا نمی کردم چہ میکردم

وے پر درد جاں افگار ویار تند خو دارم
جہاں را پر زیاربہا نمی کردم چہ میکردم

غم تحصیل بار شغل و درد عزل می بینم
جنون ترک منصبہا نمی کردم چہ میکردم

کسے با لہ ہمی سازد کسے با گل ہمی بازد
اگر من یاد آں لبہا نمی کردم چہ میکردم

حجاب وصل مطلوب است آ دل بستن بمطلب ہا
ایں گر ترک مطلبہا نمی کردم چہ میکردم

ساقی کرمے کن کز ہوش خود افتم
من بار خودم خود از دوش خود افتم

بینم رخ ساقی ظاہر شدہ در خود
مفتوں شدہ بر خود مدہوش خود افتم

مثل مے جوشاں کز خم بدر افتد
جوشے زدہ بر خود از جوش خود افتم

از ہر بن مویم جوشد مے دیگر
از فرط تمایل ز آغوش خود افتم

احدیت و عبدیت

آیات قرآنیہ

قل ھو اللہ احد ۵ اللہ	آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ ایک ہے
الصمد ۵ لم یلد ۵ ولم یولد ۵	اللہ بے نیاز ہے اسکے اولاد
ولم یکن لہ کفواً احد ۵	نہیں اور نہ وہ تو کسی کی اولاد ہے اور
	نہ کوئی اس کے برابر کا ہے ۔
سبحٰن اللہ عما	اللہ (کی ذات) پاک ہے اس سے
یشرکون ۔ ۱ ۹/۲۸	جو شریک بتاتے ہیں ۔
سبحان اللہ و تعالیٰ	پاک اور بلند ہے وہ ذات
عما یقولون علواً کبیراً ۵/۱۵	اس سے جو کہتے ہیں ۔

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم

وز ہر چہ گفتہ اند و شنیدیم و خواندہ ایم

نصّ لا تدرکہ الابصار وھو	نہیں ادراک کرتی ہیں اس کو
یدرک الابصار وھو	نگاہیں حالانکہ وہ ادراک کرتا ہے
اللطیف الخبیر ۱۹/۷	نگاہوں کو اور وہ بڑا باریک بیں
	باخبر ہے۔

ہر جا ہے تیرا جلوہ لیکن دیکھا تو کہیں نظر نہ آیا

یاں عقل ہے گم کہ بس تجھی کو پایا ہر شے میں پر نہ پایا

وحدت میں تیری حرف دوئی کا نہ آسکے

آئینہ کیا مجال تجھے منہ دکھا سکے

لیس کمثلہ شیءٌ وھو	نہیں مثل اس کے کوئی شے
السمیع البصیر۔ ۲۵ع۳	اور وہی سمیع اور بصیر ہے۔
کل شیءٍ ھالکٌ الّا	کل چیزیں ہلاک ہونے والی
وجہہ لہ الحکم و	ہیں سوائے وجہ اللہ
الیہ ترجعون ۲۰ع۱۲	کے۔ اُسی کی حکومت ہے
	اور اُسی کی طرف لوٹ کر جانا
	ہے تم سب کو۔

نہ تھا کچھ تو خدا تھا کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا ‏ ‏ ‏ ڈبویا مجھکو ہونے نے نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا [illegible]

ہاں کھائیو مت فریب ہستی ‏ ‏ ‏ ہر چند کہیں کہ ہے نہیں ہے

ولما جاء موسیٰ لمیقاتنا وکلمہ ربہ قال رب ارنی انظر الیک قال لن ترانی ۹ ع ۷

اور جب پہونچا موسیٰ ہمارے وقت (موعود) پر اور کلام کیا اُس سے اُس کے رب نے تو کہا اے میرے رب (اپنے تئیں) دکھلا دے مجھکو کہ دیکھوں میں تیری طرف کہا اللہ تعالےٰ نے ہرگز نہ دیکھ سکیگا مجھ کو۔

اُسے کون دیکھ سکتا کہ یگانہ ہے وہ یکتا ‏ ‏ ‏ جو دوئی کی بو بھی ہوتی تو کہیں دوچار ہوتا

وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب ۶/۲۵

اور کسی کی تاب نہیں کہ خدا اس سے (دوبدو ہو کر) کلام کرے مگر الہام کے ذریعہ سے یا پردے کے پیچھے سے

محرم نہیں ہے تو ہی نوا ہائے راز کا ‏ ‏ ‏ یاں ورنہ جو حجاب ہے پردہ ہے ساز کا

گوش کو ہوش کے ٹک کھول کے سن شور جہاں
سب کی آواز کے پردہ میں سخن ساز ہے ایک

فصل ربنا لا تؤاخذنا ان
نسینا او اخطانا ۲ ربنا
ولا تحمل علینا اصراً
کما حملته علی الذین
من قبلنا ۲ ربنا ولا تحملنا
ما لا طاقة لنا به واعف
عنا وقف واغفرلنا وقف
وارحمنا قف انت مولنا
فانصرنا علی القوم الکافرین ع
پ ۳ ع ۷

اے ہمارے رب نہ پکڑ ہم کو اگر
ہم بھول جائیں یا چوک جائیں
اے ہمارے رب نہ رکھ ہم پر بھاری
بوجھ جیسا تو نے رکھا تھا ان پر
جو ہم سے پہلے تھے اے ہمارے
رب ہم سے نہ اٹھوا اتنا بوجھ
جس کی ہم میں برداشت نہیں
اور درگزر کر ہمارے قصوروں سے
اور بخش دے ہمیں اور
ہم پر رحم کر تو مددگار
ہمارا ہے تو ہماری مدد کر کافر
قوم کے مقابلہ میں ۔

ربنا لا تزغ قلوبنا
بعد اذ ہدیتنا وہب لنا
من لدنک رحمة ۲

اے ہمارے رب تو ہمارے دلوں کو
کجی اور بدسمجھی سے بچا اس کے
بعد کہ تو ہم کو سمجھ دے چکا اور عطا

انك انت الوهاب ربنا انك جامع النّاس ليوم لاريب فيه ط ان الله لا يخلف الميعادہ

پ۳ ع ۹

فرما ہم کو خاص اپنے پاس کی فضل رحمت سے بیشک تو ہی بڑا دینے والا ہے اے ہمارے رب بیشک تو سب لوگوں کو اکٹھا کرنے والا ہے ایک دن جس میں کچھ بھی شک نہیں ہے بیشک اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

احادیث نبوی

انی لاعلمهم بالله واشدهم له خشية

(بخاری ومسلم)

میں تم سے زیادہ عالم باللہ ہوں اور تم سے زیادہ خائف ہوں

حجابه النور لو كشفه لحرقت سبحات وجهه ما انتهى الله بصره من خلقه

حجاب اس کا نور ہے اگر کھولے اسکو اللہ جلا وے روشنی اس کے وجہہ کی۔ اور نہیں پہنچی اس کی

فصل (مسلم) — طرف اس کی مخلوق کی نگاہ

لا احصی ثناءً علیک — میں تیری حمد وثنا نہیں کرسکتا ہوں

انت کما اثنیت علی — تو ویسا ہی ہے جیسی تو نے اپنی

نفسک (مسلم) — تعریف خود ہی کی ہے

اعوذ بعفوک من عقابک — میں پناہ مانگتا ہوں تیری عفو کی

واعوذ من رضاک — تیرے عذاب سے اور تیری رضا

من سخطک واعوذبک — کی تیرے غضب سے اور تیری ہی

منک — پناہ مانگتا ہوں تجھ سے۔

اللھم لک الحمد انت قیم — یا اللہ تیرے لئے سب تعریف ہے

السمٰوٰت والارض و — تو ہی قایم رکھنے والا ہے آسمانوں اور

من فیھن ولک الحمد — زمیں کا اور جو کچھ ان میں ہے اور تیرے

انت ملک السمٰوٰت — لئے سب تعریف ہے تو ہی بادشاہ

والارض ومن فیھن — آسمانوں اور زمیں کا اور جو کچھ ان میں

ولک الحمد انت نور — ہے اور تیرے ہی لئے سب تعریف ہے

السمٰوٰت والارض — اور تو ہی آسمانوں اور زمین کا نور ہے

ومن فیہن ولك الحمد — اور جو کچھ ان میں ہے اور تیرے ہی لئے حمد

انت الحق ووعدك الحق — سب تعریف ہے اور تو ہی ثابت وموجود

ولقاءك حق وقولك حق — ہے اور وعدہ تیرا سچا ہے اور دیدار تیرا

والجنة حق والنار حق — حق ہے اور کلام تیرا سچا ہے اور جنت

والنبیون حق ومحمد حق — حق ہے اور دوزخ حق ہے اور سب

والساعة حق اللهم لك — نبی حق ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اسلمت وبك آمنت — حق ہیں اور قیامت حق ہے یا اللہ

وعلیك توکلت والیك — واسطے تیرے فرماں بردار ہوا ہیں اور

تبت وبك خاصمت — تجھ پر ایمان لایا ہیں اور تجھے کو کام

والیك حاکمت انت — اپنے سونپے ہیں نے اور طرف تیرے

ربنا والیك المصیر فاغفرلی — رجوع کیا ہیں نے اور تیری مدد سے جھگڑتا ہوں

ما قدمت وما اخرت وما — دشمنان دین سے اور تیری طرف فریاد لایا ہیں

اسررت وما اعلنت — تو ہمارا ہے اور تیری طرف بازگشت

وما انت اعلم به منی — ہے پس بخش میرے لئے وہ گناہ

انت المقدم وانت — کہ پہلے کئے ہیں نے اور جو

فض المؤخر انت الٰہی لا الٰہ الا انت — پیچھے کئے ہیں نے اور جو پوشیدہ کئے ہیں نے اور جو ظاہر کئے ہیں نے اور وہ گناہ کہ توہی بہتر جانتا ہے انکو مجھ سے توہی آگے بڑھانیوالا اور توہی پیچھے رکھنے والا توہی معبود میرا نہیں کوئی معبود مگر تو۔

(صحاح ستہ)

اقوال صدیقین و اکابر دین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ

مکتوب ۶۷ جلد دوم ۔ بدانند کہ اللہ تعالیٰ بذات قدیم خود موجود است ۔ وسائر اشیا بایجاد او سبحانہ موجود گشتہ اند و بتخلیق او تعالیٰ از عدم بوجود آمدہ ۔ پس او تعالیٰ قدیم و ازلی باشد و اشیاہمہ حادث و نو پدید باشند و ہر کہ قدیم و ازلی ست باقی و ابدی ست و ہرچہ حادث و نو آمدہ است فانی و مستہلک است ۔ یعنی در معرض زوال ست ۔ و او سبحانہ یگانہ ست شریک ندارد نہ در وجوب

وجود نہ دراستحقاق عبادت۔ وجوب وجود غیر اورا تعالیٰ شاید فصل
واستحقاق عبادت سوائے اورا نسزد۔ ومراورا تعالیٰ صفات کاملہ
است ازانجملہ حیات وعلم قدرت وارادت وسمع وبصر
وکلام وتکوین است کہ بقدم دازلیت متصف اند۔ وبحضرت
ذات جل سلطانہٗ قایم اند۔ وتعلقات حوادث در قدم صفات خلل
نہ نکند وحدوث متعلق مانع ازلیت ایشان نگردد۔ فلاسفہ از بیخردی
ومعتزلہ ازکوری از حدوث متعلق پے بحدوث متعلق برند۔ ونفی صفات
کاملہ نمایند وعالم بجزئیات ندانند کہ مستلزم تغیرست کہ امارت حدوث
است۔ نمیدانند کہ صفات ازلی باشند وتعلقات صفات بہ متعلقات
حادثہ حادث باشند۔ وصفات نقائص ازجناب قدس او تعالیٰ
مسلوبست ذاو تعالیٰ ازصفات ولوازم جواہر واجسام واعراض
منزہ است۔ زمان ومکان وجہت را درحضرت او تعالیٰ گنجایش
نیست اینہا ہمہ مخلوق اویند۔ او تعالیٰ جسم وجسمانی نیست جوہر وعرض
نیست۔ محدود ومتناہی نیست۔ طویل وعریض نیست۔ دراز وکوتاہ
نیست پہن وتنگ نیست بلکہ واسع ست نہ بان وسعت کہ بفہم ما

وفهم در آید - محیط است نہ باں احاطہ کہ مدرک ما شود - و قریب است نہ
باں قرب کہ متعقل ما گردد - و باماست نہ بمعیت متعارفہ ایماں
آریم کہ واسع ست و محیط و قریب ست و باماست اما کیفیت
ایں صفات را ندانیم کہ چیست و ہر چہ دانیم دانیم کہ قدمے در مذہب
مجسمہ دارد و او تعالیٰ با ہیچ چیز متحد نشود و ہیچ چیز با وے متحد نگردد
و نیز ہیچ چیز در وے تعالیٰ حلول نہ کند و او تعالیٰ در ہیچ چیز حال
نشود و تبعیض و تجزی در جناب قدس او تعالیٰ محال ست و ترکیب
و تحلیل دراں حضرت جل شانہٗ ممنوع ست و او را سبحانہٗ مثل و کفو نیست
زن و فرزند نیست ذات و صفات او تعالیٰ بیچونی و بیچگونہ اند شیئے
و بے مونہ اند - ایں قدر میدانیم کہ او تعالیٰ ہست و با سما و صفات
کاملہ کہ خود را باں ستودہ ست متصف ست اما ہر چہ ازاں در فہم
و ادراک ما درآید متعقل و متصور ما شود او تعالیٰ ازاں منزہ و متعالی
است چنانچہ گزشت - لا تدرکہ الابصار ٥

دور بینان بارگاہِ الست
بیش ازیں پے نہ بردہ اند کہ ہست

مکتوب ۲۶۶ جلد اول - او تعالی در ہیچ چیز حلول نکند و ہیچ چیز در وے حلول نشود اما او تعالی محیط اشیا بود و قرب و معیت با ایشاں دارد - نہ آں احاطہ و قرب و معیت کہ در خود فہم قاصر ما باشد کہ آں شایان جناب قدس او تعالی نیست و آنچہ بکشف و شہود معلوم کنند ازاں نیز منزہ است چہ ممکن را از حقیقت ذات و صفات و افعال او تعالی جز جہل و حیرت نصیب نیست - ایمان بغیب باید آورد و ہرچہ مکشوف و مشہود گردد تحت لانفی باید ساخت
عنقا شکار کس نشود دام باز چیں - کاینجا ہمیشہ باد بدست است دام را - بیتے از مثنوی حضرت ایشاں مناسب ایں مقام است
ہنوز ایوان استغنا بلند است - مرا فکر رسیدن ناپسند است
پس ایمان آریم کہ او تعالی محیط اشیا است و قریب است با ایشاں و با ایشاں است اما معنی احاطہ و قرب و معیت او را تعالی ندانیم کہ چیست احاطہ و قرب علمی گفتن از تاویلات متشابہ است و ما قائل بتاویل آں نیستیم - و او تعالی بہیچ چیز متحد نشود و ہمچنیں ہیچ چیز با او سبحانہٗ نیز متحد نمیگردد و آنچہ از بعضے عبارات صوفیہ معنی اتحاد مفہوم میشود خلاف مراد ایشاں است زیرا کہ مراد ایشاں ازیں کلام کہ موہم اتحاد است

فصل اذا تم الفقر فهو الله آنست کہ چوں فقر تمام شود و نیستی محض
حاصل آید باقی نمی ماند مگر اللہ تعالیٰ نہ آنکہ آن فقیر بخدا متحد شود و خدا گردد
کہ آن کفر و زندقہ است تعالی اللہ سبحانہ عما یقول الظالمون
علوا کبیرا - و حضرت خواجہ ما قدس سرہ می فرمودند کہ معنی عبارت
انا الحق نہ آنست کہ من حقم بلکہ آنست کہ من نیستم و موجود حق است
سبحانہ و تغیر و تبدل را بذات و صفات و افعال او تعالیٰ راہ نیست و آنچہ
صوفیہ وجودیہ تنزلات خمس اثبات نمودہ اند نہ از قبیل تغیر و تبدیل است
در مرتبہ وجوب کہ آن کفر و ضلالت است بلکہ این تنزلات را در مراتب
ظہورات کمال او تعالیٰ اعتبار کردہ اند بے آنکہ تغیرے و تبدیلے در ذات
و صفات و افعال او تعالیٰ راہ یابد - او تعالیٰ غنی مطلق است ہم در ذات
و ہم در صفات و ہم در افعال و در ہیچ امرے بہیچ چیز محتاج نبود

مکتوب ۲۹۰ جلد اول - این درویش را چوں ہوس این راہ پیدا شد
عنایت خداوندی جل و علا ہادی کار او گشتہ بخدمت ولایت پناہ حقیقت آگاہ
ہادی طریق - اندراج النہایت فی البدایت و الی السبیل الموصل الی درجات
الولایت مؤید الدین الرضی شیخنا و مولانا و امامنا الشیخ محمد الباقی قدس اللہ

تعالیٰ سرہ کہ یکے از خلفائے کبار خانوادہ حضرات اکابر نقشبندیہ قدس فصل
اللہ تعالیٰ اسرارھم بودہ اند رسانید و ایشاں ایں درویش را ذکر
اسم ذات جل سلطانہ تعلیم فرمود و بطریق معہود توجہ نمودند تا التذاذ تمام
درمن پیدا شد و از کمال شوق گریہ دست داد۔ و بعد از یک روز کیفیت
بیخودی کہ نزد ایں اکابر معتبر است و مسمیٰ است بغیبت رو نمود و در آں
بیخودی یک دریائے محیط مید یدم و صور و اشکال عالم را در رنگ سایہ
دراں دریا می یافتم و ایں بیخودی رفتہ رفتہ استیلائے پیدا کرد و بہ امتداد
کشید۔ گاہے تا یک پہر روز میکشید و گاہے تا دو پہر و در بعضے اوقات
استیعاب شب می نمود۔ و چوں ایں قضیہ را بحضرت ایشاں رسانیدم
فرمودند نحوے از فنا حاصل شدہ است و از ذکر گفتن منع فرمودند۔
و بہ نگاہ داشت آں آگاہی امر نمودند و بعد از دو روز مرا فنائے مصطلح
حاصل شد۔ بعرض رسانیدم۔ فرمودند کہ بکار خود مشغول باش۔ بعد ازاں
فنائے فنا حاصل شد۔ چوں بعرض رسانیدم فرمودند کہ تمام عالم را یکے
می بینی و متصل واحد می یابی عرض کردم کہ بلے فرمودند کہ معتبر در فنا
فنا آں است کہ با وجود دید آں اتصال بےشعوری حاصل شود۔ در ہماں

فصل ۵ شب فناے فنا بآن صفت حاصل شد بعرض رسانیدم و حالتیکه بعد از فنا
حاصل شده نیز بعرض رسانیدم و گفتم که من علم خود را نسبت بحق سبحانہ حضوری
من یابم داوصافیکه بمن منسوب بوده بحق سبحانہ منسوب می یابم - بعد از ان
نوا ے کہ محیط جملہ اشیا است ظاہر گشت و من آن را حق دانستم جل و علا -
و آن نور رنگ سیاہ داشت بعرض رسانیدم فرمودند که حق مشہود است
جل سلطانہ اما در پردہ نور و نیز فرمودند که این انبساط که دران نور می نماید در علم
است بواسطہ تعلق ذات جل شانہ باشیاء متعددہ که در بالا و پست واقع
شدہ اند منبسط می نماید نفی انبساط باید کرد بعد از ان آن نور سیاہ منبسط
رو بانقباض آورد و تنگ شدن گرفت تا آنکه بنقطہ کشید - فرمودند آن
نقطہ را ہم نفی باید کرد و بحیرت آمد - ہمچنان کردم - آن نقطہ موہوم ہم از میان
زائل شد و بحیرت انجامید که دران موطن شہود حق سبحانہ خود بخود است
چون بعرض رسانیدم فرمودند که این حضور حضور نقشبندیہ است و نسبت
نقشبندیہ عبارت از ین حضور است و این حضور را حضور بے غیبت
نیز میگویند و اندراج نہایت در بدایت درین موطن صورت می بندد و
حصول این نسبت مر طالب را درین طریق در رنگ اخذ کردن طالب است

فصل ۹

درسلاسل دیگر اذکار واورادہا از پیر تا بہ ایں عمل نماید و پے بمقصود برد ع

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

وایں درویش را ایں نسبت عزیزالوجود بعد از دو ماہ و چند روز از ابتدائے زمان تعلیم ذکر حاصل شدہ بود و بعد از متحقق شدن ایں نسبت فنائے دیگر کہ آں را فنائے حقیقی میگویند حاصل گشت و دل را آنقدر وسعت پیدا شد کہ تمام عالم را از عرش تا مرکز زمین در جنب آں وسعت مقدار کہ خردلہ قدرے نبود۔ بعد ازاں خود را بہر فرد عالم را بلکہ ہر ذرہ را حق می دیدم جل و علا بعد ازاں ہر ذرہ عالم را فرادیٰ فرادیٰ عین خود دیدم و خود را عین ہمہ اینہا تا آنکہ تمام عالم را در یک ذرہ گم یافتم بعد ازاں خود را بلکہ ہر ذرہ را آں قدر منبسط و وسیع دیدم کہ تمام عالم را بلکہ اضعاف عالم را دراں گنجایش باشد بلکہ خود را و ہر ذرہ را نورے یافتم منبسط کہ در ہر ذرہ ساریست و صور و اشکال عالم دراں نور مضمحل و متلاشی۔ بعد ازاں خود را بلکہ ہر ذرہ را مقوم تمام عالم یافتم۔ چوں بعرض رسانیدم فرمودند کہ مرتبہ حق الیقین در توحید ہمیں است و جمع الجمع عبارت ازیں مقام است۔ بعد ازاں صور و اشکال عالم را چنانکہ اول حق یافتم۔ ایں زماں موہوم دیدم و ہر ذرہ را کہ حق می یافتم بے تفاوت و بے تمیز

فصل همان ذره را موهوم یافتم بغایت حیرت دست داد و دریں اثنا عبارت فصوص
که از پدر بزرگوار علیه الرحمة شنیده بودم بیاد آمد که فرموده است۔ ان
شئت قلت انه ای العالم حق وان شئت قلت انه خلق
حق من وجه وخلق من وجه وان شئت قلت بالحیرت
لعدم التمیز بینهما - این عبارت فی الجمله مسکن آن اضطراب
گشت- بعد ازاں در ملازمت ایشاں رفته عرض حال خود نمودم- فرمود که هنوز
حضور تو صاف نشده است بکار خود مشغول باش تا تمیز موجود از موهوم ظاهر
شود و عبارت فصوص را که مشعر بر عدم تمیز بود خواندم فرمود که شیخ بیان حال
کامل نه کرده است عدم تمیز هم نسبت به بعضے ثابت است حسب الامر
بکار خود مشغول گشتم- حضرت حق سبحانه وتعالی بمحض توجه شریف حضرت
ایشاں بعد از دو روز تمیز در موجود و موهوم ظاهر گردانید تا موجود حقیقی از موهوم
متخیل ممتاز یافتم و صفات و افعال و آثار که از موهوم می نمایند از حق سبحانه
دیدم و این صفات و افعال را نیز موهوم محض یافتم و در خارج جز یک
ذات موجود ندیدم- چوں این حالت را بعرض اشرف رسانیدم فرمود که مرتبه
فرق بعد الجمع همیں است و نهایت سعی تا اینجا نسبت بیش ازیں آنچه

م و ان شئت قلت انه

در نہاد و استعداد ہر کس نہادہ اند ظاہر می شود این مرتبہ را مشائخ طریقت فصل
مقام تکمیل گفتہ اند -

باید دانست کہ این درویش را در مرتبہ اولی چون از سکر بصحو آوردند
و از فنا بہ بقا مشرف ساختند چون در ہر ذرہ از ذرات وجود خود نظر کرد
جز حق را نیافت و ہر ذرہ را مرآت شہود او یافت - ازان مقام باز بحیرت
بردند چون بخود آوردند حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ را با ہر ذرہ از ذرات
وجود خود یافت نہ در وے و مقام سابق نسبت باین مقام ثانی
فروتر در نظر در آمد باز بحیرت بردند و چون بافاقت آوردند - درین مرتبہ حق را
سبحانہٗ نہ متصل عالم یافت و نہ منفصل نہ داخل عالم و نہ خارج نسبت
معیت و احاطہ و سریان بر نہجیکہ اول می یافت بالکلیہ منتفی گشت
معہذالک ہمان کیفیت مشہود شد بل کانہ محسوس - و عالم نیز درین
وقت مشہود بود - اما حق سبحانہٗ ازین نسبت مذکورہ ہیچ نداشت باز بحیرت
بردند چون بصحو آوردند معلوم گشت کہ حق سبحانہ و تعالیٰ را بعالم
نسبتے است ورای این نسبت مذکورہ و آن نسبت مجہول الکیفیت است
او تعالیٰ مشہود شد بہ نسبت مجہول الکیفیت باز بحیرت بردند و نحوے

مضل ۵ از فیض دریں مرتبہ رہ داد۔ چوں باز بخود آورد ند او تعالیٰ مشہود گشت بغیر
آں نسبت مجہول الکیفیت بطورے کہ ہیچ نسبت بعالم ندارد نہ معلوم
الکیفیت و نہ مجہول الکیفیت و دراں وقت عالم مشہود بود بہماں
خصوصیت و دراں وقت علم خاص عنایت شد کہ بسبب آں علم
مناسبتے درمیان خلق و حق تعالیٰ نماند باوجود حصول ہر دو شہود و درین
وقت معلوم گردانید ند کہ ایں مشہود بایں صفت باایں تنزیہ نہ ذات
حق است سبحانہ و تعالیٰ من ذالک بلکہ صورت مثالی تعلق
تکوین اوست سبحانہ کہ ورائے تعلقات کونی است معلوم الکیفیت
باشد آں تعلق یا مجہول الکیفیت ہیہات ہیہات ؎

کیف الوصول الی سعاد و دونہا

قلل الجبال و دونہن حیوف

مکتوب ۱۶۰ ۔ جلد اول ۔ باید دانست کہ منشاء تفاوت علوم
و معارف در مکتوبات و رسائل کہ ازیں درویش بلکہ از ہر سالکے کہ صادر
شدہ است ہمیں تفاوت حصول مقامات متفاوتہ است ہر مقام را
علوم و معارف جدا است و ہر حال را قال علیحدہ ۔ پس فی الحقیقت

فصل ۵

تدافع و تناقض در علوم نباشد

مکتوب ۳۰۰ - جلد اول - انسان کامل چون بسیر تفصیلی مراتب
اسماء و صفات را طے کردہ جامعیت تمام پیدا کند و مرآت کمالات
اسماء و صفات الٰہی جل سلطانہ گردد - و عدم ذاتی او کہ مرآت آن کمالات
است بتمام مختفی شود و غیر آن کمالات در وے ہیچ چیز ظاہر نبود -
ایں زمان بہ بقائے خاص کہ منوط باں کمالات است بعد از حصول
فنائے تام کہ مربوط باختفائے عدم او بود مشرف گردد و اسم
ولایت بروے صادق آید - بعد ازان اگر عنایت ازلی جل سلطانہ
شامل حال او بود تواند بود کہ مرآۃ ثانیہ ایں کمالات کہ عارف بآن
بقا یافتہ بود در مرآت حضرت ذات تعالیٰ و تقدس منعکس گردد
و ظہور آنجا پیدا کند دریں وقت سر قاب قوسین بظہور آید -

باید دانست کہ ظہور شئے در وے (مرآت حضرت تعالے)
دریں موطن کنایہ از حصول نسبت مجہولہ است ہر شئے را بآن مرآت
نہ آنکہ آنجا حقیقت مرآت است و حصول شئے است در وے -
وللہ المثل الاعلیٰ و چوں آن کمالات کہ عارف بقا بآن یافتہ

خصہ بود در مرآت آنجناب قدس بطریق حقیقت و اصالت منعکس گردد و ظہور آنجا پیدا کنند و نسبت مجہول الکیفیت او را آنجا حاصل شود لاجرم انا کہ بعارف تعلق داشت آنجا اطلاق یابد و خود را آن کمالات ظاہرہ بیند۔ نہایت عروج انا در مقام قاب قوسین تا اینجا ست اے فرزند بشنو۔ مرآت صورت کہ در وے حسن و جمال منعکس گردد ۔ اگر فرضاً آن مرآت حیوٰۃ و علم پیدا کند ناچار بظہور آن حسن و جمال تلذذ خواہد شد و حظ وافر خواہد برد و در مرآت حقیقت ہر چند لذت و الم مفقود است کہ از صفات امکان ست اما امرے کہ شایان آن مرتبہ علیا ست و از سمات نقص و حدوث مبرا کائن و ثابت است

فریاد حافظ این ہمہ آخر بہرزہ نیست

ہم قصہ غریب و حدیث عجیب ہست

این کمالات ظاہرہ کہ دران مرتبہ نسبت مجہول الکیفیت پیدا کردہ اند حکم اینہا دررنگ حکم عالم خلق انسانست نسبت بعالم امر و مسہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ اینجا درباید و چون این کمالات ظاہرہ کہ تفصیل حضرت اجمال ذات است تعالی و تقدس

نسبت مجہول الکیفیت بحضرت اجمال پیدا کردند واتصال بلاکیف بدست فصل
آوردند وآئینہ داری حضرت اجمال نمودند ناچار در حضرت اجمال تفصیل
مجرد اعتبار و محض توہم نیز پیداشد کہ سبب عروج انائے عارف گشت
ایں کمال وابستہ بمقام اوادنیٰ است ع قلم اینجارسید و سر بشکست

این است بیان نہایت النہایت وغایۃ الغایۃ کہ فہم آں از ادراک
خواص بمراحل دور است از عوام چہ گوید از اخص خواص نیز اقل قلیل
اندکہ باین دولت ومعرفت مہتد گشتہ اند۔ این نہایت باعتبار ظہورات
وتجلیات است کہ بعد آں از قسم تجلی وظہور ہیچ متصور نیست ۵
ومن بعد ھذا مایدق صفاتہٗ وماکتمہا احظی لدیہ واجمل

مکتوب ۲۶۰ جلد اوّل۔ سر قاب قوسین اوادنیٰ اینجا انکشاف
بیاید و دریں سیر معلوم میگردد کہ کمالات جمیع ولایات چہ ولایت
صغریٰ وچہ ولایت کبریٰ وچہ ولایت علیا ہمہ ظلال کمالات
مقام نبوت اند۔ وآں کمالات شبح ومثال اند مر حقیقت ایں کمالات
را۔ ولائح میگردد کہ نقطہ کہ در ضمن ایں سیر قطع بیاید زیادہ از جمیع کمالات
مقام ولایت است پس قیاس باید کرد کہ جمیع ایں کمالات راچہ نسبت

فصل ۳ بود بجمیع کمالات ما القدم دریاے محیط را نیز نسبتے است بقطرہ در ینجا آن نسبت ہم مفقود است ۔ مگر آنکہ گویم نسبت مقام نبوت بمقام ولایت ہمچوں نسبت غیر متناہی است بہ متناہی ۔ .... وچوں بعنایۃ اللہ سبحانہ و صدقۃ حبیبہ علیہ وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات این سیر را نیز بانجام رسانید منتہی گشت کہ اگر بالفرض قدم دیگر در سیر افزاید در عدم محض خواہد افتاد اذلیس ورائہ الا العدم المحض ؎

فرزندا ازیں ماجرا درتوہم نیفتی کہ عنقا درشکار آمد وسیمرغ در دام افتاد ؎

عنقا شکار کس نشود دام باز چیں کا ینجا ہمیشہ باد بدست ست دام را

فہو سبحانہ بعد وراء الوراء ثم وراء الوراء ثم وراء الوراء

ہنوز ایوان استغنا بلند است مرا فکر رسیدن ناپسند است ۔

آن ورائیت نہ باعتبار وجود حجب است چہ حجب بہ تمام مرتفع گشتہ است بلکہ باعتبار ثبوت عظمت وکبریائی است کہ مانع ادراک است ومنافی وجدان ۔ فہو سبحانہ اقرب فی الوجود وابعد فی الوجدان

آرے بعضے از کمّل مراداں باشند کہ دروں سرا اوقات عظمت وکبریائی بطفیل انبیا علیہم الصلوات والتسلیمات ایشاں راجا دہند ومحرم بارگاہ

سازند فعوملی معهود ما عوملی معهود۔ فصل ۸

وآنکه گفته لیس وراءه الا العدم المحض زیرا که بعد از تمامی مراتب وجود خارجی و وجود علمی حصول عدم است که نقیض اوست وذات الله سبحانه وراء این وجود و عدم است۔ همچنانکه عدم را آنجا راه نیست وجود را نیز گنجایش نه زیرا که وجودیکه عدم به نقاضت او برپا باشد چه شایان آنحضرت است جل شانه (یعنی آن وجود که عدم نقیض او باشد سزاوار حضرت حق جل و علا نیست) واگر اطلاق وجود دران مرتبه کنم از تنگی عبارت وجودے خواهد بود که عدم را باو مجال نقاضت نباشد۔

من کلام خواجهٔ خواجگان خواجه نقشبند قدس سره

(مکتوب ۱۲۲)

گفته اند فنا عبارت است از نهایت سیر الی الله و بقا عبارت است از بدایت سیر فی الله سیر الی الله وقتی منتهی شود که سالک از وطن مالوف و حظوظ بشریت بکلی بیرون آید و در راه طلب توجه راست بحق بیارد و بادیهٔ هستی را بقدم صدق بیکبارگی قطع کند تا بکعبهٔ وصال رسد و سیر فی الله آنگاه محقق شود که بنده را بعد از فنائے مطلق که فنائے صفات و فنائے ذات است وجود حقانی ارزانی دارند تا بدان وجود حقانی بعالم اتصاف باوصاف آلهی و تخلق باخلاق ربانی ترقی کرده کند

فصل ۸ و این مرتبہ ست بی یسمع و بی یبصر و بی یبطش و بی یعقل
کہ ذات و صفات فانیہ درین مقام درکسوت وجود باقی از قرحفا در حیز
ظہور برانگیختہ شدہ باشد و تصرفات جذبات حق سبحانہ و تعالیٰ بر باطن
بندہ مستولی شدہ و باطن او را از جمیع وساوس و ہواجس فانی گردانیدہ
بصفات ذاتی خود در باطن بندہ متصرف گشتہ و او را از آنکہ بجودی خود
تصرفے کند عزل کردہ

بعد از رسیدن بدرجۂ فنا فی اللہ و بقا باللہ حکم تعین و تقید
مطلقاً از بندہ مرتفع نشود و در مرتبہ بقا باللہ در اتصاف و صفات
ربانی او را تعینات حقانی باشد۔ ابراہیم بن شیبان کہ از مشائخ
طبقات است قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم می گویند۔ علم الفناء البقا
یدور علی خلاص الوحدانیۃ وصحۃ العبودیت وما
سوی ذلک مغالیط و زندقۃ .... و درین مقام ہر آئینہ بندہ
محفوظ بود در رعایت و وظائف شریعت و اقامت امر و نہی دلیل
بکلی صحت حال فنا این بود و اگر محفوظ نبود در رعایت آنچہ مرحق را
عزو جل بر دیست دلیل عدم صحت حال فنا این بود۔ ابوسعید

فراز قدس اللہ روحہ دریں معنی فرمودہ است کل باطن یخالفہ نص الظاہر فہو باطل ۔

راہ علم و عقل تا بدریائے فنا بیش نیست۔ و بعد ازاں حیرت و بے نشانی است و عجائب ایں ظہور را نہایت نیست و احوال او جز بسلوک در رسیدن معلوم نہ گردد ع عاشقی جز رسیدہ را نبود۔ و ازینجا پیدا شہود عالم وحدت و وحدانیت بودہ .... و فنائے فنا کہ درمیان اہل اللہ متعارف است آن بود کہ چنانکہ از وجود جسمانی فانی گشتہ اند وجود روحانی نیز فانی گردد تا در رویت جلال و کشف عظمت الوہیت و غلبات آں حال دنیا و عقبی فراموش گردد۔ و احوال و مقامات در نظر ہمت او حقیر نماید۔ از عقل و نفس فانی گردد۔ و از فنا نیز فانی گردد و اندر عین فنا از بانش بحق ناطق شود۔ و تن خاضع و خاشع گردد و در عین فنا ایں ہمہ حیرت و بے نشان بود ہ

کس می ندہد از تو نشانی — اینست نشان بے نشانی

مکتوب ۱۲۱ جلد اول ۔ از حصول فنا فی اللہ بقا باللہ کسے گمان نکند کہ ممکن واجب گردد کہ آں محال است مستلزم قلب حقائق

نعت خاصان خدا خدا نباشند لیکن ز خدا جدا نباشند

مکتوب ۲۴۴ جلد اول ـ سیر الی اللہ عبارت از حرکت علمیہ است
کہ از علم اسفل بعلم اعلیٰ می رود ۔ و از اں با علائے دیگر الی ان ینتھی
الی علم الواجب تعالیٰ بعد طے علوم الممکنات کلھا و
زوالھا باسرھا وھذا ہ الحالۃ ھو المعبر بالفناء وسیر
فی اللہ عبارت از حرکت علمیہ است در مراتب وجوب از اسما
وصفات وشیون واعتبارات وتقدیسات وتنزیہات ـ الی
ان ینتھی الی المرتبۃ التی لا یمکن التعبیر عنھا بعبارۃ
ولا یشار الیھا باشارۃ ولا تسمی باسم ولا تکنی
بکنایۃ ولا یعلمھا عالم ولا یدرکھا مدرک وھذا لسیر
مسمی بالبقاء ـ وسیر عن اللہ باللہ کہ سیر ثالث است
نیز عبارت از حرکت علمیہ است کہ از علم اعلیٰ بعلم اسفل فرود می آید و از
اسفل باسفل دیگر ـ الی ان یرجع الی الممکنات رجوع القھقری
وینزل عن علوم مراتب الوجوب کلھا وھو العارف
الذی نسی اللہ باللہ ورجع عن اللہ مع اللہ وھو

الواجد الفاقد وھو الواصل المہجور وھو القریب البعید مفصل

وسیر رابع کہ سیر در اشیاست عبارت از حصول علوم اشیاست

سیر الی اللہ وسیر فی اللہ از برائے تحقیق نفس ولایت است کہ

عبارت از فنا وبقا است ۔ وسیر ثالث ورابع از برائے حصول مقام

دعوت است کہ مخصوص بانبیاء مرسل است صلوات اللہ تعالی

وتسلیمات علی جمیعھم عموما وعلی افضلھم خصوصا و

متابعان کمل را از مقام این بزرگواران علیھم الصلوٰۃ والتسلیمات نیز

نصیب است ۔ کما قال تبارک وتعالی قل ھذہ سبیلی

ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی ۔

من کلام خواجہ خواجگان خواجہ نقشبند قدس سرہ (رسالہ قدسیہ)

گفتہ اند کہ واصلان وکاملان دو قسم اند ۔ جماعتے از مقربان حضرت

جلال آنانند کہ بعد از وصول بدرجہ کمال حوالہ تکمیل دیگران بایشان نرفتہ

است غرقۂ بحر جمع گشتند ودر شکم ماہی فنا مستہلک شدند ۔ قباب

غیرت وقطان دریائے حیرت اند ۔ ایشان را از وجود خود آگہی نبود

بدیگرے کجا پردازند ۔ در ایشان گنجائی آن کے بود کہ دیگران را بدال

فصل جناب آشنا تواند کرد - این طائفہ را از ذوق طور نبوت بہرہ نبود - و قسم دوم از واصلان و کاملان آنند کہ چون ایشان را از ایشان بربایند - باز تصرفات جمال ازلی - ایشان را از ایشان دہد - و خلعت نیابت پوشاند و حکم ایشان را در مملکت نافذ گرداند و فضل عنایت ازلی ایشان را بعد از استغراق در عین جمع و لجۂ توحید از شکم ماہی فنا بساحل تفرقہ و میدان بقا خلاصی و مناصی ارزانی دارد - تا خلق را بنجات درجات دعوت کنند - این طائفہ اند کاملان کہ بواسطۂ کمال متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رتبۂ وصول یافتہ اند و بعد از آن در رجوع براثر دعوت بدعوت خلق بطریق متابعت ماذون و مامور شدند - ہر کجا فرو ماندہ در ظلمت بیابان تحیر بطلب برخاست - حوالہ او را باقتباس جذوات و مواجید بانفاس طیبہ ایشان فرمودہ اند - مقام ایشان آن بود کہ گویند ؎

عیسی منم و معجز من این نفس ست ہر دل کہ شنید این نفسم زندہ شود من

ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ و عمل صالحا و قال اننی من المسلمین وجعلنا منھم ائمۃ یھدون بامرنا لما صبروا وکانوا بایاتنا یوقنون -

ایشاں از تغیر بسبب مخالطت با خلق محفوظ باشند ہیچ چیز از فصل
ممکنات سر واصل را از مشاہدہ محبوب و اشتغال با و مشغول نتواند کرد چہ رجوع
واصل در احوال محبوب خود بود - نہ شہود حق سبحانہ و تعالی او را حجاب
خلق گردد - نہ خلق حجاب شہود حق سبحانہ و تعالی... مرتبہ وصول راکہ مراتب
سیر فی اللہ ست - نہایت نیست زیرا کہ کمال اوصاف محبوب را نہایت نیست
وہر چہ در دنیا بان رسند از مراتب وصول ہنوز اول مرتبہ باشد از ان مراتب
بہ نسبت انچہ ماندہ است و بعمر ابدی در آخرت نہایت آں مراتب نتواں رسید
وازینجا شیخ طریقہ شیخ عطار قدس اللہ سرہ می فرماید -

اندر رہ حق جملہ ادب باید بود - تا جان باقیست در طلب باید بود .
یکدم اگر ہزار دریا بکشی گم باید کرد و خشک لب باید بود

وسیر فی اللہ مقام بقا بعد از ان ست - وسیر عن اللہ
باللہ مقام تنزل ست بمبالغ عقول خلق براے دعوت ایشاں
بحق و ایں مقام خاصہ پیغامبران مرسل ست صلوٰۃ اللہ علیہ و سلامہ
علیہم اجمعین وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی و درین
مقام تنزل در ہر امرے ایشاں را رجوع بحق و استغفار دوام لازم بود -

فصل ۸ اولیا را ازیں مقام بہ تبعیت انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام بہرہ بود۔ چنانکہ فرمودہ اند۔ قل ھذہٖ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی وسبحان اللہ وما انا من المشرکین۔

مکتوب ۲۶۰ جلد اول ۔ ہر عارفے را کہ بعالم امر مناسبت بیشتر باشد قدم او در کمالات ولایت زیادہ تر خواہد بود وہر کرا بعالم خلق بیشتر مناسبت است قدم او در کمالات نبوت افزوں تر۔ ازینجاست کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام در ولایت قدم بیشتر دارند و حضرت موسیٰ را قدم در نبوت زیادہ تر۔ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام چہ جانب امر در حضرت عیسیٰ غالب است لہذا ملحق بروحانیان گشت و جانب خلق در حضرت موسیٰ غالب علی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام لہذا بمشاہدہ انکشافہ نمودہ طالب رویت بصر شدہ بودہ۔

اے فرزند چوں علوم نبوت کہ شرائع واحکام است تعلق بقالب بیشتر داشت وانبیا را علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات نیز مناسبت بعالم خلق بیشتر بودہ ازینجا گماں بردہ اند کہ نبوت عبارت از نزول بدعوت خلق است بعد از عروج بمقامات قرب کہ بولایت تعلق دارد۔ ندانستہ اند کہ

نہایت عروج و غایت قرب دریں موطن است۔ قربیکہ سابق حاصل شدہ فضلی
بود ظلے از ظلال این قرب بودہ کہ بصورت بعد متصور میگردد و عروجیکہ اوّل
میسر شدہ بود عکسے از عکوس این عروج بودہ کہ بظاہر نزول می نماید۔

باید دانست کہ منصب نبوت ختم بر خاتم الرسل شدہ است علیہ
وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات اما از کمالات آن منصب بطریق تبعیت
متابعان او را نصیب کامل است۔ این کمالات در طبقہ صحابہ بیشتر
است۔ و در تابعین و تبع تابعین نیز این دولت بر سبیل قلت سرایت
کردہ است بعد از آن رو باستتار آوردہ است و غلبہ کمالات ولایت ظلی جلوہ گر گشتہ
است اما امید است کہ بعد از مضی الف این دولت از سر تازہ گردد و غلبہ و شیوع پیدا کند و کمالات اصلی
رو بظہور آرند و ظلی استتار پیدا کنند و حضرت مہدی علیہ الرضوان
بظاہر و باطن مروج این نسبت علیہ باشند۔

اے فرزند تابع و کامل نبی علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام
چون بتبعیت کمالات مقام نبوت را تمام کند۔ اگر از اہل مناصب است
بمنصب امتش سرفراز می سازند۔ و چون کمالات ولایت کبریٰ را تمام
کند و از اہل منصب باشد بمنصب خلافتش مشرف می سازند۔ و از مقاما

فصل کمالات ظلی مناسب منصب امامت منصب قطب ارشاد است و مناسب منصب خلافت منصب قطب مدار۔ گویا این دو مقام (از مقامات کمالات ظلی یعنی ولایت صغریٰ کہ اہل آنرا بمناصب قطب ارشاد و قطب مدار رسانند) کہ در تحت اند ظلال آن دو مقام اند کہ در فوق اند (یعنی مقام نبوت و مقام ولایت کبریٰ کہ صاحب کمالات آن اگر از اہل مناصب است او را امام و خلیفہ می نامند)

مکتوب ۲۹۴ جلد اول۔ صفات ثمانیہ حقیقت واجب الوجود تعالیٰ و تقدس کہ اول شان صفت الحیوٰۃ است و آخر شان صفت تکوین سہ قسم اند قسمے است کہ تعلق آن بعالم غالب است و اضافت آن بخلق بیشتر کالتکوین۔ و قسم دیگر آنست کہ اضافۃ دارد اما کمتر از قسم سابق کالعلم والقدرۃ والارادہ والسمع والبصر والکلام و قسم ثالث اعلاے اقسام ثلاثہ است۔ کہ آنرا ہیچ وجہ بعالم تعلق نیست و رائحہ از اضافت ندارد کالحیوٰۃ۔ این صفت ام جمیع صفات و جامع ہمہ آنہا و اسبق کل۔ و اقرب باین صفت صفۃ العلم است کہ مبداء تعین خاتم الرسل است۔ علیہ و علیہم الصلوٰۃ

والتسلیمات اتمہا واکملہا وصفات دیگر مبادی تعینات خلائق فصل دیگر است۔ و چوں ہر صفت باعتبار تعلقات متعددہ جزئیات دارد مثل تکوین کہ آنرا باعتبار شئے تخلیق و ترزیق و احیا و اماتت جزئیات پیدا شدہ است۔ ایں جزئیات نیز در رنگ کلیات خود مبادی تعینات خلائق آمدہ۔ و ہر کہ مبدا تعین او کلی آمد۔ تعینات دیگر کہ مبادی آنہا جزئیات آن کلی است تابع آنکس خواہد بود کہ او زیر قدم او زندگانی خواہد نمود از ینجاست کہ میگویند فلانے زیر قدم محمد است و فلانے زیر قدم عیسی و فلانے زیر قدم موسیٰ علیہم الصلوٰۃ والتحیات والتسلیمات اتمہا و اکملہا۔

چوں ایں جزئیات را بطریق سلوک ترقی واقع شود ملحق بکلیات خود خواہد شد و شہود جزئیات شہود کلیات خواہد بود۔ فرق باصالت و تبعیت خواہد ماند و امتیاز بتوسط و عدم توسط خواہد شد چہ تابع ہر چہ می یابد و ہر چہ می بیند بی توسط اصل ممکن نیست گاہ باشد کہ تابع از قصور خود اصل را متوسط نداند۔ اما فی الحقیقت اصل درمیان تابع و مشہود او حائل است نہ حائلے کہ مانع شہود باشد بلکہ باعث شہود در رنگ

فصل ۹ عینک صاف

و جائز نیست کہ جزئیات یک کلی ترقی نمودہ از کلی خود خروج کردہ تحت کلی دیگر در آیند و مشہود ایشاں مشہود آن کلی دیگر شود۔ مثلاً جماعہ کہ زیر قدم موسیٰ اند انتقال نمودہ زیر قدم عیسیٰ داخل شوند۔ اما تواند بود کہ در زیر قدم محمدؐ آیند بلکہ ہمیشہ زیر قدم او یند۔ علیہ و علیٰ آلہ الصلوات والسلام زیراکہ رب محمدؐ رب الارباب است و اصل جمیع آن کلیات۔ پس نسبت باآن جزئیات اصل الاصل باشد و این ترقی گوئیا باصل الاصل است نہ باصل کہ مبائن اصل آنہا ست۔ این قدر فرق درمیان جزئیات و کلیات آنہا خواہماند کہ جزئی را دو حائل است یکے اصل خود کہ کلی او ست و حائل دیگر اصل الاصل است۔ و کلی او را حجاب اصل الاصل است و بس

از ینجا معلوم گشت کہ شہود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بے پردۂ تعینات است و شہود دیگراں در پردۂ تعینات لااقل در پردۂ تعین محمدی۔ از ینجاست کہ گفتہ اند۔ تجلی ذات خاصۂ محمد رسول اللہ است صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم۔ و تجلی دیگراں در پردۂ صفات لااقل در پردۂ رب الارباب کہ رب محمدؐ است کہ فوق جمیع اسماء و صفات

است سوائے صفۃ الحیات۔ اگر گویند ازیں بیان لازم می آید کہ شہود فصل
سائر انبیا علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات در پردہ
مبداء تعین محمدی است کہ رب اوست و اولیاء امت او کہ بالاصالۃ
زیر قدم اویند علیہ الصلوٰۃ والسلام شہود ایشاں نیز در رنگ
شہود سائر انبیا در پردۂ رب الارباب خواہد بود پس فرق میان سائر انبیا
وعلی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والتحیّات و درمیان اولیاء امت
او علیہ الصلوٰۃ والسلام چہ باشد۔ در جواب گوئیم انبیاء را سوائے
ایں شہود کہ در پردۂ حقیقت محمدی است شہود دیگر ہم است کہ از راہ
مبادی تعینات ایشاں پیدا می شود و بالاصالت عینکہاے مخصوصہ
خود را بر دیدہاے بصیرت گزاشتہ۔ مشاہدہ غیب الغیب میفرمایند۔ باید
دانست کہ ایں دو شہود نہ بایں معنی است کہ ہر دو معاً متحقق می شوند
بلکہ بایں معنی است کہ اگر ترقی نمودہ باصل الاصل برسد شہود او در پردہ
حقیقت محمدی است در رنگ عیسیٰ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ و
السلام کہ بعد از نزول بایں دولت مشرف خواہد شد۔

بداں و آگاہ باش کہ ہمچنانکہ بحضرت ذات تقدس راہے است

فصل از حقیقة الحقائق (تعین محمدی) کہ بعد از طے منازل کثیرہ وصول میسر
می شود ہمچنین است از سائر حقائق کلیات (تعینات دیگر انبیا) نیز راہے
بحضرت تعالی و تقدس کہ بعد از طے مراحل متکثرہ وصول حصول می پیوندد غایة
ما فی الباب در راہ حقیقة الحقائق وصل عریان است و در سائر طرق ہر چند
وصل ذات میسر میشود۔ اما پیراہن شعر از منتہائے اصول
عالیہ حقیقت الحقائق کہ حقیقت محمدی است درمیان حائل است
اگرچہ حاجز حصین نباشد و مانع متین نبود۔ ہمین قدر حاجزیت است
کہ مانع اطلاق تجلی ذات گشتہ و اگرنہ سائر انبیا را نیز بالاصالة از ذات
تعالی نصیب است و امثال کمل ایشان را بہ تبعیت این بزرگواران
علیہم و علی اممہم الصلوات والتحیات نیز نصیب است۔

از تحقیق ما تقدم معلوم شد کہ وصل عریان مخصوص بولایت
محمدی است و دیگران را ہر چند حجب مرتفع شود اما از حیلولة ہمچو پیراہن
شعر کہ از راہ توسط حقیقت محمدی حاصل می گردد چارہ
نبود کما مر چنین از اخفی کہ نہایت مراتب انسانی در علو باندازہ آن
حیلولہ بقیہ میماند۔ پس تا حفظ آن بقیہ اطلاق فنائے مطلق مجوز

نباشد۔ بقائے آن بقیہ را غیر از محمدی کیست کہ دریا بدوا ز ہزاران فصل
محمدی المشرب اگر یکے را ایں حدت نظر پیدا شود و ہم مغتنم است
مشائخ طبقات اکثرشاں تا روح و سر سخن کردہ اند۔ کم کسے باشد کہ از
خفی سر سے گفتہ باشد فکیف از اخفی و آنکہ در دریائے اخفی غوطہ زدہ باشد
و بہر ذرہ از ذرات آن رسیدہ و اطلاع یافتہ۔ کبریت احمر است۔ ذالک
فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

سوال ہرگاہ صفت الحیوۃ فوق صفت العلم (حقیقت محمدی)
باشد۔ پس درراہ حقیقت الحقائق (تعین محمدی) نیز تعین صفۃ الحیوۃ
حائل آمد۔ پس وصل عریاں چوں بود و تجلی ذات چرا نامند۔

جواب۔ آں تعین کلا تعین است زیرا کہ در مراتب فوق۔ آن
تعین (صفۃ الحیوۃ) محو و متلاشی میگردد و ہیچ اعتبارے او را در تقدم
حضرت ذات تعالیٰ الخ ماند ہر چند صفات دیگر را نیز در مرتبۂ ذات تعالیٰ اعتبارے نیستی
اما آنہا تا بمرتبۂ ذات تعالیٰ رسند بوجے کہ متلاشی گردند۔ بخلاف صفۃ الحیات کہ آنجا میرسد
و متلاشی میگردد۔ لہذا التعین حقیقی محمدی، و سائر تعینات خلائق دیگر
دائمی آمد و زوال آنہا در مرتبہ از مراتب محال گشت۔ بلکہ رسیدن

بشئے دیگر است و مضمحل گشتن در شئے دیگر۔ در عبارت بعضے از مشائخ قدس اللہ ارواحہم کہ لفظ محو و اضمحلال واقع می شود مراد ازان محو نظری است نہ محو عینی یعنی تعین سالک از نظر او مرتفع میگردد۔ نہ آنکہ در نفس الامر محو میشود کہ آن الحاد و زندقہ است جمعے از ناقصان این راہ ازان الفاظ موہمہ محو و اضمحلال عینی داشتہ اند و بزندقہ رسیدہ اند۔ و از عذاب و ثواب اخروی انکار نمودہ اند و خیال کردہ اند کہ ہمچنانکہ از وحدت بکثرت آمدہ اند۔ مرتبہ دیگر ہمین طور از کثرت بوحدت خواہند رفت و این کثرت ورا سے وحدت مضمحل خواہد شد جمع ازین زنادقہ آن محو شدن را قیامت کبری خیال کردہ اند و از حشر و نشر و حساب و صراط و میزان انکار نمودہ۔ فضلوا فاضلوا کثیراً من النّاس۔ یک شخص را ازان جماعت دیدہ کہ در مطلب خود شعر مولانا عبدالرحمٰن جامی را قدس اللہ سرہ استشہاداً می آورد ؎

جامی معاد و مبدأ ما وحدت است و بس ما در میانہ کثرت موہوم والسلام

نمیدانند کہ مراد مولانا ازین بیت عود و رجوع بوحدت باعتبار نظر

و مشہود است غیر از یک ذات مشہود۔ ایشان نمی مانند و کثرتہا بتمام فقطں
از نظر ایشاں مختفی میگردد۔ نہ رجوع عینی و وجودی۔ اگر کور نیستے
بنید که از ہیچ کاسے عجز و نقص و احتیاج زائل نشده است پس
معنی رجوع وجودی بوحدت چہ باشد۔ اگر رجوع بوحدت بعد از
موت خیال کرده اند کافر زندیق آمد که عذاب اخروی انکار دارند و
ابطال دعوت انبیا مینمایند۔ علیہم الصلواة والتسلیمات
اتمها و اکملها۔

مکتوب ۳۰۱ جلد اوّل۔ نبوت عبارت از قرب الٰہی است
جل سلطانہ کہ شائبہ ظلیت ندارد۔ عروجش رو بحق دارد جل و علا و نزولش
رو بخلق۔ این قرب بالاصالت نصیب انبیاست علیہم الصلواة
والتسلیمات و این منصب مخصوص باین بزرگواران است علیہم
الصلواة والبرکات۔ و خاتم این منصب سید البشر است علیه
و علی آلہ الصلواة والسلام حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ
الصلواة والتحیة بعد از نزول متابع شریعت خاتم الرسل
خواہد بود علیہم الصلوٰة والسلام متابعان و خادمان را

فصل ازدولت دالش صاحباں نصیب است پس از قرب انبیا علیہم الصلوٰۃ والتحیات کمل تابعان راہم نصیب بود۔ وعلوم ومعارف وکمالات آں مقام بطریق وراثت نیز نصیب تابعان باشد ع خاص کنندہ بندہ مصلحت عام را۔ پس حصول کمالات نبوت مرتابعان را بطریق تبعیت ووراثت بعداز بعثت خاتم الرسل علیہ وعلی جمیع الانبیاء والرسل الصلوٰۃ والتحیات منافی خاتمیت او نیست۔ علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام۔ فلا تکن من الممترین۔

بداں۔ اسعدک اللہ تعالیٰ۔ راہ ہاے کہ بکمالات نبوت موصلند دو است۔ راہے است کہ مربوط بطے کمالات مفصلہ مقام ولایت است ومنوط است بحصول تجلیات ظلیہ معارف سکریہ کہ مناسب مرتبہ ولایت است بعد از طے ایں کمالات وحصول ایں تجلیات قدم در کمالات نبوت نہادہ می آید۔ دریں مقام وصول باصل است والتفات بظلیت ذنب۔ وراہ دیگر آنست کہ بی توسط حصول ایں کمالات ولایت وصول بکمالات نبوت میسر میگردد۔

واین راہ دویم شاہ راہ است واقرب بوصول وہر کہ بکمالات نبوت رسیدہ است الا ماشاء اللہ تعالیٰ باین راہ رفتہ است. از انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام واز اصحاب کرام ایشان بہ تبعیت ووراثت ایشان علیہم وعلی اصحابہ الصلوٰۃ والسلام والتحیہ وراہ اول دور ودراز است ومتعسر الحصول ومتعذر الوصول — فصل ۸

جمعے از اولیا در مقام ولایت کہ بشرف نزول مشرف گشتہ اند کمالاتیکہ بمقام نزول تعلق داشتہ کمالات نبوت خیال کردہ اند ودعوت بخلق راکہ مناسب مقام دعوت است از خصائص مقام نبوت انگاشتہ نہ این چنین است بلکہ این نزول (ولایت) دررنگ عروج آں ہر دواز ولایت اند — عروج ونزول دیگراست فوق مقام ولایت کہ بہ نبوت تعلق دارد واین توجہ بخلق (بحالت ولایت) غیر آں توجہ بخلق است کہ بہ نبوت مناسب است واین دعوت غیر آں دعوت است کہ از کمالات نبوت شمردہ اند —

باید دانست کہ بعد از وصول براہ دویم ہر چند کمالات مفصلہ مقام

فصل ۵ ولایت بحصول نبوت است اما زبدهٔ و خلاصهٔ ولایت بوجه احسن میسر
گشته است - تواں گفت که اهل ولایت از کمالات ولایت بپوست
بپست آورده اند و این واصل مغز آں را حاصل کرده - آرے بعضے
از علوم سکریه و ظهورات ظلیه که ارباب ولایت را حاصل شده است
آں واصل از آں علوم و ظهورات قلیل النصیب است - این معنی موجب
مزیت نیست - بلکه آں واصل را ازیں علوم و ظهورات ننگ و ناموس
است - جائے آں دارد که آں را ذنب و سوء ادب داند - بلے واصل
اصل از ظلال آں اصل گریزاں و مستغفر است - گرفتاری بظل تا زمان
عدم وصول است باصل - آن ظل بعد از وصول باصل ظل بے حاصل
است و توجه بظل سوء ادب -

اے فرزند حصول کمالات نبوت مربوط بموهبت محض است
و منوط بمکرمت صرف - کسب و تعمل را در حصول این دولت عظمی
هیچ مدخلے نیست - کدام عمل و کسب است که نتیجه این دولت عظمی باشد
و کدام ریاضت و مجاهده است که ثمرهٔ این نعمت اسنیٰ بود - بخلاف
کمالات ولایت که مبادی و مقدمات آں کسبی است و حصول آں مربوط

بریاضت و مجاہدہ است ہرچند روا است کہ بعضے را بے کوشش کسبے عمل نیز فضل

بایں دولت مشرف سازند۔ و فنا و بقا کہ ولایت عبارت ازاں است نیز

موہبت است کہ بعد از کسب مقدمات بفضل و کرم ہر کرا خواہند بدولت

فنا و بقا مشرف سازند۔

باید دانست کہ حصول ایں موہبت در حق انبیا علیہم الصلوٰۃ و

التسلیمات بے توسط است و در حق اصحاب انبیا علیہم الصلوات

والتحیات کہ بتبعیت و وراثت بایں دولت مشرف گشتہ اند بتوسط

انبیا است علیہم الصلوٰۃ والبرکات بعد از انبیا و اصحاب

ایشاں علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کم کسے بایں دولت مشرف

گشتہ است۔ ہرچند جائز است کہ دیگراں را نیز بتبعیت و وراثت بایں

دولت مشرف سازند ؎ فیض روح القدس ار باز کرم فرماید

دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا میکرد

الحاصل کہ ایں دولت در کبار تابعین نیز پرتوے انداختہ است

و در اکابر تبع تابعین نیز سایہ افگندہ۔ بعد ازاں رو با ستتار آوردہ تا آنکہ

نوبت بالف ثانی از بعثت آں سرور علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات

مصنفؒ رسیدہ۔ دریں وقت نیز آں دولت تابعیت و وراثت بر منصۂ ظہور آمدہ و

آخر را با اول مشابہ ساختہ۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

مکتوب ۳۲ جلد اوّل ۔ ہر مقامے را علوم و معارف دیگر است

و احوال و مواجید دیگر در مقامے مناسب ذکر و توجہ است و در مقام دیگر

تلاوت و نماز است۔ مقامے مخصوص بہ جذبہ است و مقامے بسلوک

و مقامے باین ہر دو دولت ممتزج است۔ و مقامے است کہ از ہر دو، حیثیت

جذبہ و سلوک جدا است نہ جذبہ را با و مساسے و نہ سلوک را باآں تعلقے۔

ایں مقام بس شگرف است۔ اصحاب آں سرور علیہ و علی آلہ

و علیہم من الصلوٰۃ و افضلہا من التسلیمات اکملہا۔

بایں مقام ممتاز اند۔ و بایں دولت عظمیٰ مشرف۔

صاحب ایں مقام را امتیاز تمام است از ارباب مقامات دیگر

و مشابہتے بایکدیگر کمتر دارند بخلاف ارباب مقامات دیگر کہ بایک دیگر

مشابہتے دارند۔ ولو بوجہ دون وجہ۔ ایں نسبت از گزشتت

اصحاب کرام در حضرت مہدی علیہ السلام بر وجہ اتم ظہور خواہد یافت

انشاء اللہ تعالیٰ۔ از مشائخ طبقات رحمہم اللہ سبحانہ کم کسی

ازیں مقام جزداده است قلیلے کہ از علوم و معارف آں سخن کرده باشد۔ فضل ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم

اصحاب کرام را ایں نسبت عزیزالوجود در اول قدم بظهور می آمده و بمرور بکمال میرسید۔ و دیگرے را اگر بایں دولت مشرف می سازند و بر قدم نسبت اصحاب تربیت و ہند بعد از قطع منازل جذبہ و سلوک وطی علوم و معارف آنہا بایں دولت عظمی مستعد خواہد گشت۔ در ابتدا ظهور ایں نسبت مخصوص ببرکت صحبت سید البشر است علیہ وعلی الہ الصلوات والتحیات اما تواند بود کہ از متابعان او نیز کسے را بایں برکت مشرف سازند تا صحبت او نیز در ابتدا سبب ظهور ایں نسبت علیہ گردد ؎

فیض روح القدس ار باز کرم فرماید دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا میکرد

مکتوب ۲۵۱ جلد اول۔ بگوش ہوش استماع فرمایند کہ حضرت صدیق و حضرت فاروق رضی اللہ تعالی عنہما باوجود حصول کمالات محمدی و وصول بدرجات ولایت مصطفوی علیہ وعلی الہ الصلوۃ والسلام۔ درمیان انبیاء تقدم را در طرف ولایت مناسبت بحضرت ابراہیم صلوات اللہ تعالی وتسلیماتہ علی نبینا وعلیہ دارند۔ و در طرف دعوت کہ مناسب بمقام نبوت است

فضل مناسبت بحضرت موسی دارند صلوات اللّٰه سبحانهٗ و تعالیٰ و تسلیماتهٗ علیٰ نبینا و علیه و حضرت ذی النورین در ہر دو طرف مناسبت بحضرت نوح دارند صلوات اللّٰه سبحانهٗ و تعالیٰ و تسلیماتهٗ علیٰ نبینا و علیه و حضرت امیر در ہر دو طرف مناسبت بحضرت عیسیٰ دارند صلوات اللّٰه سبحانه و تعالیٰ علیٰ نبینا و علیه و چون حضرت عیسیٰ روح اللّٰه است و کلمهٔ او۔ لاجرم طرف ولایت در ایشان غالب است از جانب نبوت۔ و در حضرت امیر نیز بواسطهٔ آن مناسبت طرف ولایت غالب است۔

و مبادی تعینات خلفاء اربع صفت العلم است علیٰ اختلاف الجهات اجمالاً و تفصیلاً۔ و آن صفت باعتبار اجمال رب محمد است و باعتبار تفصیل رب حضرت خلیل و باعتبار برزخیت اجمال و تفصیل رب حضرت نوح۔ چنانکه رب حضرت موسیٰ صفت الکلام است و رب حضرت عیسیٰ صفت القدرت و رب حضرت آدم صفت التکوین بر سر اصل سخن رویم حضرت صدیق رضی و حضرت فاروق حامل بار نبوت محمدی اند علیٰ اختلاف المراتب۔ و حضرت امیر بواسطهٔ مناسبت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جانب ولایت حامل بار ولایت محمدی اند۔ و حضرت ذی النورین با عتبار برزخیت حمل بار ہر دو طرف فرمودہ اند۔ و تواند بود کہ باین اعتبار نیز ایشان را ذی النورین گویند۔ و چون حضرات شیخین حمل بار نبوت فرمودہ اند مناسبت بحضرت موسیٰ بیشتر دارند۔ چہ مقام دعوت کہ ناشی از مرتبہ نبوت است درمیان سائر انبیا بعد از پیغمبر ما در ایشان اتم واکمل است۔

بدانند کہ ولایت موسوی جانب یمین ولایت محمدی واقع شدہ است و ولایت عیسوی جانب یسار آن ولایت۔ و چون حضرت امیر حامل بار ولایت محمدی بودہ اند اکثر سلاسل اولیا بایشان منتسب گشت و کمالات حضرت امیر بیش از کمالات حضرات شیخین با کثر اولیاء عزلت کہ با کمالات ولایت مخصوص اند ظاہر شد۔ اگر نہ اجماع اہل سنت بر افضلیت شیخین بودے کشف اکثر اولیاء عزلت با فضلیت حضرت امیر حکم کردے۔ زیرا کہ کمالات حضرات شیخین شبیہ بکمالات انبیا است علیہم الصلوات والتسلیمات۔ و دست ارباب ولایت از دامان آن کمالات کوتاہ است و کشف ارباب کشوف بواسطہ علو درجات

وصل آنہا در راہ کمالات ولایت در جنب آن کمالات کالمطروح فی الطریق اند

کمالات ولایت زینہ ہا اند از برائے عروج بر کمالات نبوت پس مقدمات را از مقاصد چہ خبر بود و مبادی را از مطالب چہ شعور۔ امروز این سخن بواسطہ بعد عہد نبوت اکثرے گرانست و از قبول دور لیکن چہ توان کرد ؎

درپس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند
ہر چہ استاد ازل گفت ہماں میگویم

مکتوب ۱۰۷ جلد اول ۔ ظہور خوارق نہ از ارکان ولایت است و نہ از شرائط آں بخلاف معجزہ ہر نبی را علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ از شرائط مقام نبوت است لیکن ظہور خوارق از اولیاء اللہ شائع و ذائع است کم است کہ تخلف کند۔ اما کثرت ظہور خوارق بر افضلیت ولالت ندارد تفاضل آنجا باعتبار درجات قرب الٰہی است جل سلطانہ تواند بود کہ از وے اقرب ظہور خوارق اقل باشد و ازاں بعد اکثر خوارقے کہ از بعضے اولیاء ایں امت بظہور آمدہ از اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین عشر عشیر آں بظہور نیامدہ باآنکہ فضل اولیا بمرتبہ ادنائے صحابی نرسد۔ نظر بر ظہور خوارق از کوتہ نظریست

مکتوب ۲۱۶ جلد اول — مخدوم ماچوں بحث ولایت درمیان نقل
است و نظر عوام بہ ظہور خوارق است - ازیں مقولہ سخنے چند مذکور
میسازد - استماع خواہند فرمود - ولایت عبارت از فنا و بقا است
کہ خوارق و کشوف از لوازم آنست قلت او کثرت - لیکن نہ ہر کہ خوارق
بیشتر دارد - ولایت او اتم و اکمل بود بلکہ بسیار است کہ خوارق کمتر ظاہر
شود و ولایت اکمل بود - مدار کثرت ظہور خوارق بر دو چیز است - در وقت
عروج بلند تر رفتن و در وقت نزول کمتر فرود آمدن - بلکہ اصل عظیم
در ظہور کثرت خوارق قلت نزول است جانب عروج بہر کیف
کہ باشد - زیرا کہ صاحب نزول بعالم اسباب فرود می آید و وجود
اشیا را مربوط باسباب می یابد - و فعل مسبب الاسباب را در پس پردہ
اسباب می بیند و آنکہ نزول نہ کردہ است یا نزول کردہ باسباب
نہ رسیدہ و نظر او بر فعل مسبب الاسباب است و بس - زیرا کہ اسباب
بتمام از نظر او مرتفع گشتہ است لاجرم حق سبحانہ و تعالیٰ بمقتضائے
ظن ہر کدام با ہر کدام علیحدہ معاملہ می فرماید - کار اسباب بیں را باسباب
حوالہ نموداند و آنکہ اسباب را نمی بیند کار او بے توسط اسباب مہیا می سازد

فصل و حدیث قدسی انا عند ظن عبدی بی شاہد این معنی است ــ

تا مدتہا بخاطر متخیلہ کہ وجہ چیست کہ اولیاء اکمل این امت بسیار گذشتہ اند ــ اما آن قدر خوارق کہ از حضرت سید محی الدین جیلانی قدس سرہ ظاہر گشتہ است از ہیچ کدام آنہا ظہور نیافتہ ــ آخر الامر حضرت حق سبحانہ سر این معما را ظاہر ساخت و معلوم فرمود کہ عروج ایشان از اکثر اولیاء بلندتر واقع شدہ است و در جانب نزول تا مقام روح فرود آمدہ اند ــ کہ از عالم اسباب بلندتر است ــ مناسب این مقام حکایت خواجہ حسن بصری و حبیب عجمی است قدس سرہما ــ منقول است کہ روزی خواجہ حسن بصری بر لب دریا ایستادہ بود و انتظار کشتی میبرد کہ از آب بگذرد ــ درین اثنا حبیب عجمی رسید پرسید کہ چرا استادہ است گفت انتظار کشتی میبرم ــ حبیب گفت چہ احتیاج کشتی ہست شما یقین ندارید خواجہ حسن بصری گفت تو علم نداری ــ حبیب بے اعانت کشتی از آب گذشتہ رفت ــ و خواجہ در انتظار کشتی استادہ ماند ــ حسن بصری چون بعالم اسباب فرود آمدہ بود با و بتوسط اسباب معاملہ میفرمودند و حبیب عجمی چون اسباب را درست از نظر انداختہ بود بے توسط اسباب با وزندگانی

فصل

میکردند. اما فضل حق را است که صاحب علم است و عین الیقین را بعلم
الیقین جمع ساخته است و اشیا را چنانکه هست دانسته. چه نفس الامر
قدرت را در پس حکمت مستور ساخته از و حجب عجمی صاحب شک است
یقینیه بفاعل حقیقی دارد بسبب آنکه اسباب را مداخلتی بود و این دید مطابق
نفس امر نیست زیرا که توسط اسباب حجب واقع کائن است.

اما معاملهٔ تکمیل و ارشاد برعکس معاملهٔ ظهور خوارق است زیرا که
در مقام ارشاد هر چند نازل تر کامل تر که در ارشاد حصول مناسبت درمیان
مرشد و مسترشد درکار است که منوط به نزول است و پیدا است که اغلب
آنست که هر چند بالاتر رود پایان تر فرود آید. لهذا حضرت رسالت
خاتمیت علیه و علی آله الصلوٰة والسلام والتحیة از همه بالا
تر رفت و در وقت نزول از همه پایان تر فرود آمد[1]. ازینجا است که دعوت

---

[1] ثم دنا فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی ۝ فاوحی الی
عبده ما اوحی. از نهایت عروج خبری دهد. و مع ذلک تاکید اعلان کرده می
شود قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی. اتیان لفظ مثلکم از برای
تاکید بشریت است و از نزول تام خبری دهد. تا مناسبت که سبب

فیض او اتم گشت و بکافۂ انام مرسل شد - چہ بواسطۂ نہایت نزول مناسبت
بہمہ پیدا کردہ و راہ افادہ تمام تر گشتہ -

و بسیار است کہ از متوسطاں ایں راہ آں قدر افادہ طالباں
بوقوع آید کہ از منتہیاں غیر مرجوع میسر نشود زیرا کہ متوسطاں بیشتر

افادہ و استفادہ است بیشتر پیدا شود بخلائق کہ جانب بشریت در ایشاں
بمقابل ملکیت غالب است ۵

ادہر مخلوق میں شامل اُدہر اللہ سے واصل ... خواص اس برزخ کبریٰ میں ہے حرف مشدّد کا

پس لاجرم خاتم النبیین آمد کہ عروج و نزول بحد ختم رسید -
وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین - و رحمتی وسعت
کل شیء ہمچنیں تلقین دعا - قل رب زدنی علما - و تصریح علم و فوق کل
ذی علم علیم - واللہ واسع علیم و نیز تصدیق بیعت ان الذین
یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم - از
علو مرتبت آں حضرت سرور عالم خبر میدہد - علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ
والسلام فلا تکن من الممترین -

(للمؤلف)

مناسبت دارند به مبتدیان از منتهیان غیر مرجوع۔ از اینجاست که نفس
شیخ الاسلام هروی قدس سرہ گفته که اگر خرقانی و محمد قصاب بجائے
بودندے من شمارا بوے فرستادمی نه بخرقانی که وے شمارا سودمند
تر بود از خرقانی یعنی خرقانی منتهی بود مرید از وے بهره کمتر یافتے
یعنی منتهی غیر مرجوع نه منتهی مطلقاً که عدم افاده تام در حق او غیر
واقع است۔ زیرا که محمد رسول الله صلی الله تعالی علیه واله
وسلم منتهی تر بود از همه و حال آنکه افاده او از همه زیاده تر بود۔ پس
مدار زیادتی افاده و کمتر آں بر رجوع و هبوط آمد نه بر انتها و عدم انتها
اینجا دقیقه ایست۔ باید دانست که همچنانکه در حصول نفس
ولایت مرادی را علم بولایت خود شرط نیست چنانکه مشهور است
علم بوجود خوارق خود هم شرط نیست۔ بلکه بسا است که مردم از وے
خوارق نقل کنند و او از آں خوارق اصلا اطلاع نه دارد۔ و اولیائے
که صاحب علم و کشف اند جائز هست که بر بعضے از خوارق خود اطلاع
پیدا کنند۔ بلکه صور مثالیه ایشاں را در امکنه متعدد ظاهر سازند۔ و در مسافات
بعیده کارهائے عجیبه و غریبه از آں صور بظهور آرند که صاحب آں صور را

فصل از آنجا اصلا اطلاع نیست ع

از ما و شما بهانہ برساختہ اند

حضرت مخدومی قبلہ گاہی قدس سرہ میفرمودند کہ عزیزے میگفت عجائب کاروبار است مردم از اطراف و جوانب می آیند بعضے میگویند کہ ترا در مکہ معظمہ دیدہ ایم و در موسم حج حاضر بودہ اید و باتفاق حج کردہ ایم و بعضے دیگر میگویند کہ ترا در بغداد دیدہ بودیم و اظہار آشنائی مینمایند و من ہرگز از خانہ خود نہ برآمدہ ام و ہرگز این قسم مردم را ندیدہ ام۔ چہ تہمتے است کہ بر من میکنند واللہ سبحانہ اعلم بحقائق الامور کلہا۔

مکتوب ۱۷۳ جلد اول۔ معلوم اخوی اعزی باد کہ شریعت را صورت است و حقیقتے صورتش آنست کہ علما ظواہر بیان آن متکفل اند و حقیقتش آنکہ۔ دفیہ علیہ یان ممتاز اند نہایت عروج صورت شریعت تا نہایت سلسلہ ممکنات است بعد ازان اگر در مراتب وجوب سیر واقع شود صورت با حقیقت ممتزج خواہد بود۔ و این معاملہ امتزاج نیز تا عروج بشان علم است کہ مبدا تعین سید البشر است علیہ و علی آلہ الصلوات و التسلیمات بعد ازان اگر ترقی واقع شود صورت و حقیقت ہر دو وداع خواہند شد

فصل ۸ و معاملۂ عارف بشان الحیوۃ خواہد افتاد۔ ایں شان عظیم الشان را با عالم ہیچ مناسبتے نیست۔ از شیونات حقیقتہ است کہ گرد اضافت بآں نہ رسید است تا تعلقے بعالم پیدا کند۔ و ایں شان دروازۂ مقصود است و مقدمۂ مطلوب۔ دریں موطن عارف خود را از دائرۂ شریعت بیروں می یابد۔ اماں چوں محفوظ است و حقیقۃ از دقائق شریعت فرو نمی گزارد۔ جماعۂ کہ بایں دولت عظمی مشرف شدہ اند اقل قلیل اند۔ اگر عدد آں را بیان کند شاید کہ اقل قلیل قبول کنند۔ و جمعے کثیر از صوفیہ اند کہ بظلال ایں مقام عالی رسیدہ اند (چہ ہر مقام عالی را در سافل ظلے است از ظلال آن)۔ انگاشتہ اند کہ قدم از دائرہ شریعت بیروں نہادہ اند و پوست را گزاشتہ بمغز رسیدہ۔ ایں مقام از مزلت اقدام صوفیہ است۔ جمع از ناقصان ازیں راہ بالحاد و زندقہ رسیدہ اند و سر از ربقۂ شریعت غرا برآوردہ۔ ضلوا فاضلوا۔ و جمع از کاملاں کہ ہر چند از درجات ولایت مشرف شدہ اند و ایں معرفت را در ظلے از ظلال آن مقام عالی حاصل نمودہ ہر چند اصل آں مقام نرسیدہ اندا ما محفوظ اند دادے از آداب شریعت را فرو گزاشت تجویز نمی نمایند ہر چند سر ایں معرفت را نمیدانند و حقیقت

فصل معاملہ رانمی فہمند و چوں برایں فقیر بعنایت اللہ سبحانہ وصدقۃ حبیبہ علیہ
وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام سرایں معما منکشف شدہ است وحقیقت کار
کما ینبغی بوضوح پیوستہ۔ شمہ ازاں ماجرا درمعرض بیان می آرد۔ بحیثیکہ
کہ ناقصاں نراہ آرد۔ وکاملاں را حقیقت معاملہ وانماید۔ باید دانست
کہ تکلفات شرعیہ مخصوص بقالب اند وبقلب چہ تزکیۂ نفس متفرع بر
اینہاست۔ وآنچہ از لطائف قدم از دائرہ شریعت بیروں می نہد وماسوے
اینہاست پس آنچہ بشریعت مکلف است۔ ہمیشہ مکلف است
وآنچہ مکلف نیست ہرگز مکلف نبودہ غایت ما فی الباب۔
پیش از سلوک لطائف بایکدیگر ممتزج بودند واز قلب جدائی نداشتند
چوں سیر وسلوک ہرکدام را از دیگرے جدا ساخت وبمقر اصلی خود رسانید
معلوم شد کہ مکلف کہ بود وغیرہ مکلف کدام۔ اگر گویند کہ اگرچہ تکلیفات
صورت شریعت مخصوص بقلب وقالب است اما حقیقت شریعت
را ورا وراے قلب نیز گنجایش است۔ پس قدم از مطلق شریعت
بیروں ماندن بچہ معنے باشد۔ گویم حقیقت شریعت نیز از روح وسری
گزرد وبخفی واخفی نمیرسد وقدم بیروں ماندگاں فی الحقیقت ہمیں

فصل ۸ خفی و اخفی آنہ۔ واللہ سبحانہ اعلم بحقیقۃ الحال ثبتنا اللہ سبحانہٗ و جمیع المسلمین علی متابعۃ سید المرسلین علیہ و علی آلہ الصلوات والتسلیمات اتمہا واکملہا

مکتوب ۵۰ جلد دوم۔ باید دانست کہ فرق درمیان صورت شریعت و حقیقت شریعت از راہ نفس آمدہ بود کہ در صورت نفس امارہ طغیان داشت و بر انکار خود بودہ۔ و در حقیقت نفس مطمئنہ گشتہ است و مسلمان شدہ۔

وچوں بفضل اللہ سبحانہ، نفس در مقام اطمینان آمد و منقاد حکم الٰہی جل شانہ، گشت۔ اسلام حقیقی میسر شد و حقیقت ایمان صورت گرفت۔ بعد ازاں ہر چہ بعمل خواہد در آمد از حقیقت شریعت خواہد بود۔ اگر نماز ادا یافت حقیقت نماز خواہد بود۔ اگر صوم است حقیقت صوم است و اگر حج است حقیقت حج است۔ علی ہذا القیاس اتیان سائر الاحکام الشرعیہ۔ پس طریقت و حقیقت درمیان صورت شریعت و حقیقت شریعت متوسط گشت۔ تا بولایت خاصہ مشرف نشود از اسلام مجازی باسلام حقیقی نرسد وچوں بمحض فضل خداوندی جل سلطانہ، بحقیقت

فضل شریعت متجلی گشت و اسلام حقیقی میسر شد مستعد آن گشت کہ از کمالات
نبوت بہ تبعیت و وراثت انبیا علیہم الصلوات والتسلیمات
بہرہ تام بابد و نصیب وافر گیرد۔

پس شریعت ہمہ وقت و ہمہ حال درکار است و با تیان احکام
آں ہمہ کس محتاج۔ وچوں بعنایت خداوندی جل شانہ معاملہ ازیں
موطن نیز بالا رود کار از تفصیل بجمعیت آید مقامے پیش خواہد آمد بس
عالی کہ بالاصالۃ مخصوص بخاتم الرسل است علیہ وعلیہم وعلے
آل کل الصلوٰۃ والتسلیمات والتحیات والبرکات
وتبعیت و وراثت تا کرا بایں دولت مشرف سازند۔

مکتوب ۵۷ جلد دوم۔ شنیدہ باشند کہ در خبر آمدہ است فردائے
قیامت سیاہی علما را باخون شہدائے فی سبیل اللہ وزن کنند۔ پلہ آں سیاہی
بر پلہ آں خون راجح آید۔.... ازینجا فضل داعیان مبلغان این
است را باید دریافت۔ ہر چند در دعوت و تبلیغ درجات است و داعیان
و مبلغان در درجات متفاوت اند۔ علما بہ تبلیغ ظاہر مخصوص اند۔ صوفیہ
بہ باطن اہتمام دارند و آنکہ عالم صوفی (صدیق) است کبریت احمر است
(ختم مکتوب)

۵- از درون شو آشنا و از برون بیگانہ وش این چنین زیبا روش فصل کم می بود اندر جہاں از اینجا شمہ از عظمت حقیقت معاشرت حضرت رسالت خاتمیت علیہ الصلوٰۃ والتحیات میتواں فہمید حیات سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام برائے عالم اسوہ حسنہ است وتقلید او برائے تکمیل لازم - قل ان کنتم تحبون اللّٰہ - فاتبعونی یحببکم اللّٰہ این تقلید تامہ است کہ باعث تفوق براست گشت در حق صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین - (المولف)

مکتوب ۵۶ جلد دوم - معاملہ درویش بعنایۃ اللّٰہ سبحانہٗ وبصدقۃ حبیبہ علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام تابجائے رسید کہ سیئات دیگراں حسنات او میگردد - در ذیلہ ایشاں حمیدہ او میشود - مثلاً ایذا سمعہ کہ از سیات است واز رذائل او صاف در حق او حسن پیدا میکند وحکم حمد وشکر میگیرد - زیرا کہ آں درویش جمیع اقسام عظمت وکبریائی را از خود مسلوب ساختہ بجناب قدس خداوندی جل سلطانہ منسوب داشتہ است - وجمیع انواع حسن وجمال وخیر وکمال را از خود دور داشتہ با وتعالیٰ مخصوص گردانیدہ است - خود را غیر از شر ونقص

فصل ہیچ نمی یابد و در خود غیر از ذل و افتقار و انکسار ہیچ نمی بیند۔ اگر فرضاً فردے
از افراد عظمت و کبریائی بظاہر متوجہ او شود او را زینہ خواہد یافت کہ از راہ
او بفوق خواہد گذشت و بجنابے کہ شایان عظمت و کبریائی است خواہد
رسید۔ و ہمچنین است حال حسن و جمال خیر و کمال کہ بیش از زینہ
بودن از ینہا نصیب او نیست امانات باہل امانات راجع است پس
در صورت ریاد سمعہ مقصود او اشتہار و افتخار و رفعت و عظمت
او نیست بلکہ اظہار نعمت حق است سبحانہ، و اعلام احسان او ست تعالےٰ
کہ نسبت با و بوقوع آمدہ است۔ پس ریاد سمعہ عین حمد و شکر حق باشد
تعالیٰ و تقدس۔ کہ از رذالت بمحمدت آمدہ است و علیٰ ہذا القیاس سائر صفات
اولئک یبدل اللّٰہ سیّئاتھم حسنات وکان اللّٰہ غفوراً رحیما۔
مکتوب ۲۵۶ جلد اول ۔ پرسیدہ بودند کہ مراد از ایمان کہ در حدیث لو وزن
ایمان ابی بکر مع ایمان امتی لرجح ۔ واقع شدہ است چیست ۔
و سبب رجحان کدام ست۔ بدانند کہ رجحان ایمان بواسطہ رجحان مومن بہ است
و چون متعلق ایمان حضرت صدیق فوق متعلقات ایمان امت است
ہر آئینہ راجح باشد۔ مخدوما در عروجات معاملہ تا بجائے میرسد کہ اگر یک نقطہ

بالا تر ز دو کمالیکہ بسبب عروج آن نقطہ حاصل شدہ است - از جمیع کمالات فصل ما تقدم افزون تر بود - زیراکہ آں نقطہ از جمیع انچہ ما تحت اوست افزوں تر است و ہمچنیں است حال آں نقطہ کہ فوق آن نقطہ ما تقدم است چہ نقطہ ما تقدم با نچہ در تحت اوست - در جنب نقطہ فوق حقیر و نقیر است علیٰ ہذا القیاس - پس ہر کہ متعلق ایمان او کمال فوق بود ہر آئینہ راجح خواہد بود - از جمیع انچہ ما تحت او بود - ازینجا گفتہ اند کہ معاملہ عارف بجائے میرسد کہ در طرفۃ العین کسب جمیع کمالات ما تقدم مینماید - و باندازہ تحقیق فقیر در یک لمحہ تحصیل زیادہ از جمیع کمالات ما تقدم میفرماید -

---

مکتوب ۲۱ جلد اول

و ولایت را درجات اند - بعضہا فوق بود زیراکہ بر قدم ہر نبی ولایت است مخصوص بآں - و اقصائے درجات آں ہماں درجہ ایست کہ بر قدم پیغمبر ماست - علیہ و علی جمیع اخوانہ من الصلوات اتمہا و من التحیات

فصل ۹ اینها - زیراکہ تجلی ذاتی کہ دراں اسماء و صفات و شئیون و اعتبارات را اعتباری
نیست نہ بایجاب و نہ بسلب مخصوص است بولایت آں سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ
والتسلیمات والتحیات و درین مقام خرق جمیع حجب وجودیہ و اعتباریہ علماً
و عیناً متحقق میشود - پس دریں وقت وصل عریان حاصل میگردد و وجد حقیقی
متحقق میشود نہ ظنی و تخمینی - و ازیں مقام عزیز الوجود نصیب کامل و حظ وافر
حاصل است مر کمل تابعان آں سرور را علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیہ

۱۰ از دعوت و مرتبت خاتم النبیین علیہ الصلوات والتحیات حق جل شانہ
چناں خبر میدہد یا ایہا النبی انا ارسلناک شاھداً و مبشراً و
نذیراً و داعیاً الی اللہ باذنہ و سراجاً منیراً و بشر المومنین
بان لھم من اللہ فضلاً کبیراً خلاصہ اینست و ما ارسلناک الا
رحمۃ للعالمین -

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم و صلی اللہ
تعالی علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ وسلم اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

تمت

ضمیمہ اوّل

انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام صدیقین واکابرِ دین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور بعض کتب حقائق جواس تالیف میں مذکور ہیں۔

(۱) خاتم النبیین رحمۃ للعالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۲-۸) ابراہیم خلیلؑ۔ موسیٰؑ۔ عیسیٰؑ۔ نوحؑ۔ یعقوبؑ۔ خضرؑ۔ داؤدؑ صلواۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

(۹-۱۲) خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

(۱۳-۱۵) امام حسن امام حسین وامام زین العابدین علیہم السلام

(۱۶-۱۸) ابوہریرہ۔ انس واویس قرنی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

(۱۹) غوث الاعظم سید عبدالقادر محی الدین جیلانی قدس اللہ سرہ

(۲۰) خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس اللہ سرہ

(۲۱) سید الطائفہ جنید بغدادی قدس اللہ سرہ

(۲۲) ابو یزید بسطامی قدس اللہ سرہ

(۲۳) ابو بکر شبلی قدس اللہ سرہ

(۲۴) سید محی الدین ابن العربی قدس اللہ سرہ

(۲۵) شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ

(۲۶) خواجہ حسن بصری قدس اللہ سرہ

(۲۷) حبیب عجمی قدس اللہ سرہ

(۲۸) امام غزالی قدس اللہ سرہ

(۲۹) امام رازی قدس اللہ سرہ

(۳۰) مولنا محمد جلال الدین رومی قدس اللہ سرہ

(۳۱) خواجہ شمس تبریز قدس اللہ سرہ

(۳۲) شیخ فریدالدین عطار قدس اللہ سرہ

(۳۳) شیخ عبدالرزاق قادری قدس اللہ سرہ

(۳۴) شیخ عبدالکریم جیلی قدس اللہ سرہ

(۳۵) شیخ حسام الدین علی متقی قدس اللہ سرہ

(۳۶) شیخ ابراہیم کردی قدس اللہ سرہ

(۳۷) شیخ عبدالرزاق کاشی قدس اللہ سرہ

(۳۸) شیخ صدرالدین قونوی قدس اللہ سرہ

(۳۹) خواجہ حافظ شیرازی قدس اللہ سرہ

(۴۰) مولٰنا جامی قدس اللہ سرہ

(۴۱) شیخ سعدی قدس اللہ سرہ

(۴۲) شیخ نظامی گنجوی قدس اللہ سرہ

(۴۳) امام قشیری قدس اللہ سرہ

(۴۴) شیخ قطب الدین الیمن قدس اللہ سرہ

(۴۵) ابو طالب مکی قدس اللہ سرہ

(۴۶) سید جعفر مکی قدس اللہ سرہ

(۴۷) خواجہ بہاؤالدین آملی قدس اللہ سرہ

(۴۸) نجم الدین محمود شبستری قدس اللہ سرہ

(۴۹) امام عارف شعرانی قدس اللہ سرہ

(۵۰) شیبان راعی قدس اللہ سرہ

(۵۱) خواجہ عبید اللہ احرار قدس اللہ سرہ

(۵۲) خواجہ معین الدین چشتی قدس اللہ سرہ

(۵۳) خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس اللہ سرہ

(۵۴) خواجہ محمد باقی باللہ قدس اللہ سرہ

(۵۵) امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ

(۵۶) خواجہ فرید الدین شکر گنج قدس اللہ سرہ

(۵۷) شاہ بو علی قلندر قدس اللہ سرہ

(۵۸) سید گیسو دراز چشتی قدس اللہ سرہ

(۵۹) مولانا عبد الغفور لاری قدس اللہ سرہ

(۶۰) مرزا جان جاناں شہید مجددی قدس اللہ سرہ

(۶۱) شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس اللہ سرہ

(۶۲) شاہ عبد الرحیم قدس اللہ سرہ

(۶۳) شاہ ولی اللہ قدس اللہ سرہ

(۶۴) شاہ عبد العزیز قدس اللہ سرہ

(۶۵) قاضی ثناء اللہ پانی پتی قدس اللہ سرہ

ضمیمہ اول

(۶۶) حاجی امداد اللہ قدس اللہ سرہ

(۶۷) مولوی محمد قاسم قدس اللہ سرہ

(۶۸) مولوی محمد حسن قدس اللہ سرہ

(۶۹) مولوی رشید احمد قدس اللہ سرہ

(۷۰) مولوی محمد یعقوب قدس اللہ سرہ

(۷۱) مولوی وکیل احمد مجددی قدس اللہ سرہ

کتب حقائق

قرآن کریم تنزیل من رب العلمین

۱ - صحاح ستہ (بخاری و مسلم وغیرہ)

۲ - فتوح الغیب

۳ - فصوص الحکم

۴ - فتوحات مکیہ

۵ - احیاء العلوم

۶ - مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ

۷ - رسالۂ قدسیہ

۸ - قول الجمیل

۹ - ہدیہ مجددیہ

۱۰ - طبقات الکبریٰ

۱۱ - مختارات الصوفیہ

۱۲ - کلمات طیبات

۱۳ - قوت القلوب

۱۴ - نفحات الانس

۱۵ - عوارف المعارف

۱۶ - ملفوظات خواجہ معین الدین چشتی قدس اللہ سرہ

۱۷ - فوائد السالکین

۱۸ - کتاب المکاتیب

۱۹ - مکتوبات المعارف

۲۰ - انفاس رحیمیہ ۲۱ - فتاویٰ عزیزیہ

ان کے علاوہ اکثر اکابر کا منظوم کلام بھی درج ہے -

ضمیمہ دوم

منجملہ بہت سی مستند کتابوں کے جن میں مقامات توحید اور حقائق متعلقہ واضح اور مشرح ہیں چند بغرض سہولت تحقیق درج ذیل ہیں اس سلسلہ کی بعض کتابیں جن کے اقتباسات داخل کتاب ہیں ضمیمہ اول کے تحت میں درج ہو چکی ہیں۔ اسلامی ادب میں حقائق کا اک بحر بے پایاں موجزن ہے۔ سبحان اللہ و بحمدہٖ

۱۔ لطائف الاشارات از امام ابو القاسم القشیری رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ تقریرات از " "

۳۔ الرسالۃ القشیریہ از " "

۴۔ تفسیر قشیری از " "

۵۔ اصول کبیر از امام ابو الحسن الاشعری رحمۃ اللہ علیہ

۶۔ قوت القلوب از ابو طالب المکی رحمۃ اللہ علیہ

۷۔ کتاب التجرید فی التوحید از امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

۸- رسالۃ التوحید	از	امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ
۹- مشکاۃ الانوار	از	” ”
۱۰- اربعین	از	” ”
۱۱- الرسالۃ اللدنیہ	از	” ”
۱۲- میزان العمل	از	” ”
۱۳- الکشف والتبیین فی غرور الخلق اجمعین	از	” ”
۱۴- مکاشفۃ القلوب	از	” ”
۱۵- کیمیائی سعادت	از	” ”
۱۶- جواہر القرآن	از	” ”
۱۷- اتحاف السادۃ المتقین شرح احیاء العلوم	از	سید مرتضی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ
۱۸- بدایہ فی اصول الدین	از	امام نورالدین صابونی رحمۃ اللہ علیہ
۱۹- کتاب الاسماء والصفات	از	امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ
۲۰- عقیدہ	از	امام ابن قدامہ مقدسی رحمۃ اللہ علیہ

۲۱- مالابد منہ للمرید از شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ

۲۲- رسالہ وجودیہ از " "

۲۳- رسالہ قدسیہ از " "

۲۴- رسالہ اتحادیہ از " "

۲۵- مشہدیہ از " "

۲۶- فصوص الحکم از " "

۲۷- شجرہ الکون از " "

۲۸- تحفۃ البررہ از " "

۲۹- الیواقیت والجواہر از علامہ امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ

۳۰- الکبریت الاحمر از " "

۳۱- الطبقات الکبریٰ از " "

۳۲- انوار اللواقح القدسیہ از " "

۳۳- درالغواص فی فتاوی الخواص از " "

۳۴- الجواہر والدرر از " "

۳۵۔ کتاب المنن والاخلاق از علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ

۳۶۔ مختصر تذکرہ قرطبی از " "

۳۷۔ ابریز از عبدالعزیز الدباغ رحمۃ اللہ علیہ

۳۸۔ النظام الخاص لاہل المعرفۃ والاختصاص از الشیخ الامام سید احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ

۳۹۔ ریاض الصالحین از امام محی الدین النووی رحمۃ اللہ علیہ

۴۰۔ منازل السائرین از حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ

۴۱۔ حادی الارواح الی بلاد الافراح از " "

۴۲۔ قصیدہ نونیہ از " "

۴۳۔ تفسیر سورہ اخلاص از حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ

۴۴۔ کتاب الذریعہ الی احکام الشریعہ از امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ

۴۵۔ صفوۃ الصفوہ از ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ

۴۶۔ الانسان الکامل از عبدالکریم الجیلی رحمۃ اللہ علیہ

۴۷۔ الکہف الرقیم از " "

۴۸۔ باب الفتوح الی معرفۃ الروح از شیخ عبدالہادی الابیاری رحمۃ اللہ علیہ

۴۹۔ مدخل از ابن حاج التلمسانی رحمۃ اللہ علیہ

۵۰۔ جواہر النصوص شرح فصوص از شیخ عبدالغنی النابلسی رحمۃ اللہ علیہ

۵۱۔ نقد النصوص از ملا جامی رحمۃ اللہ علیہ

۵۲۔ لوائح از " " "

۵۳۔ الدرہ الفاخرہ فی تحقیق " "
مذہب الصوفیہ والمتکلمین والحکما

۵۴۔ مسائل الطریقہ فی علم الحقیقہ از امام عزالدین بن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ

۵۵۔ جامع الاصول فی از ضیاء الدین بن احمد بن مصطفی رحمۃ اللہ علیہ
الاولیاء وانواعہم

۵۶۔ الطریقہ المحمدیہ از شیخ برکوی رحمۃ اللہ علیہ

۵۷۔ شرح الطریقہ المحمدیہ از شیخ خادمی رحمۃ اللہ علیہ

۵۸۔ المنہج القوی فی از " "
شرح المثنوی

۵۹۔ سبیل السعادۃ از شیخ یوسف الدجوی رحمۃ اللہ علیہ

۶۰۔ شرح فصوص الحکم از قاشانی رحمۃ اللہ علیہ

۶۱۔ شرح فصوص الحکم از قیصری رحمۃ اللہ علیہ

۶۲۔ شرح فصوص الحکم از بالی رحمۃ اللہ علیہ

۶۳۔ رسالہ وحدت الوجود از عالی رحمۃ اللہ علیہ

۶۴۔ کشف الوجود از شیخ عزالدین محمود رحمۃ اللہ علیہ

۶۵۔ ایضاح الدلالات از نابلسی رحمۃ اللہ علیہ

۶۶۔ بحر المعانی از سید محمد مکی رحمۃ اللہ علیہ

۶۷۔ کشف الحقائق از ابوالفتح علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ

۶۸۔ زبدۃ الحقائق از عین القضاۃ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

۶۹۔ مدارج الکمال از کمال الدین کاشانی رحمۃ اللہ علیہ

۷۰۔ مراۃ العارفین از مسعود بک رحمۃ اللہ علیہ

۷۱۔ نفس رحمانی از شیخ موسیٰ بن داؤد رحمۃ اللہ علیہ

۷۲۔ مرغوب القلوب از حضرت شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ

۷۳۔ الحواشی الجلالیہ علی شرح التجرید از علامہ دوّانی رحمۃ اللہ علیہ

۷۴۔ الحواشی الزاہدیہ از میرزا ہدا لھروی رحمۃ اللہ علیہ

۷۵۔ عین الفقر از سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ

۷۶۔ مسلک السلوک از شیخ ضیاء الدین نخشبی رحمۃ اللہ علیہ

۷۷۔ انفاس رحیمیہ از شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ

۷۸۔ اخبار الاخیار از شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

۷۹۔ زبدۃ الاسرار از ″ ″ ″

۸۰۔ الطاف القدس از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

۸۱۔ حجۃ اللہ البالغہ از ″ ″ ″

۸۲۔ عبقات از مولنا محمد اسمٰعیل شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

۸۳۔ صراط مستقیم از ″ ″ ″

۸۴۔ دمغ الباطل از مولنا شاہ رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۸۵۔ نور وحدت از خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

۸۶۔ ضیاء القلوب از حاجی امداد اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ

۸۷۔ شرح مثنوی شریف از مولنا بحر العلوم لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

۸۸۔ جواہر السلوک از شاہ عبداللطیف دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

۸۹۔ جواہر الحقائق از ″ ″ ″

۹۰- کشکول کلیمی	از	شاہ کلیم اللہ جہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ
۹۱- فوائد الفواد	من	ملفوظات نظام الدین اولیا سلطان جی رح
۹۲- مکتوبات منیریہ	از	حضرت شاہ شرف الدین یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ
۹۳- مکتوبات قدوسیہ	از	حضرت شاہ عبد القدوس گنگوہی رح
۹۴- علم الکتاب	از	خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ
۹۵- عقاید حسینی	از	مولنا محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ
۹۶- میزان التوحید	از	محمد مخدوم سلطان رحمۃ اللہ علیہ
۹۷- بحر الحیات	از	شیخ محمد غوث گوالیاری رحمۃ اللہ علیہ
۹۸- نفائس الحقائق	از	سید شریف الحسینی رحمۃ اللہ علیہ
۹۹- مقدمۃ المعارف	از	شیخ محب اللہ الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ
۱۰۰- شرح فصوص الحکم	از	" " "
۱۰۱- قبلہ نما	از	مولنا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ
۱۰۲- آبحیات	از	" " "
۱۰۳- تقریر دلپذیر	از	" " "

۱۰۴ - الروض المجود فی اثبات وحدت الوجود از مولانا محمد فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۵ - تفسیر تبصیر الرحمٰن از مولانا شیخ علی المہائمی رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۶ - تقصار جیاد الاحرار از نواب صدیق حسن خان مرحوم بھوپالی

—— • ——

یورپین فلسفی۔ بعض تصانیف و اصطلاحات
مندرجہ کتاب

(۱) فلسفی

۱- الکزنڈر اسمتھ	Alexander Smith
۲- بیکن	Bacon
۳- برگسن	Bergson
۴- برکلے	Berkley
۵- برونو	Bruno
۶- چارلس کنگسلے	Charles Kingsley
۷- کوپرنیکس	Copernicus
۸- ڈارون	Darwin
۹- دیمقراطیس	Democritus
۱۰- ڈیکارٹ	Descartes

۱۱- ڈریپر	Draper
۱۲- اپی کیورس	Epicurus
۱۳- فخٹے	Fichte
۱۴- گلیلیو	Galilio
۱۵- گسنڈی	Gassendi
۱۶- گیٹے	Goethe
۱۷- ہیکل	Haeckel
۱۸- ہیگل	Hegel
۱۹- ہیوم	Hume
۲۰- ہکسلے	Huxley
۲۱- کینٹ	Kant
۲۲- لاپلاس	Laplace
۲۳- لینز	Leibnitz
۲۴- لاک	Locke
۲۵- لیوکریٹس	Lucretius

۲۶۔ نیوٹن Newton

۲۷۔ سیموئل لینگ Samuel Lang

۲۸۔ شیلنگ Schelling

۲۹۔ سر آلیور لاج Sir Oliver Lodge

۳۰۔ اسپنسر Spencer

۳۱۔ اسپونزا Spinoza

۳۲۔ ٹنڈل Tyndall

۳۳۔ وارڈ Ward

تصانیف

(۱) معرکہ مذہب و سائنس از ڈریپر Draper: Conflict of Religion and Science

(۲) تحقیق اصل الانواع از ڈارون Darwin: Origin of Species

(۳) معمۂ کائنات از ہیکل Haeckel: Riddle of Universe

(۴) خطبات ومضامین از ہکسلے	Huxley: Addresses and Essays
(۵) اصول ونتائج از ہکسلے	Huxley: Methods and Results
(۶) فزیکل بیسس آف لائف از ہکسلے	Huxley: Physical Basis of Life
(۷) میکانیک از لاپلاس	Laplace:— Mechanique
(۸) پرنسپیا از نیوٹن	Newton:— Principia
(۹) خواص مادہ از ٹیٹ	Tait: Properties of Matter
(۱۰) خطبات ومقالات از ٹنڈل	Tyndall: Addresses and Discourses

(۱۱) خطبہ بلفاسٹ از ٹنڈل — Tyndall: — Belfast Address

(۱۲) فطرت ولاادریت از وارڈ — Ward: Naturalism and Agnosticism

اصطلاحات

(۱) لا ادریت	Agnosticism
(۲) ظواہر	Appearances
(۳) سالمات	Atoms
(۴) مراکز قوت	Centralised — Forces
(۵) ادعا	Dogma
(۶) ایتھر	Eaether
(۷) برق پارے	Electrons
(۸) قوت	Energy
(۹) اختبارات	Experiments

Explanation	(۱۰) توجیہ و تشریح
Extension	(۱۱) امتداد
Figure	(۱۲) شکل
Genesis	(۱۳) خلق
Group	(۱۴) اجتماعیات
Idealists	(۱۵) تصوریہ
Illusion	(۱۶) فریب
Inquisition	(۱۷) محکمہ احتساب
Laws of Nature	(۱۸) قوانین فطرت
Metaphysics	(۱۹) مابعد الطبعیات یا الہیات
Metaphysical Points	(۳۰) مابعد الطبعیاتی نقطے
Molecules	(۲۱) مکسرات
Nomina	(۲۲) اعیان
Parallelism	(۲۳) توازیت
Phenominon	(۲۴) حادثۂ ظہور

(۲۵) حکمت طبعی — Physical science
(۲۶) جسمی اساس حیات — Protoplasm
(۲۷) حقائق اشیا — Realities
(۲۸) عقل و حکمت — Reason and science
(۲۹) تشکیک — Scepticism
(۳۰) کاربن — Carbon
(۳۱) ہائیڈروجن — Hydrogen
(۳۲) نائٹروجن — Nitrogen
(۳۳) آکسیجن — Oxygen

طالبان حق کو مژدہ

الحمد للہ کہ سلسلۂ دعوت صدق کی پہلی کتاب "اسرار حق" شائع ہو گئی۔
ایک مختصر اور منتخب جماعت "اخوان الصدق" کی سعی و اہتمام سے اس سلسلہ میں
بمقتضائے وقت متعدد کارآمد کتابیں بتدریج شائع ہونگی۔ انشاء اللہ

اگرچہ تصوف اور صوفی یہ دو اصطلاح بہت
رائج ہو چکی ہیں۔ اللہ جل شانہ جابجا کلام مجید میں حقائق کو صدق۔ انکے
جاننے والوں کو صادقین و صدیقین اور ان کے ثمرات کو تقرب سے تعبیر
فرماتا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے والذی جاء بالصدق و صدق به
اولئك هم المتقون۔ مقام صدق والوں کا کیا کہنا۔ فی مقعد صدق
عند مليك مقتدر (پ۲۷) لهم ما يشاؤن عند ربهم ذالك
جزاء المحسنين (پ۲۴) ایمان ہی کے ذریعہ سے صدق تک رسائی
ہوتی ہے۔ وبشر الذين آمنوا ان لهم قدم صدق عند
ربهم (پ۱۱) مقبول بندوں میں انبیا کے بعد صدیقین ہی کا درجہ ہے
الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء

والصالحین وحسن اولٓئک رفیقا (۶/۵) ہر درجہ کے اعتبارات اور امتیازات کلام مجید میں موجود ہیں۔ بصیرت شرط ہے۔

علوم وحقائق قرآنیہ پر کوئی کیا عبور حاصل کرسکتا ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فضیلت قرآن مجید کی بابت ایک طویل حدیث نبوی نقل فرماتے ہیں جس میں مذکور ہے۔ لا یشبع منہ العلماء ولا یخلق علی کثرۃ الرد۔ ولا ینقضی عجائبہ' (ترمذی) اہل علم کا قرآن سے کبھی دل نہیں بھرتا۔ بکثرت دہرانے سے بھی وہ پرانا نہیں ہوتا۔ اور اس کے عجائبات (علوم) کی کوئی انتہا نہیں۔ سبحان اللہ وبحمدہ

محمد الیاس برنی

سلسلۂ انتخابات نظم اردو

مرتبہ

پروفیسر محمد الیاس برنی - ایم - اے ایل ایل بی (علیگ)

مروجہ غزلیات کی کثرت سے عموماً یہ خیال پھیل گیا ہے کہ اردو شاعری کی ساری کائنات محض حسن و عشق اور گل و بلبل کی داستان ہے۔ مگر تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ اردو میں بھی ہر رنگ کی بہتر سے بہتر نظمیں موجود ہیں۔ البتہ وہ اب تک منتشر اور غیر معروف ہیں۔ چنانچہ موجودہ انتخاب سے اس کی پورے طور پر تصدیق ہوتی ہے اگر جدید تعلیم یافتہ اصحاب اس سلسلۂ انتخاب کو ملاحظہ کرینگے تو ثابت ہوگا کہ انگریزی کی جن نیچرل نظموں پر وہ مر مٹتے ہیں اُنھیں کی ہمپلہ نظمیں خود اُن کی اردو زبان میں موجود ہیں شعر و سخن کے چمن کھلے ہوئے ہیں جن کے رنگ و بو سے دل و دماغ بلکہ روح کو تفریح ہوتی ہے۔ امید ہے کہ اس انتخاب کو دیکھ کر تعلیم یافتہ اصحاب کے دل میں ضرور اردو شاعری کی قدر و محبت پیدا ہوگی اور ان کی قدر دانی و توجہ سے اردو شاعری کی ترقی کا ایک نیا دور شروع ہوگا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

اردو کی منتخب نظموں کو مضمون وار حسب ذیل ترتیب دیکر خوشنما جلدوں میں شائع کیا ہے۔۔۔"

(۱) معارف ملت - حمد - نعت - مناجات - اور اخلاقی قومی نظموں کا گلدستہ ... جلد اول و جلد دوم قیمت فی جلد مجلد عہ، جلد سوم زیر ترتیب

(۲) جذبات فطرت - یہ مجموعہ غالب مرحوم کے ایک لطیف انکشاف فطرت کی شرح ہے دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

جلد اول و جلد دوم قیمت فی جلد مجلد عہ، جلد سوم زیر ترتیب -

(۳) مناظر قدرت، اوقات، موسمات مخلوقات اور واقعات کی تصاویر کا دلکش مرقع

جلد اول و جلد دوم قیمت فی جلد مجلد عہ، جلد سوم زیر ترتیب -

یہ کتابیں ہندوستان کے اکثر صوبوں میں مدارس کے کتب خانوں اور انعاموں کے واسطے باضابطہ منظور ہو چکی ہیں اور عام شائقین میں بھی ہاتھوں ہاتھ جا رہی ہیں -

کم از کم ۱۲ سٹ کے یکمشت خریدار کو پچیس فیصدی کمیشن دیا جائیگا

ملنے کا پتہ

محمد الیاس برنی

پروفیسر عثمانیہ کالج حیدرآباد دکن

پروفیسر محمد الیاس برنی
کی
اردو کتابیں

معاشیات

(۱) علم المعیشت۔ اکنامکس (Economics) پر اردو میں یہ سب سے پہلی نہایت مستند اور جامع کتاب ہے مشکل سے مشکل معاشی اصول و مسائل کو ایسے سلیس اور دلچسپ پیرایہ میں بیان کیا ہے کہ کتاب کے مطالعہ سے نہ صرف مضامین بخوبی ذہن نشین ہو جاتے ہیں بلکہ خاصی تفریح حاصل ہوتی ہے

خوبی مضامین کی بدولت ہندوستان کے ہر حصہ میں یہ کتاب ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہی ہے لطف یہ کہ

ہندوستان کی یونیورسٹیوں میں اکنامکس کے متعلق بیسیوں ضخیم انگریزی کتابوں کو
چھوڑ کر اس کو بہت شوق سے پڑھتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد اقبال (جو خود بھی معاشیات کے
بڑے عالم ہیں) تحریر فرماتے ہیں کہ "آپ کی کتاب علم المعیشت اردو زبان پر ایک
احسان عظیم ہے اور مجھے یہ کہنے میں ذرا بھی تامل نہیں کہ اکنامکس پر اردو میں
یہ سب سے پہلی کتاب ہے اور ہر لحاظ سے مکمل"، ضخامت تقریباً ۹۰۰ صفحہ خوشنما
جلد سلسلہ مطبوعات انجمن ترقی اردو حال میں دوسرا اڈیشن شایع ہوا ہے۔

(۲) معیشت الہند۔ ہندوستان کے گوناگوں معاشی حالات جن کا جاننا
ملک کی اصلاح و ترقی کے واسطے از حد ضروری ہے، کافی تحقیق اور تنقید
کے بعد بہت سلیس اور دلچسپ طرز پر علمی پیرایہ میں بیان کئے گئے ہیں۔ یہ بھی
اردو زبان میں اپنی قسم کی پہلی کتاب ہے۔ علم المعیشت میں معاشیات
کے اصول و مسائل بیان ہوئے ہیں اس کتاب کے ذریعہ سے ان کا ہندوستان
میں عملدرآمد دکھایا گیا ہے یہ دونوں کتابیں جامعہ عثمانیہ کی بی اے کلاس کے
نصاب میں داخل ہیں۔ ضخامت تخمیناً ۹۰۰ صفحہ خوشنما جلد۔ منجانب جامعہ عثمانیہ
شایع ہوگی تیار ہو رہی ہے۔

(۳) مالیات۔ پبلک فنانس (Public Finance) پر اردو

زبان میں یہ بھی سب سے پہلی مستند اور جامع کتاب ہے مہذب اور ترقی یافتہ سلطنتوں کے ہاں آمدنی کے کیا کیا ذرایع اور خرچ کی کیا کیا مدیں ہیں اور محاصل و مصارف کا انتظام کس نہج پر قایم ہے سلطنتوں کی مالی ترقی اور مرفہ الحالی کے کیا اسباب ہیں اور اُن کا کیونکر عمل درآمد ہوتا ہے یہ تمام دقیق اور اہم مباحث نہایت سلیس اور دلچسپ طرز پر علمی پیرایہ میں پیش کئے ہیں ہندوستان کے قومی رہبروں اور رئیسوں کو اس کتاب کا مطالعہ بہت مفید بلکہ از حد ضروری ہے ضخامت تخمیناً ۴۰۰ خوشنما جلد (زیر تالیف)

(۴) مقدمہ معاشیات - مورلینڈ صاحب کی انگریزی کتاب انٹروڈکشن ٹو اکنامکس (Introduction to Economics) کا سلیس اور بامحاورہ اردو ترجمہ جس میں معاشیات کے ابتدائی اصول و مسائل بیان کئے گئے ہیں - یہ کتاب جامعہ عثمانیہ میں ایف اے کلاس کے نصاب میں داخل ہے ضخامت تقریباً ۴۵۰ صفحہ منجانب جامعہ عثمانیہ شائع ہوئی ہے -

(۵) معاشیات ہند - مسٹر پرمتھ ناتھ بنرجی کی انگریزی کتاب انڈین اکنامکس (Indian Economics) کا سلیس

اور با محاورہ اردو ترجمہ جس میں مختصر طور پر ہندوستان کے معاشی حالات بیان کئے گئے ہیں۔ یہ کتاب جامعہ عثمانیہ کی ایف اے کلاس کے نصاب میں داخل ہے ضخامت تقریباً ۴۰۰ صفحہ مجلد منجانب جامعہ عثمانیہ شائع ہوئی ہے۔

(۶) برطانوی حکومت ہند۔ اندرسن صاحب کی انگریزی کتاب برٹش اڈمنسٹریشن ان انڈیا (Brittoh Administration in India) کا سلیس اور با محاورہ اردو ترجمہ جس میں مختصر طور پر حکومت ہند کا طریق بیان کیا گیا ہے۔ یہ کتاب بھی جامعہ عثمانیہ میں ایف اے کلاس کے نصاب میں داخل ہے۔ ضخامت تقریباً ۲۵۰ صفحہ مجلد۔ منجانب جامعہ عثمانیہ شائع ہوئی ہے۔

———•———